فتوٰی مسمّٰی بہ

رحب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجھہا وجوفہا فی المساحۃ ۱۳۲۴

ان پانیوں کے بارے میں وسیع کرنا جن کی سطح اور گہرائی پیمائش میں برابر نہ ہو (ت)

مسئلہ ۴۹

۴ جمادی الآخر ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں سوال اوّل حوض نیچے دہ دردہ اور اوپر کم ہے بھرے ہوئے میں نجاست پڑی تو سب ناپاک ہوگیا یا صرف اوپر کا حصہ جہاں تک سو ہاتھ سے کم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔

بعض کے نزدیک اصلاً ناپاک نہ ہوگا کہ مجموع آب کثیر ہے۔

اقول ویشبہ ان یکون مبنیا علٰی اعتبار العمق وقد صححہ بعضہم والمعتمد المعول علیہ لا۔

میں کہتا ہوں یہ گہرائی کے اعتبار پر مبنی ہے اور بعض نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور اس پر اعتماد نہیں ہے۔ (ت)

خلاصہ میں ہے:

الحوض الکبیراذا انجمد ماؤہ فنقب انسان نقبا وتوضأ منہ ان کان الماء منفصلا عن الجمد یجوز وانکان متصلا بالجمد اختلف المشایخ فیہ بعضہم اعتبروا جملۃ الماء حتی لایتنجس وبعضہم اعتبروا موضع النقب ان کان کبیرا یجوز والا فلا۔[1]

بڑے حوض کا پانی جب جم جائے اور کوئی اس میں سوراخ کرکے وضو کرلے تو پانی اگر برف سے الگ ہے تو جائز ہے اور اگر برف سے متصل ہے تو مشایخ کا اس میں اختلاف ہے بعض نے تمام پانی کا اعتبار کیا یہاں تک کہ وہ نجس نہ ہوگا، اور بعض نے سوراخ کی جگہ کا اعتبار کیا، اگر وہ بڑا ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ت)

بعض کے نزدیک کل ناپاک ہوجائے گا۔

اقول وکانہ لانہ ماء واحد والعبرۃ بوجہ الماء وھو قلیل لابالعمق وان کثر۔

میں کہتا ہوں اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک پانی ہے اور اعتبار پانی کی سطح کا ہے اور وہ قلیل ہے، عمق کا اعتبار نہیں، خواہ زائد ہی کیوں نہ ہو۔ (ت)

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس الاول الحیاض نولکشور لکھنؤ ۱/۴

خلاصہ میں ہے:

ان کان اعلاہ اقل من عشر فی عشر و اسفلہ عشرا فی عشر فوقعت قطرۃ خمر ثم انتقص الماء وصار عشرا فی عشر اختلف المشایخ فیہ[1]۔

اگر اس کا بالائی حصہ دہ در دہ سے کم ہے اور نچلا دہ در دہ ہو اب اس میں ایک قطرہ شراب کا گر جائے پھر پانی کم ہو جائے اور وہ دہ در دہ ہو جائے، تو اس میں مشایخ کا اختلاف ہے۔ (ت)

بدائع میں اول کو اوسع ثانی کو احوط فرمایا اور غنیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی دوم پر فتوی ہے:

حیث قال الحوض اذا انجمد ماؤہ فنقب فی موضع منہ فوقعت فیہ نجاسۃ قال نصیر و ابو بکر الاسکاف یتنجس وقال عبداللہ بن المبارک و ابو حفص الکبیر البخاری لایتنجس اذا کان الماء تحت الجمد عشرا فی عشر و ان کان متصلا بالجمد والفتوی علی قول نصیر و ابی بکر و ان کان منفصلا عن الجمد یجوز بلا خلاف کالحوض المسقف[2] اھ واعترضہ شارحہ المحقق ابن امیر الحاج بانہ یفید ان الحوض عند نصیر و ابی بکر یتنجس سواء کان الماء ملتزقا بالجمد او متسفلا عنہ ثم ینافیہ قولہ وان کان منفصلا یجوز بلا خلاف فان قلت لم لا یحمل ما عن نصیر و ابی بکر علی ما اذا کان متصلا بالجمد و قد اندفع التناقض عن المصنف قلت لانہ ینافیہ قولہ فانکان متصلا بالجمد

انھوں نے فرمایا کہ حوض کا پانی جم جائے اور اس میں کسی جگہ سوراخ کیا جائے اور اس میں نجاست گر جائے تو نصیر اور ابو بکر الاسکاف نے فرمایا وہ ناپاک ہو جائیگا، اور عبداللہ بن مبارک اور ابو حفص کبیر نے فرمایا کہ اگر برف کے نیچے پانی دہ در دہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا، اگرچہ برف سے متصل ہو اور فتوی نصیر اور ابو بکر کے قول پر ہے اور اگر برف سے جُدا ہو تو بغیر اختلاف کے جائز ہے جیسے وہ حوض جس کے اوپر چھت ہو اھ اس پر اس کے شارح محقق ابن امیر الحاج نے اعتراض کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حوض نصیر اور ابو بکر کے نزدیک نجس ہو جاتا ہے خواہ پانی برف سے ملا ہوا ہو یا اس کے نیچے ہو، پھر اس کے مخالف ہے اُن کا قول کہ اگر منفصل ہو تو جائز ہے بلا خلاف، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو نصیر اور ابو بکر سے منقول ہے اسکو اس پر کیوں محمول نہیں کیا گیا کہ یہ اُس صورت میں ہے جبکہ وہ برف سے متصل ہو اور تناقض مصنف سے رفع ہو گیا، میں

---

[1] خلاصۃ الفتاوی الجنس الاول الحیاض نولکشور لکھنؤ ۱/۴

[2] غنیۃ المستملی فصل الحیاض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۰

فالمفتوی علی قول نصیر فانہ یفید ان موضوع المسألۃ اعم وان نصیرا وابابکر یقولان ینجس مطلقا وابن المبارک واباحفص یقولان لاینجس مطلقا فتأملہ اھ[1]

کہوں گا، اس لیے کہ اس کے منافی اس کا قول کہ اگر برف کے ساتھ متصل ہو تو فتوی نصیر کے قول پر ہوگا، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موضوع مسئلہ اعم ہے اور یہ کہ نصیر اور ابوبکر دونوں کہتے ہیں کہ وہ مطلقاً نجس ہوگا، اور ابن مبارک اور ابوحفص کہتے ہیں کہ وہ مطلقاً نجس نہیں ہوگا فتأملہ اھ۔ (ت)

اقول رحم اللہ المحقق لاشک ان اول الکلام فی المتصل یوضحہ ما فی البدائع ان کان جامدا ونقب فی موضع منہ فان کان الماء غیر متصل بالجمد یجوز بلا خلاف وان متصلا والنقب صغیرا اختلف المشایخ قال نصیر بن یحیی وابوبکر الاسکاف لاخیر فیہ وسئل ابن المبارک فقال لاباس بہ وقال الیس الماء یضطرب تحتہ وھو قول الشیخ ابی حفص الکبیر وھذا اوسع والاول احوط[2] وقد نقلہ المحقق فی الحلیۃ ھھنا۔

میں کہتا ہوں اللہ محقق پر رحم کرے بیشک کلام کا ابتدائی حصہ متصل میں ہے اس کی وضاحت بدائع میں ہے، اور وہ یہ کہ اگر وہ جامد ہو اور اس کے کسی حصے میں سوراخ کردیا گیا ہو تو اگر پانی برف سے ملا ہوا نہ ہو تو بلاخلاف جائز ہے اور اگر متصل ہو اور سوراخ چھوٹا ہو تو مشایخ کا اختلاف ہے، نصیر بن یحیی اور ابوبکر الاسکاف فرماتے ہیں اس میں خیر نہیں اور ابن مبارک سے دریافت کیا گیا تو فرمایا اس میں حرج نہیں، نیز فرمایا کیا اس کے نیچے پانی میں حرکت نہیں ہوتی ہے اور یہی ابوحفص الکبیر کا قول ہے اور یہ زیادہ آسان ہے جبکہ پہلے میں احتیاط کا پہلو زیادہ ہے اھ اور محقق نے اس کو یہاں حلیہ میں نقل کیا۔ (ت)

اقول ولولا ھذا لم یکن لہ محمل الا ذاک لان الذھن لایسبق منہ الا الیہ اذ ھو الغالب ونادر ان ینجمد الاعلی ویبقی الاسفل منفصلا عنہ الا اذا نقب واستفرغ منہ شیئ صالح۔

میں کہتا ہوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کا محمل یہی ہوتا، کیونکہ ذہن کی سبقت اسی کی طرف ہوتی ہے کیونکہ غالب یہی ہے اور یہ نادر ہے کہ اوپر والا منجمد ہوجائے اور نیچے والا اس سے جدا رہے، ہاں اگر اس میں سوراخ کرکے قابل لحاظ حد تک پانی نکال لیا جائے تو جدا ہوسکتا ہے۔

وما رد بہ علیہ من المنافاۃ۔

اور جس چیز سے اس پر رد کیا ہے یعنی منافاۃ،

فاقول غیر متوجہ الیہ فان قولہ

تو میں کہتا ہوں یہ ان کی طرف متوجہ نہیں کیونکہ

---

[1] حلیہ

[2] بدائع الصنائع فصل فی بیان مقدار الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۳

"وان کان متصلا بالجمد" لیس شرطا جزاؤہ فالفتوی حتی یفید ان کلام نصیر وابی بکر فیما ھو اعم من الاتصال بل ھو من تتمۃ قول ابن المبارک وان وصلیۃ والفاء فی فالفتوی فصیحۃ والمعنی انہ ان انفصل عن الجمد جاز بلاخلاف وان اتصل فکذا عند عبد اللہ و ابی حفص وقال نصیر وابوبکر لا وعلیہ الفتوی علی ان فی عامۃ نسخ المنیۃ وعلیہ الفتوی بالواو دون الفاء وقولہ فان کان متصلا لیس بالفاء فی نفس المتن المنقول فی الحلیۃ فانقطع منشاء التوھم رأسا ثم رأیت الغنیۃ فسرہ علی ما ھو الحق وافاد فائدۃ اخری ستعرفھا۔

ان کا قول "وان کان متصلا بالجمد" شرط نہیں جس کی جزا فالفتوٰی ہو تاکہ اس کا فائدہ یہ ہو کہ نصیر اور ابوبکر کا اس میں کلام ہے جو اتصال سے اعم ہے بلکہ وہ ابن مبارک کے کلام کا تتمہ ہے اور "ان" وصلیہ ہے اور فالفتوٰی میں فاء فصیحہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر وہ برف سے جُدا ہو تو بلا خلاف جائز ہے اور اگر متصل ہو تو اسی طرح عبداللہ اور ابوحفص کے نزدیک حکم ہے اور نصیر اور ابوبکر کہتے ہیں نہیں، اور اسی پر فتوٰی ہے، علاوہ ازیں مُنیہ کے عام نسخوں میں وعلیہ الفتوی واؤ کے ساتھ ہے فاء کے ساتھ نہیں، اس کا قول فان کان متصلا نفس متن میں فاء کے ساتھ نہیں جو حلیہ میں منقول ہے، تو وہم کی بنیاد ہی ختم ہوگئی۔ پھر میں نے غُنیہ میں دیکھا کہ اُنھوں نے اس کی حق تفسیر کی، اور ایک اور فائدہ بیان کیا جو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ (ت)

اور صحیح یہ ہے کہ صرف وہی بالائی حصہ ناپاک ہوگا جو دَہ در دَہ سے کم ہے یہاں تک کہ اگر اوپر کا پانی نکال دیا گیا اور آب وہاں تک رہ گیا جہاں سے دَہ در دہ ہے تو یہ پانی پاک ہے اس لیے کہ اگرچہ وہ آب نجس سے متصل تھا مگر آب کثیر اتصالِ نجس سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست سے اُس کا رنگ یا بُو یا مزہ بدل نہ جائے۔ ہندیہ میں ہے:

ان کان اعلی الحوض اقل من عشر فی عشر واسفلہ عشر فی عشر او اکثر فوقعت نجاسۃ فی اعلی الحوض وحکم بنجاسۃ الاعلی ثم انتقص الماء وانتھی الی موضع ھو عشر فی عشر فالاصح انہ یجوز الوضوء بہ والاغتسال فیہ[1]۔

اگر حوض کا بالائی حصہ دَہ در دَہ سے کم ہو اور اس کا نچلا حصہ دہ در دہ ہو یا زیادہ ہو اور نجاست حوض کے اوپر والے حصے میں گر جائے، اور اوپر والے حصہ کے نجس ہونے کا حکم کر دیا جائے، پھر پانی گھٹ جائے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جو دہ در دہ ہو تو اصح یہ ہے

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الثانی الماء الراکد نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۹

کذافی المحیط۔ | کہ اس سے وضو اور غسل جائز ہے کذافی المحیط۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

وذکر السراج الھندی ان الاشبہ الجواز[1]۔ | اور سراج ہندی نے ذکر کیا ہے کہ اشبہ جواز ہے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

نص فی الذخیرۃ انہ الاشبہ[2]۔ | ذخیرہ میں نص ہے کہ یہی اشبہ ہے۔ (ت)

فتوی کہ منیہ میں مذکور ہوا اُس سے بھی یہی مراد ہے کہ حصّہ بالائی کی نجاست پر فتوی ہے نہ کہ کل کی، غنیہ میں ہے:

(الحوض اذا انجمد ماؤہ فنقب فی موضع) وبقی الماء تحت الجمد متصلا بہ (فوقعت فیہ نجاسۃ قال نصیر وابوبکر یتنجس الماء) لکونہ متصلا بالجمد فلا یخلص بعضہ الی بعض فیکون وقوع النجاسۃ فی ماء قلیل فیفسد (وقال ابن المبارک وابو حفص لا وانکان) ای ولوکان (الماء متصلا بالجمد) لکونہ عشرا فی عشر (والفتوی علی قول نصیر) لما قلنا (واما اذا کان) الماء تحت الجمد (منفصلا عنہ (فیجوز) ولایفسد الماء لان الفرض انہ عشر فی عشر ولم تنفصل بقعۃ منہ عن سائرہ کما فی الصورۃ الاولٰی۔ | (حوض کا پانی جب جم جائے اور کسی جگہ سوراخ کیا جائے) اور برف کے نیچے والا پانی اس کے ساتھ متصل رہے (تو اس میں نجاست گر گئی، تو نصیر اور ابوبکر نے فرمایا پانی نجس ہوجائیگا) کیونکہ وُہ برف کے ساتھ متصل ہے تو اس کا بعض حصّہ دوسرے بعض کی طرف نہیں جائیگا اور اس طرح نجاست قلیل پانی میں گرے گی، اور اس کو فاسد کردے گی (اور ابن مبارک اور ابو حفص نے کہا نہیں اگرچہ وُہ) یعنی برف پانی سے متصل ہو، کیونکہ وہ دہ دردہ ہے (اور فتوی نصیر کے قول پر ہے) جیسا کہ ہم نے کہا (اور اگر پانی ہو) برف کے نیچے جدا برف سے (تو جائز ہے) اور پانی فاسد نہ ہوگا کیونکہ مفروضہ یہ ہے کہ یہ دہ دردہ ہے اور اس کا کوئی حصہ باقی پانی سے جُدا نہیں جیسا کہ پہلی صورت میں ہے۔ (ت)

اسی طرح منیہ میں جو اس کے متصل تھا:

وان نقب الجمد فعلا الماء فولغ الکلب یتنجس عند عامۃ العلماء[3]۔ | اور اگر برف میں سوراخ کیا تو پانی اوپر چڑھ آیا اس میں کُتّے نے منہ ڈال دیا تو عام علماء کے نزدیک نجس ہوجائیگا۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق، بحث الماء الدائم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۷ [2] حلیہ
[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الحیاض ص ۹۹

دونوں شارح محقق نے اسے اُسی قدر پانی کی نجاست پر حمل فرمایا ہے غنیہ میں ہے:

(یتنجس عند عامۃ العلماء) ولم یعتبر الماء الذی تحت الجمد وکان ما فی الثقب کغیرہ من الماء القلیل خلافا لما قال البعض ان ما فی الثقب یعتبر متصلا بما تحتہ وھو کثیر فلا یتنجس[1]

(اور عام علماء کے نزدیک پانی نجس ہوجائے گا) اور جو پانی برف کے نیچے ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا اور جو سوراخ میں ہے وُہ تھوڑے پانی کی طرح ہے لیکن بعض علماء نے اس کے خلاف یہ فرمایا ہے کہ جو سوراخ میں ہے وہ اسی طرح ہے جو اس کے نیچے ہے اور وہ کثیر ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

(یتنجس عند عامۃ العلماء) ذلك الماء الذی فی الثقب لا الحوض لان المسألۃ مفروضۃ فی الحوض الکبیر[2]

(عام علماء کے نزدیک نجس ہوجائے گا) وُہ پانی جو سوراخ میں ہے نہ کہ حوض میں کیونکہ مسئلہ بڑے حوض میں مفروض ہے۔ (ت)

یہاں سے یہ بھی ظاہر ہُوا کہ یہی مذہب جمہور علماء ہے،

وھنا بحث غریب للخانیۃ ثم للخلاصۃ و اللفظ لھا قال اختلف المشایخ فیہ وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان کان الماء الذی تنجس فی اعلی الحوض اکثر من الماء الذی فی اسفلہ و وقع الماء النجس فی اسفل الحوض علی التدریج کان طاھرا علی ما یاتی فی مسألۃ الجمد وقال بعضھم لا یطھر کالماء القلیل اذا وقعت فیہ نجاسۃ ثم انبسط علی ما مر[3] والمراد بما یاتی فی الجمد

اور یہاں ایک عجیب بحث خانیہ اور خلاصہ کی ہے الفاظ خلاصہ کے ہیں فرمایا کہ مشایخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور جواب میں تفصیل ہونی چاہیے، اگر وہ پانی جو حوض کے بالائی حصہ میں نجس ہوا ہے اس پانی سے زیادہ ہے جو اس کے نچلے حصے میں ہے، اور نجس پانی حوض کے نچلے حصے میں گرا بتدریج تو پاک رہے گا، جیسا کہ منجمد پانی کے بیان میں آئے گا، اور بعض نے فرمایا طاہر نہیں رہے گا جیسے قلیل پانی، جب اس میں نجاست گر جائے پھر وہ پھیل جائے، جیسا کہ گزرا اھ اور مایاتی فی الجمد سے

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الحیاض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۰

[2] حلیہ

[3] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس الاول فی الحیض نولکشور لکھنؤ ۱/۴

قوله رحمه الله تعالٰی لو تنجس موضع النقب ثم ذاب الجمد بتدریج الماء نجس وقال الشیخ الامام شمس الائمۃ الحلوانی رحمه الله تعالٰی الماء طاھر سواء ذاب بتدریج او دفعۃ واحدۃ[1]۔

مراد ان کا قول ہے کہ "اگر سوراخ کی جگہ نجس ہوتی پھر منجمد پانی بتدریج پگھل گیا تو پانی ناپاک ہے"، اور شیخ الامام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا پانی پاک ہے خواہ بتدریج پگھلا ہو یا یک دم اھ (ت)

اقول وجه الاول وعلیه المعول انه کلما ذاب شیئ منه اتصل بالنجس وھو قلیل فیتنجس حتی تاتی النجاسۃ علی الکل بخلاف ما اذا ذاب دفعۃ لانه کثیر فلا یتنجس بمجاورۃ النجس ووجه قول شمس الائمۃ انه کثیر وفیه ان النجس لایطھر بالکثرۃ۔

میں کہتا ہوں پہلے قول کی وجہ جس پر اعتماد ہے کہ جب بھی اس سے کوئی چیز پگھلی اور نجس سے متصل ہوئی اور وہ قلیل ہو تو وہ نجس ہوجائے گا یہاں تک کہ کل نجس ہوگا بخلاف اس صورت کے جبکہ یکدم پگھل جائے کیونکہ وہ کثیر ہے، لہذا نجس کی مجاورت کی وجہ سے نجس نہ ہوگا، شمس الائمہ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ وہ کثیر ہے، اور اس میں یہ اعتراض ہے کہ نجس کثرت کی وجہ سے پاک نہیں ہوتا ہے۔ (ت)

اقول ولکن فی قیاس مسألتنا علی مسألۃ الجمد نظر فان الطاھر ھھنا ماء کثیر فلا یضرہ مجاورۃ نجس سواء کانت دفعۃ او تدریجا وکان المجاور اکثر منه او اقل علی خلاف ما یفیدہ تقییدہ بکثرۃ المتنجس قدرا لا مساحۃ من قصر حکم الطھارۃ علی ما لو کان اقل مما تحته قدرا فلا یتنجس ما تحته سواء وقع فیه دفعۃ او تدریجا بخلاف الاکثر وانت تعلم ان الماء الکثیر انما یتنجس بتغیر وصف له بالنجاسۃ بلا فرق

میں کہتا ہوں ہمارے مسئلہ کو منجمد پانی پر قیاس کرنے میں نظر ہے کیونکہ یہاں پاک پانی کثیر ہے تو اس کو نجس کی مجاورت نقصان دہ نہ ہوگی خواہ یکدم ہو یا بتدریج ہو اور مجاور اس سے زیادہ یا کم ہو، یہ اس کے خلاف ہے کہ جس کو متنجس کی کثرت کے ساتھ مقید کیا ہے یعنی مقدار کے اعتبار سے نہ کہ پیمائش کے اعتبار سے، جس نے طہارت کے حکم کو اُس صورت میں مقصور کیا کہ اگر وہ اپنے نیچے والے پانی سے کم ہو، تو اس کا نیچے والا ناپاک نہ ہوگا، خواہ اس میں وہ یک دم گرا ہو یا تدریجی طور پر بخلاف اکثر کے اور آپ کو معلوم ہے

[1] خلاصۃ الفتاوی الجنس الاول فی الحیض نولکشور لکھنؤ ۱/۳

بل قد رد علی القول الصحیح المعتمد المفتی بہ کما عرف فی مسألة جیفة فی النھر نعم مشی الشیخ علی مختارہ ثمہ حیث قال ان کان ما یلاقی الجیفة اکثر او کانا سواء فالماء نجس اھ والیہ یشیر قولہ الماء النجس اذا دخل الحوض الکبیر لا یتنجس الحوض وان کان الماء النجس علی ماء الحوض غالبا لانہ کلما اتصل الماء بالحوض صار ماء الحوض علیہ غالبا[1] اھ فقد اشار الی

کہ کثیر پانی اسی وقت نجس ہوگا جب نجاست کی وجہ سے اس کا کوئی وصف متغیر ہوجائے، اس میں مقادیر کے طرق کا اعتبار نہیں، قول صحیح، معتمد، مفتی بہ یہی ہے، جیسا کہ نہر میں گر جانے والے مردہ کے مسئلہ میں معلوم ہوا ہے البتہ شیخ نے وہاں اپنے مختار قول ہی کو لیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو پانی مردار سے ملاقی ہے، اگر وہ زاید ہے یا دونوں برابر ہیں تو پانی نجس ہے اھ اور ان کے قول "نجس پانی جب بڑے حوض میں داخل ہوجائے تو وہ حوض ناپاک نہ ہوگا"

اقول وبما اشرنا الیہ اندفع ما جنح الیہ فی الحلیة من اثبات التناقض بین فرعی الخلاصة ھذین فان مقتضی الفرع الاخیر طھارة السافل بلا تفصیل اھ بمعناہ وذلک لان کلامہ فی ھذا الفرع یشیر الی صورة التدریج فلا ینافی التفصیل المذکور سابقا وکذا اندفع بحثہ ترجیح الطھارة مطلقا وان ذاب تدریجا حیث قال بعد قول شمس الائمة قلت وھذا ھو المتجہ بعد ان کان الحوض کبیرا ولم یظھر للنجاسة اثر فیہ کما ھو فرض المسألة[2] اھ اقول ماذا ینفع کون متسع الحوض کبیرا بعد ان کان الذائب من الجمد قلیلا فالعبرة للماء

میں کہتا ہوں ہم نے جس طرف اشارہ کیا ہے اس سے حلیہ میں جو کہا ہے وہ رفع ہوگیا، حلیہ میں انہوں نے خلاصہ کی ان دو فرعوں کے درمیان تناقض ثابت کیا ہے، کیونکہ آخری فرع کا مقتضی یہ ہے کہ نچلا حصہ بلا تفصیل پاک ہے اھ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کلام اس فرع میں تدریج کی صورت کی طرف اشارہ کرتا ہے تو سابقہ تفصیل کے خلاف نہ ہوگا، اور اسی طرح ان کی وہ بحث ساقط ہوگئی جس میں انہوں نے مطلقاً طہارت کو ترجیح دی ہے اگرچہ وہ پگھلا ہو تدریجاً انہوں نے شمس الائمہ کے قول کے بعد فرمایا "میں کہتا ہوں یہی معقول بات ہے بشرطیکہ حوض بڑا ہو اور نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو، جیسے کہ مسئلہ میں مفروض ہے اھ

میں کہتا ہوں حوض کے بڑا ہونے کا ایسی صورت

(باقی برصفحہ آیندہ)

[1] خلاصة الفتاوی جنس آخر فی التوضی، الماء الجاری نولکشور لکھنؤ ۱/۹

[2] خلاصة الفتاوی الجنس الاول فی الحیض " ۱/۳

التدریج ولفظ الفتح فی تعلیله لان کل ما یتصل بالحوض الکبیر یصیر منه فیحکم بطهارته[1] اھ وفی البزازیة الماء الکثیر النجس دخل فی الحوض الکبیر لاینجسه لانه حکم بالطهارة زمان الاتصال[2] اھ هذا اوجه وثانیاً لا اثر لوقوع ماء نجس فی ماء طاهر الا اللقاء وهو حاصل فیما نحن فیه من بدو الامر ففیم التفصیل بخلاف مسألة الجمد فانه

اگرچہ نجس پانی حوض کے پانی پر غالب ہو جائے میں اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ جونہی پانی حوض کے پانی سے ملے گا حوض کا پانی اس پر غالب ہوتا جائیگا[1] تو انھوں نے تدریج کی طرف اشارہ کیا ہے اور فتح نے اس کی تعلیل میں یہ فرمایا ہے اس لیے کہ جو بڑے حوض سے ملے گا وہ اسی کا جز ہو جائیگا تو اس کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا اھ اور بزازیہ میں ہے کہ کثیر نجس پانی جب بڑے حوض میں داخل ہو جائے تو اس کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) لا للمحل والماء هو الذائب دون الجمد ثم استشهد علیه بفرع الخلاصة الاخیر وتعلیله بانه کلما اتصل بالحوض صار ماء الحوض علیه غالب قال بل هذا ابلغ کما هو غیر خاف فتنبه لذلك اھ اقول ذلك فی ماء نجس کثیر لقی ماء طاهراً کثیراً تدریجا وهذا ماء قلیل طاهر لقی ماء نجسا فاین هذا من ذلك وای مدخل فیه للابلغیة من حیث ان ثم الغالب النجس وههنا الطاهر بعد ان التدریج جعل ذلك الغالب مغلوبا کما افصح به فی الخلاصة وهذا المغلوب غالبا کما علمت والله تعالٰی اعلم ۱۲ منه غفرله (م)

میں کیا فائدہ جبکہ پگھلی ہوئی برف کم ہو کیونکہ اعتبار پانی کا ہے نہ کہ محل کا اور پانی تو پگھلا ہوا ہی ہے نہ کہ جمی ہوئی برف، پھر انھوں نے اس پر خلاصہ کی آخری فرع اور اس کی تعلیل سے استشہاد کیا، اور وہ یہ کہ جب وہ حوض سے ملے گا تو حوض کا پانی اس پر غالب ہو جائے گا، فرمایا یہ زیادہ بلیغ ہے جیسا کہ مخفی نہ رہے، تو اس پر متنبہ ہونا چاہئے اھ

میں کہتا ہوں وہ کثیر نجس پانی میں ہے جو کثیر طاہر پانی سے ملاقی ہو اور یہ ملاقات تدریجاً ہو، اور یہ کم طاہر پانی ہے جس کی ملاقات نجس پانی سے ہوئی ہے تو اس میں اور اس میں کیا نسبت ہے اور اس میں ابلغیۃ کو کیا دخل ہے کیونکہ وہاں غالب نجس ہے اور یہاں ظاہر بعد اس کے کہ تدریج نے اُس غالب کو مغلوب کر دیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں اس کی وضاحت کی ہے اور اس مغلوب کو غالب کر دیا جیسا کہ آپ نے جانا ہے واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] فتح القدیر بحث الغدیر العظیم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱

[2] بزازیہ علی الهندیة نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۷

لانجماده لالقاء مع النجس الا لسطح منه فالباقی اذا ذاب تدریجا حصل اللقاء للقلیل فتنجس الکثرة للمتنجس فلم یطھر واذا ذاب دفعة حصل اللقاء للکثیر فلم یتنجس[1] وثالثا المعھود ھھنا ان الماء العالی یرفع ویبقی السافل لا ان العالی یقع فی السافل دفعة او تدریجا ورابعا اذا کان الماءان متلاصقین ولم یکن ھذا وقوع العالی فی السافل لم یتصور الزیادة علیہ الا بوقوع العالی فی محل السافل ولایکون الا بعد خروج السافل لاستحالة التداخل فلا یقع العالی فی السافل ابدا لا دفعة ولا تدریجا وخامسا لو فرض فلا یکون الا الخروج ھذا او دخول ذاك والکل حرکة فلا یمکن الا تدریجا کأن یکون فی السافل منفذ یفتح فیجعل السافل یخرج والعالی ینزل ولا تصور لان یخرج السافل دفعة فیسقط العالی مرة واحدة وبالجملة لم یصل فھمی القاصر لمراده واللّٰه تعالٰی اعلم بمراد خواص عباده لا جرم ان قال فیه فی الدر لو وقع فیه نجس لم یجز حتی یبلغ العشر فقال ش فاذا بلغھا جاز وان کان اعلاه اکثر مقدارا وفی البحر عن السراج الھندی انه الاشبه[2] اھ ورحم اللّٰه

نجس نہیں کرے گا کیونکہ اتصال کے وقت اس پر طہارت کا حکم لگ چکا ہے اھ یہ معقول بات ہے۔

ثانیا نجس پانی کے پاک پانی میں پڑجانے کا کوئی اثر نہیں، سوائے ملاقات کے، اور وہ ہمارے اس مسئلہ میں ابتداء سے حاصل ہے تو تفصیل کس چیز میں ہے، بخلاف منجمد پانی کے مسئلہ کے، کیونکہ یہ منجمد ہے اس لیے اس کی ملاقات نجس کے ساتھ نہ ہوگی صرف اس کی سطح ملے گی، اور باقی جب تدریجی طور پر پگھلے گا تو اس کے تھوڑے سے جز سے ملاقات ثابت ہوگی، تو نجس ہوجائیگا، اور کثرہ متنجس کیلئے ہے تو پاک نہ ہوگا، اور جب یک دم پگھلے گا تو کثیر سے ملاقات ہوگی، تو ناپاک نہ ہوگا۔

ثالثًا معمول کے مطابق اوپر والا پانی اٹھا لیا جاتا ہے اور نیچے والا پانی باقی رہ جاتا ہے نہ یہ کہ اوپر والا نیچے والے میں گرتا ہے، کبھی یک دم اور کبھی تدریجی طور پر۔

رابعاً جب دونوں پانی ملے ہوئے ہوں اور اوپر والا نیچے والے میں نہ گرے تو اس پر زیادتی متصور نہ ہوگی صرف ایک صورت میں زیادتی ہوگی اور وہ یہ کہ اوپر والا نیچے والے کی جگہ میں گرے اور یہ تب ہی ہوگا جبکہ نیچے والا نکلے، کیونکہ تداخل محال ہے، تو اوپر والا نیچے والے میں کبھی نہیں گرے گا، نہ یکدم اور نہ تدریجی طور پر۔

---

[1] الدرالمختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۱/۳۶

[2] ردالمحتار " مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۳

العلامة الشلبی حیث نقل فی حاشیۃ الزیلعی کلام الخانیۃ الی ذکر القولین ورسم اھ ولم یعرج لذکر بحثہا اصلاً واللہ تعالٰی اعلم۔

خامساً، گرنا فرض کیا جائے تو اس کے نکلنے اور اس کے داخل ہونے کی وجہ سے ہوگا، اور یہ سب حرکت ہے، تو یہ صرف تدریجی طور پر ہی ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہ نچلے میں کوئی سوراخ ہو جس کو کھولا جائے تو نیچے والا نکلنے لگے اور اُوپر والا اترنے لگے اور اس کا کوئی تصور نہیں کہ نیچے والا ایک دم نکلے اور اُوپر والا یکدم گر جائے، اور خلاصہ یہ کہ میں اپنی ناقص رائے میں ان کی مراد سمجھنے سے قاصر رہا ہوں، اور اللہ تعالٰی اپنے خواص کی مراد کو زیادہ جاننے والا ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا در میں ہے اگر اس میں نجس واقع ہو جائے تو جائز نہیں یہاں تک کہ دس کو پہنچ جائے، تو "تش" نے فرمایا جب وہ دس کو پہنچے تو جائز ہے اگرچہ اس کے اوپر والا مقدار میں زائد ہو، اور بحر میں سراج ہندی سے منقول ہے کہ یہی اقرب الی الحق ہے اھ اور اللہ تعالٰی علامہ شلبی پر رحم کرے کہ انھوں نے زیلعی کے حاشیہ میں خانیہ کا کلام نقل کیا قولین کے ذکر تک اور اھ کا نشان لگا دیا اور ان کی بحث کا اصلاً ذکر نہ کیا واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

سوال دوم[5]

اسی صورت میں حوض کے بالائی حصے کے قریب پر ایک نالی ہے جب یہ اوپر کا پانی ناپاک ہوا نالی کھول کر نکال دیا گیا صرف نیچے کا پانی جہاں سے دہ دردہ ہے رہ گیا پھر پاک پانی سے بھر دیا گیا تو اب یہ سب حوض پاک ہو گیا یا نہیں، اگر نہیں تو کیا کیا جائے کہ پاک ہو بینوا توجروا۔

الجواب

اگر ناپاک پانی نکال دینے کے بعد اتنا انتظار کیا کہ حوض کی بالائی سطوح جو اُس پانی سے ناپاک تھیں خشک ہو کر پاک ہو گئیں اس کے بعد پاک پانی بھرا گیا اور اُوپر آجانے والی نجاست[1] باقی نہیں تو سارا حوض پاک ہے ورنہ بالائی حصہ پھر ناپاک ہو گیا، ردالمحتار میں ہے:

ولو کانت النجاسۃ مرئیۃ باقیۃ فیہ او امتلاء قبل جفاف اعلی الحوض تنجس[2]۔

اگر حوض میں نجاست مرئیہ باقی رہے یا بھر جائے حوض کا اعلٰی حصہ خشک ہونے سے پہلے تو نجس ہو جائے گا۔ (ت)

---

[1] توضیح جواب سوم سے ہوگی خلاصہ یہ کہ تہ نشین نجاست اوپر آئے گی نہیں اور پانی ملے گا آب زیریں سے جو بوجہ کثرت ناپاک نہیں اور اُوپر آنے والی اگر غیر مرئیہ تھی یا مرئیہ نکال دی گئی کہ وہ بھی غیر مرئیہ رہ گئی تو ناپاک پانی کے ساتھ نکل گئی ہاں مرئیہ باقیہ ہے تو پھر ناپاک کر دے گی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[2] ردالمحتار باب المیاہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۱۴۳

چارۂ کار یہ ہے کہ نجاست مذکورہ نکال کر پاک پانی ڈالتے جائیں یہاں تک کہ کناروں سے چھلک کر کچھ دور بہ جائے اب وہ حوض کے کنارے بھی پاک ہوگئے اور یہ سب پانی بھی۔ درمختار میں ہے:

المختار طہارۃ المتنجس بمجرد جریانہ[1]

مختار مذہب پر نجس حوض صرف پانی کے جاری ہونے سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

یطہر الحوض بمجرد ما یدخل الماء من الانبوب و یفیض من الحوض ھو المختار لصیرورتہ جاریا[2]

مختار قول میں صرف نالی کے ذریعہ پانی داخل ہونے اور حوض سے بہہ جانے سے حوض پاک ہوجاتا ہے کیونکہ اب پانی جاری ہوچکا ہے۔ (ت)

فتاوی امام ظہیر الدین میں ہے:

الصحیح انہ یطہر وان لم یخرج مثل ما فیہ وان رفع انسان من ذلک الماء الذی خرج وتوضأ بہ جاز[3] اھ ذکرہ ش واقوالا اُخر وروایات مضطربۃ سیاتی الکلام علیہا ان شاء اللہ تعالٰی اعلم۔

صحیح قول پر حوض پاک ہوجائیگا اگرچہ اتنا پانی خارج نہ ہوا ہو جتنا اس میں ہے اگر کوئی آدمی وہ پانی اٹھائے جو خارج ہوچکا ہے اور اس سے وضو کرے تو جائز ہے۔ اس کو شامی نے ذکر کیا ہے اس کے علاوہ دیگر اقوال اور مضطرب روایات بھی ذکر کی ہیں جن پر کلام آئے گا، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

سؤال سوم

اسی صورت میں اگر پانی صرف حصہ زیریں دہ در دہ میں تھا اور اس وقت نجاست پڑی کہ ناپاک نہ ہوا، پھر نجاست نکال کر یا بے نکالے بھر دیا تو اب اوپر کا حصہ پاک رہا یا ناپاک ہوگیا بیّنوا توجروا۔

الجواب

کتب حاضرہ سے اس صورت پر کلام[a] اس وقت ذہن میں نہیں وانا اقول وباللہ التوفیق

---

[a] نعم تعرض لہا السادۃ الثلثۃ ناظروا

ہاں تینوں سادات نے اس سے بحث کی ہے ط نے (باقی برصفحہ آیندہ)

---

[1] درمختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۱/۳۶

[2] غنیۃ المستملی سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۱۰۳

[3] ردالمحتار باب المیاہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۳

نجاست چار قسم ہے، مرئیہ کہ نظر آئے اور غیر مرئیہ کہ پانی میں مل کر امتیاز نہ رہے جیسے پیشاب، اور ہر ایک دو قسم ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) الدر فقال ط انکان اعلاہ ضیقا واسفلہ عشرا فاذا بلغھا ووقعت فیہ نجاسۃ حینئذ جاز التطھیر بہ فاذا امتلأ حتی بلغ المکان الضیق قال الحلبی لم اجد حکمہ والظاھر التنجس لان النجاسۃ تحقق وقوعھا وانما جوزنا التطھیر بہ لسعتہ وقد ذھبت اھ

اقول وسیرد علیك ما حررہ الفقیر بتوفیق القدیر ویظھر بہ ان ھذا الحکم غیر ظاھر بل ولا مقبول فی راسیۃ مرئیۃ اوغیرھا ولا فی طافیۃ مرئیۃ قد اخرجت او بقیت فی زاویۃ فی الاسفل ولا فی غیر مرئیۃ وفی الاسفل زوایا فانما یقبل فی ثنتین من سبع ان تکون مرئیۃ وقد طفت اوغیر مرئیۃ ولا زاویۃ وذلك انہ انما یتحقق وصولھا الی الاعلی فی ھاتین فما ذا یضرہ ضیقہ ولم یصل الیہ النجس ولم یتصل بماء متنجس۔ ھذا ونقلہ ش ھکذا بقی مالو وقعت فیہ النجاسۃ ثم نقص فی المسألۃ الاولی (ای اعلاہ کثیر) اوامتلأ فی الثانیۃ (ای اسفلہ کثیر) قال ح لم اجد حکمہ اھ ثم تعقبہ بقولہ ھذا عجیب فانہ حیث حکمنا بطھارتہ ولم یعرض لہ ماینجسہ ھل یتوھم نجاستہ نعم لو کانت النجاسۃ مرئیۃ وکانت باقیۃ فیہ اوامتلأ قبل جفاف اعلی الحوض تنجس اما اذا کانت غیر مرئیۃ اومرئیۃ واخرجت منہ اوامتلأ بعد ما حکم بطھارۃ جوانب اعلاہ بالجفاف

فرمایا اگر اسکا بالائی حصہ تنگ اور نچلا دس ہاتھ ہو جب پانی اسفل تک پہنچے اور اس میں نجاست گر پڑے تو اس سے طہارت جائز ہے اور جب وہ بھر جائے یہاں تک کہ تنگ جگہ کو پہنچ جائے تو حلبی کا بیان ہے کہ میں نے اس کا حکم نہیں پایا، بظاہر ناپاک ہو جائے گا، کیونکہ اس میں نجاست کا گرنا یقینی ہے اور ہم نے اس کی فراخی کے باعث اس سے پاکی کے جواز کا قول کیا ہے اور اس صورت میں فراخی ختم ہو گئی ہے اھ

میں کہتا ہوں اس سلسلہ میں جو میں نے لکھا ہے وہ آپ دیکھ لیں گے، اس سے معلوم ہوگا کہ یہ حکم نہ ظاہر ہے اور نہ مقبول ہے، خواہ وہ حوض کی گہرائی میں نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو اور نہ تیرنے والی مرئی میں جو نکال دی ہو یا کسی گوشہ میں نچلے حصہ میں باقی ہو اور نہ غیر مرئیہ کی صورت میں نچلے حصہ میں کئی زاویے ہوں سات میں سے دو صورتوں میں مقبول ہوگا اگر مرئیہ ہو، اور اوپر آگئی ہے یا غیر مرئیہ ہو، اور زاویہ میں نہ ہو، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اُوپر کی طرف آنا اس وقت متحقق ہوگا جب کہ ان دو صورتوں میں ہو، تو اُس کی تنگی اُس کے لیے کیا مضر ہوگی حالانکہ نہ اُس تک نجاست پہنچی اور نہ وہ نجس پانی سے متصل ہوئی۔ اور "ش" نے اس کو اسی طرح نقل کیا، اب یہ صورت باقی رہ گئی کہ اگر اس میں نجاست گر گئی پھر پہلی صورت میں پانی گھٹ گیا

(باقی بر صفحہ آیندہ)

طافیہ کہ اوپر تیرتی رہے اور راسبہ کہ تہ نشین ہوجائے اگر نجاست راسبہ تھی کہ پانی بھرنے سے اوپر نہ آئے گی جب تو سارا حوض پاک ہے مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ' نیچے کا حصہ یُوں کہ دہ در دہ ہے اثرِ نجاست قبول نہ کرے گا اگرچہ

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) فلا اذ لامقتضی للنجاسۃ هذا ماظهر لے اھ

اقول رحم اللہ السید فاولا ف۱ انما الکلام فیما اذا وقع النجس فی الکثیر ثم انتقص بتسفل او امتلأ وحدیث جفاف اعلی الحوض وعدمہ متعلقان بما اذا وقعت نجاسۃ فی الاعلی القلیل ثم بلغ الاسفل الکثیر ثم علی فبلغ القلیل فیما بمعزل عن المحل وثانیا ف۲ لایتنجس بمرئیۃ باقیۃ راسبۃ ولا بطافیۃ تعلقت بزاویۃ وثالثا یتنجس بغیر المرئیۃ ف۳ ایضا طافیۃ ولا زاویۃ هذا۔

ثم قول ح ف۴ فی الاولی لم اجد حکمہ لایستقیم علی ما شرحنا بہ نظم الدر لکونہ اذن مصرحا بہ فیہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

(یعنی اس کا اوپر والا کثیر ہو) یا دوسری صورت میں بھرگیا (یعنی اس کا نچلا حصہ کثیر ہوگیا) 'ح' نے فرمایا کہ میں نے اس کا حکم نہیں پایا، پھر بعد میں فرمایا "یہ عجیب ہے" کیونکہ جب ہم نے اس کی طہارت کا حکم لگایا اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں آئی جو اس کو نجس کرے تو آیا اس کی نجاست متوہم ہے، ہاں اگر نجاست مرئی ہو اور اس میں باقی ہو یا حوض کے بالائی حصے کے خشک ہونے سے قبل بھر جائے تو ناپاک ہوجائیگا، اور اگر نجاست غیر مرئی ہو یا مرئی ہو اور اس سے نکال جائے یا اس کے بالائی حصے کے کناروں کے خشک ہونے کے بعد بھر گیا، تو نہیں کیونکہ نجاست کا کوئی مقتضی نہیں، یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا۔

میں کہتا ہوں اللہ سید پر رحم کرے، اول تو یہ کہ کلام اُس صورت میں ہے جبکہ نجاست کثیر پانی میں واقع ہو، اور پھر پانی کم ہوجائے یا بھر جائے، اور حوض کے بالائی حصے کے خشک ہونے اور نہ ہونے کی بات اس صورت سے متعلق ہیں جبکہ نجاست اعلٰی قلیل میں گر کر نچلے کثیر میں پہنچے پھر حوض بھر کر قلیل کو پہنچے تو یہ دونوں صورتیں اس بحث سے الگ ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ پانی کی تہ میں بیٹھی باقی نجاست مرئیہ سے نجس نہ ہوگا اور نہ ہی ایسی نجاست سے جو تیرتی ہوئی کسی گوشہ میں ٹھہر گئی ہو۔

تیسرا' غیر مرئیہ سے بھی نجس ہوجائیگا اگر تیرنے والی ہو اور کوئی گوشہ نہ ہو۔

پھر 'ح' کا پہلی صورت میں یہ فرمانا کہ میں نے اس کا حکم نہیں پایا' درست نہیں' جیسے کہ ہم نے در کی نظم کی اس کے ساتھ تشریح کی ہے، کیونکہ یہ تو اس میں بصراحت مذکور ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

نجاست اُس میں موجود ہے اور اوپر کا حصہ یُوں کہ نجاست اُس میں نہیں اور جس سے متصل ہے وُہ پاک ہے اور اگر نجاست طافیہ مرئیہ تھی اور اُسے پہلے نکال دیا جب بھی ظاہر ہے کہ ناپاکی کی کوئی وجہ نہیں اور اگر بے نکالے پانی بھرا یا کہ پانی ڈالے سے اوپر آگئی تو بالائی حصہ ناپاک ہوگیا کہ نجاست اُس سے متصل ہوئی اور وہ آب قلیل ہے رہی طافیہ غیر مرئیہ اُس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حوض کے حصہ زیریں میں کوئی کنج ایسا نہ ہو جو اُس نجاست کو اوپر جانے سے روکے مثلاً یہ شکل ح ء دونوں حصوں میں خط ح ء فصل مشترک ہے ظاہر ہے کہ جو اُترانے والی چیز خط ح ء میں کہیں ہو وہ پانی بھرنے سے خط ا ب پر آجائے گی دُوسرے یہ کہ ایسے کنج ہوں مثلاً یہ شکل یا یہ اول میں خط ہ ر دوم میں خط ح ہ پر جو ایسی چیز ہو وہ پانی بھرے سے خط ا ب تک ضرور پہنچے گی لیکن دوم میں خط ہ ء یا یکم میں دو خط ح ہ خط ء ر کے نیچے جو کچھ ہے وہ ا ب تک نہیں جاسکتا پہلی صورت میں بالائی حصہ ا ب ح ء ناپاک ہوجائے گا اور دوسری صورت میں سارا حوض پاک رہے گا لہذا ہم نے طافیہ مرئیہ میں پانی ڈالے سے اوپر آجانے کی قید لگائی کہ اگر کسی کنج میں اُلجھ رہی تو اب بھی کوئی حصہ ناپاک نہ ہوگا۔
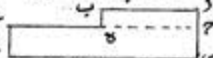
والوجہ فیہ ان غیر المرئیۃ لاتنعدم بل تکتتم وحیث ھی طافیۃ لابد لہا من العلو ولذا منع العراقیون من مشایخنا التوضی من موقع غیر المرئیۃ فی الحوض الکبیر لانہ راکد فلا تنتقل وجوز ائمۃ بلخ وبخاری وما وراء النھر التوضی منہ من این یشاء وھو الصحیح وعللوہ بانتقال الماء قال ملک العلماء فی البدائع وان کانت غیر مرئیۃ قال مشایخ العراق لایتوضؤ من ذلک الجانب لما ذکرنا فی المرئیۃ (وھو قولہ لانا تیقنا بالنجاسۃ فی ذلک الجانب) بخلاف الماء الجاری لانہ ینقل النجاسۃ فلم یتیقن بالنجاسۃ فی موضع الوضوء ومشایخنا بما وراء النھر فصلوا بینھما (ای بین المرئیۃ وغیرھا) فقد

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر مرئیہ ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ چھپ جاتی ہے اور جب تیر رہی ہوتی ہے تو اس کا اُوپر آنا لازمی ہے، اس لیے ہمارے عراقی مشایخ بڑے حوض میں گرجانے والی غیر مرئی نجاست کے مقام سے وضو کو جائز قرار نہیں دیتے کیونکہ وہ ٹھہری ہوتی ہے تو منتقل نہ ہوگی اور بلخ، بخاری اور ماوراء النہر کے مشایخ نے اجازت دی کہ جہاں سے جی چاہے وضو کرلے اور یہی صحیح ہے، اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ بہنے والی چیز منتقل ہوتی ہے، ملک العلماء نے بدائع میں فرمایا کہ اگر نجاست غیر مرئیہ ہو تو مشایخ عراق کا قول ہے کہ اُس جانب سے وضو نہ کرے جیسا کہ ہم نے مرئیہ میں ذکر کیا ہے (اس سے مراد ان کا یہ قول ہے کہ ہم نے اُس جانب میں نجاست کا یقین کرلیا ہے) بخلاف جاری پانی کے کیونکہ وہ نجاست

غیر المرئیۃ یتوضؤ من ای جانب کان کما
قالوا جمیعا فی الماء الجاری وھو الاصح
لان غیر المرئیۃ لایستقر فی مکان واحد بل
ینتقل لکونہ مائعا سیالا بطبعہ فلو نستیقن
بالنجاسۃ فی الجانب الذی یتوضؤ منہ فلا
نحکم بنجاسۃ بالشک اھ[1] وفی الحلیۃ قال
مشایخ بلخ وبخاری یتوضؤ من ای
جانب کان وفی محیط رضی الدین والتحفۃ و
البدائع وغیرھا ھو الاصح لان غیر المرئیۃ
ینتقل لکونہ مائعا سیالا[2]۔

کو منتقل کرتا ہے تو مقامِ وضو میں نجاست کا یقین نہیں
اور ہمارے ماوراء النہر کے مشایخ نے دونوں میں
تفصیل کی ہے (یعنی مرئیہ اور غیر مرئیہ میں) اور غیر مرئیہ
میں جس جانب سے چاہے وضو کرے جیسا کہ جاری پانی
میں سب کا اتفاق ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ غیر مرئیہ کسی
ایک جگہ میں نہیں ٹھہرتی بلکہ منتقل ہوجاتی ہے کیونکہ وہ طبعی
طور بہنے والی ہے اس لیے وضو والی جانب میں نجاست
کا یقین نہ ہوا، پس شک کی وجہ سے ہم نجاست کا حکم
نہیں دیں گے اھ اور حلیہ میں ہے کہ بلخ اور بخارا کے مشایخ
نے فرمایا ہے کہ جس جانب سے چاہے وضو کرلے اور رضی الدین
کی محیط، تحفہ اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ وہی اصح ہے کیونکہ غیر مرئیہ منتقل ہوجاتی ہے کیونکہ وہ سیال مائع ہے (ت)

اقول احسن فی ترک بطبعہ وھو
فی کلام البدائع متعلق بسیالا لابینتقل لان
طبع المائع الانحدار الی صبب لا الانتقال
فی سطح مستو بلاسبب نعم الریاح لاتزال
تزعزع المیاہ ومن ضرورتہ انتقال المائع
المختلط بہ ولیس لہ جھۃ معینۃ لاختلاف
الریاح فتطرق الاحتمال الی جمیع المحال اذا
عرفت ھذا ففی الصورۃ الاولی حیث لاحاجز لھا
عن العلو تطفو وتنجس الاعلی علی قول الجمیع
بل لو لم تطف لنجست لاتصالھا بالماء الاعلی
ولو من تحت اما فی الثانیۃ فعلی قول العراقیین
ان کانت وقعت فی الماء السافل فی محاذاۃ

میں کہتا ہوں انہوں نے بطبعہ کو چھوڑ کر اچھا
کیا، "بدائع" میں "سیالا" "لاینتقل" سے متعلق ہے
کیونکہ بہنے والی چیز کی خاصیت نیچے کی طرف آنا ہے
وہ مستوی سطح کی طرف بلاسبب نہیں جاتا ہے،
ہاں ہوائیں مسلسل پانی میں لہر پیدا کرتی رہتی ہیں،
جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہنے والی چیز جو اس
میں شامل ہوجائے منتقل ہوجاتی ہے اور اس کی
کوئی ایک جہت متعین نہیں کیونکہ ہوائیں مختلف رخ
سے چلتی ہیں، تو ہر جگہ میں احتمال پیدا ہوجائے گا،
جب تم نے یہ جان لیا تو پہلی صورت میں جہاں اوپر جانے
سے کوئی مانع نہ ہو نجاست تیر کر اوپر آجائے گی اور
تمام علماء کے مطابق اوپر والا حصہ ناپاک ہوجائے گا، بلکہ

[1] بدائع الصنائع فصل فی المقدار الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۳
[2] حلیۃ

خط ذ ب تنجس الاعلی لعدم انتقالها من ثم وان وقعت فی حجاب عنه مثل خط س ۶ و ۴ ۶ لو تتنجس لانها لاتصل الی الماء العالی وعلی قول سائر الائمۃ الاصح لا تنجس مطلقا وان کانت وقعت حذاء ذ ب لاحتمال انتقالها الی احدی الزوایا ولا یزول الیقین بالشك هذا ما ظهر لی واللّٰه تعالٰی اعلم۔

اگر نجاست تیر کر نہ بھی جائے تو بھی ناپاک ہوگا کیونکہ وُہ اوپر والے پانی کے ساتھ متصل ہوجائے گی خواہ نیچے سے ہو اور دوسری صورت میں تو بقول عراقی مشایخ کے اگر نجاست نچلے پانی میں ذ ب خط کے مقابل گری ہے تو اوپر والا نجس ہوجائیگا، کیونکہ وہ وہاں سے منتقل نہیں ہوتی ہے اور اگر وہ اسکے حجاب میں گری ہے جیسے س ۶ اور ۶ ۴ کا خط تو پانی نجس نہیں ہوگا کیونکہ وہ اوپر والے پانی تک نہ پہنچے گی اور باقی ائمہ کے قول کے مطابق اصح یہ ہے کہ مطلقاً ناپاک نہ ہوگا اگرچہ نجاست ذ ب کے مقابل گری ہو کیونکہ احتمال ہے کہ وہ کسی ایک زاویے کی طرف منتقل ہوگئی ہو اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے ھذا ماظھر لی واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

سوال[52] چہارم

حوض اوپر دہ در دہ اور نیچے کم ہے بھرے ہوئے میں نجاست پڑی تو سب پاک رہا یا نیچے کا حصّہ ناپاک ہوگیا جہاں سے مساحت سو ہاتھ سے کم ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

کلام علامہ سیّد طحطاوی سے ظاہر یہ ہے کہ حصّہ زیریں ناپاک ہوجائیگا۔

حیث قال واذا وقعت فیه نجاسة فی تلك الحالة فالاعلی طاهر الی ان یبلغ الاقل فیتنجس[1] اھ وحمله علی انه یتنجس بنجاسة اخری خلاف ظاهر سوق الکلام۔

جہاں فرمایا کہ "اور جب اس میں نجاست گر جائے اس حالت میں تو بالائی حصہ پاک ہے یہاں تک کہ اقل کو پہنچے تو وُہ ناپاک ہوگا اھ اور اس کو اس پر محمول کرنا کہ وُہ دوسری نجاست کے ساتھ نجس ہوجائیگا سیاق کلام کے ظاہر کے خلاف ہے۔ (ت)

اقول وکذا هو ظاهر الدرالمختار قدر وقوع النجس بقرینة قرینه فان نظمه لو اعلاه

میں کہتا ہوں اور اسی طرح وہ دُر کا ظاہر ہے اگر نجس گرنا مقدر کیا جائے اور اس پر قرینہ اس کا متصل

---

[1] طحطاوی علی الدرالمختار باب المیاہ بیروت ۱/۱۰۸

عشرا واسفله اقل جاز حتی یبلغ الاقل ولو بعکسه فوقع فیہ نجس لم یجز حتی یبلغ العشر[1] اھ فان ضمیر جاز الی رفع الحدث بہ ومعلوم ضرورۃ من الدین ان رفع الحدث جائز بکل ماء مطلق مطلقا ولو قلیلا مالم یسلب طہارتہ اوطہوریتہ فکان المعنی کقرینہ لواعلاہ عشرا واسفلہ اقل فوقع فیہ نجس جاز التطہر بہ حتی یبلغ الاقل فاذا بلغہ لم یجز فقد غیا جواز التطہر بہ ببلوغہ الاقل فبنفس البلوغ لایجوز لظہور حکم النجس الذی لم یتحملہ الاعلی لکثرتہ وحملہ علی التقیید بوقوع النجاسۃ بعد بلوغ الاقل کما فعل ش حیث قال ای اذا بلغ الاقل فوقعت فیہ نجاسۃ تنجس کما فی المنیۃ[2] اھ

کلام ہے، کیونکہ ان کی عبارت اس طرح ہے، اور اگر اس کا بالائی حصہ دس ہاتھ ہے اور نچلا حصہ کم ہے تو وضو جائز ہے یہاں تک کہ وہ اقل کو پہنچے اور اگر اس کا عکس ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ دس ہاتھ کو پہنچے اھ کیونکہ جاز کی ضمیر "رفع الحدث بہ" کی طرف لوٹتی ہے اور یہ چیز دین کے ضروریات سے ہے کہ رفع حدث ہر مطلق پانی سے جائز ہے خواہ کم ہی ہو تاوقتیکہ اس کی طہارت یا طہوریت سلب نہ ہوتی ہو تو معنی اس کے قرین کی طرح یہ ہوئے کہ اگر اس کا بالائی حصہ دس ہاتھ ہو اور اس کا نچلا حصہ کم ہو اور اس میں نجس واقع ہوجائے تو اس سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اقل کو پہنچ جائے، اور جب اقل کو پہنچے تو جائز نہیں اس کے ساتھ طہارت کے جواز کی غایت اقل کو پہنچنا بیان فرمائی تو نفس بلوغ سے جائز نہ ہوگا کیونکہ اس نجس کا حکم ظاہر ہے جس سے بالائی بالائی حصہ متاثر نہ ہوا کیونکہ وہ کثیر ہے اور اس کو اقل کو پہنچنے کے بعد نجاست کے واقع ہونے سے مقید کرنا جیسا کہ "ش" نے کیا انہوں نے فرمایا "یعنی جب اقل کو پہنچے اور اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک ہوجائیگا جیسا کہ منیہ میں ہے اھ (ت)

فاقول خروج[ف1] عن الظاہر واخراج[ف2] للکلام الی قریب من العبث والاستناد[ف3] الی

میں کہتا ہوں یہ ظاہر سے خروج ہے، اور کلام کو تقریباً لغو قرار دینا ہے اور اس کو منیہ کی طرف

---

[1] فی الحلیۃ عند قول المنیۃ اذا سد الماء من فوقہ وبقی جریہ یجوز التوضی بہ مانصہ کان علی المصنف ان یذکر

منیہ کے اس قول "جب اوپر سے پانی بند ہوجائے اور پانی جاری ہو تو وضو جائز ہے" پر حلیہ نے کہا کہ مصنف کو "بہ" کی جگہ "فیہ" کہنا چاہئے تھا (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

---

[1] الدرالمختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۱/۳۶

[2] ردالمحتار " مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۲

المنیۃ فی غیر محلہ فان عبارتہا لوان ماء الحوض کان عشرا فی عشر فتسفل فصار سبعا فی سبع فوقعت النجاسۃ فیہ تنجس فان امتلاء صار نجسا ایضا[1] اھ فہو لم یذکر للاعلی حکما انما قصد بیان حکم المتسفل فاحتاج فی التصویر الی وقوع النجس فیہ لیکون توطئۃ لابانۃ حکم خفی وہو انہ بعد امتلائہ ایضا یبقی نجسا کما کان بخلاف نظم الدر فانہ افرز الاعلی بحکم الجواز ولا معنی لہ الا بفرض وقوع المانع والا فذکرہ عبث ثم حد لجوازہ حدا ینتہی دونہ وہو بلوغ الاقل فافادما قلنا واین ہذا من عبارۃ المنیۃ وکلام الدر من اولہ الی ہنا فی ما فیہ الحدث بہ لا فیہ ولوکان لصح حملا لہ علی معنی التوضی بغمس الاعضاء فیہ بناء علی ما ہو الحق من فرق الملاقی والملقی وان کان میل صاحب الدر الی خلافہ فاذن کان

منسوب کرنا بے محل ہے کیونکہ منیہ کی عبارت یہ ہے کہ اگر حوض کا پانی دہ در دہ ہو اور پھر نیچے چلا جائے اور سات در سات ہو جائے پھر اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر بھر جائے تو بھی نجس ہو جائیگا تو انہوں نے بالائی کا کوئی حکم بیان نہیں، ان کا مقصود تو محض یہ تھا کہ وہ نچلے کا حکم بیان کریں تو اس کی وضاحت میں ان کو یہ کہنا پڑا کہ اس میں نجاست گر جائے، تاکہ یہ ایک مخفی حکم کے اظہار کی بنیاد بن جائے اور وہ یہ کہ یہ بھر جانے کے باوجود نجس ہی رہے گا جیسا کہ پہلے تھا، اور در کی نظم اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے بالائی پہ جواز کا حکم لگایا اور اس کا کوئی مفہوم نہیں، ہاں مانع کے وقوع کو فرض کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے، ورنہ تو اس کا ذکر عبث ہے، پھر انھوں نے اس کے جواز کی ایک حد مقرر کی جس سے پہلے وہ منتہی ہوتا ہے اور وہ اقل تک پہنچنا ہے تو جو ہم نے کہا اسی کا انہوں نے افادہ کیا، اور اس کو منیہ کی عبارت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فیہ (ای مکان بہ) لان من الواضح جدا جواز الوضوء بہ جاریا کان او غیر جار خارجہ فلا یقع التقیید ببقاء جریان الماء موقعا ثم ہو اعلی کعبا من ذکر مثلہ اھ ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

کیونکہ اس سے وضو کا جواز بہت واضح ہے خواہ پانی جاری ہو یا نہ ہو لہذا پانی کے جاری رہنے کی قید لگانا بے موقع ہو گا حالانکہ ان حضرات کا مقام ایسے کلام سے بلند و بالا ہے اھ (ت)

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی الحیاض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۲

يؤل الى كلام البزازية لوعشرا فى عشر ثم قل توضأ به لافيه لاعتبار اوان الوقوع[1] اھ لكن لامساغ له فى كلامه ولذا احتاج ش الى اضافة قيد ليس فيه فترجح ما قلنا۔

سے کیا تعلق ہے ؟ اور دُرّ کا کلام ابتداء سے یہاں تک اس کے ساتھ حدث کے رفع کرنے کی بابت ہے نہ کہ اُس میں، اور اگر ایسا ہوتا تو صحیح ہوتا اور اس کو اس پر محمول کیا جاتا کہ اس میں اعضاء کو ڈبو کر وضو کرنا جیسا کہ حق ہے کہ ملقی اور ملاقی میں فرق ہے اگرچہ صاحبِ دُر کا میلان اس کے خلاف ہے، ایسی صورت میں بزازیہ کے کلام کی طرف لوٹایا جائیگا اگر دہ در دہ ہو پھر کم ہو گیا ہو تو اسکے ساتھ وضو کرے نہ کہ اس میں، کیونکہ وقوع کے زمانے کا اعتبار ہے اھ مگر اس کی ان کے کلام میں گنجائش نہیں، اور اس لیے "ش" نے لیس فیہ کا اضافہ کیا، تو جو ہم نے کہا وہ راجح ہے۔ (ت)

اور کلام علامہ سید شامی سے مفہوم کہ سب پاک رہے گا۔

حيث قال فى المسألة الاخرى وهى ما اذا كان اعلاه قليلا واسفله كثيرا فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر فاذا بلغها جاز ما نصه وكانهم لم يعتبروا حالة الوقوع ههنا لان ما فى الاسفل فى حكم حوض اٰخر بسبب كثرته مساحة و انه لووقعت فيه النجاسة ابتداء لم تضره بخلاف المسألة الاولى تدبر اھ[2] فقد فرق بين المسألتين ان نجاسة الاعلى القليل لاتشمل الجزئين وطهارة الاعلى الكثير تشملهما۔

جبکہ فرمایا دوسرے مسئلہ میں اور وہ یہ ہے کہ جبکہ اس کا بالائی حصہ کم ہو اور نچلا زائد ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو جائز نہیں یہاں تک کہ وہ دہ در دہ کو پہنچے تو جب اس مقدار کو پہنچے تو جائز ہے، اور ان کی عبارت یہ ہے اور گویا ان حضرات نے یہاں وقوع کی حالت کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ جو نچلے حصہ میں ہے وہ الگ حوض کے حکم میں ہے کیونکہ وہ پیمائش کے اعتبار سے کثیر ہے، اور یہ کہ اگر اس میں ابتداءً نجاست گرتی تو مضر نہ ہوتی بخلاف پہلے مسئلہ کے تدبر اھ تو دونوں مسئلوں میں فرق ہے کہ اوپر والے کی نجاست جو قلیل ہے دونوں جزؤں پر مشتمل نہیں اور اعلیٰ کثیر کی طہارت دونوں کو شامل ہے۔ (ت)

اقول اولاً اعتبار حالة الوقوع

میں کہتا ہوں اولاً حالتِ وقوع کا اعتبار

---

[1] فتاوٰی بزازیۃ علی حاشیۃ الہندیۃ — نورانی کتب خانہ پشاور — ۴/۵

[2] ردالمحتار — باب المیاہ — مصطفی البابی مصر — ۱/۱۴۳

مذکور فی البدائع والتبیین والخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ والحلیۃ والغنیۃ والبحر وغیرھا من دون ثنیا ولا حاجۃ الی استثناء ھذہ فان الاسفل لم یزل کثیرا فقد اعتبرت حالۃ الوقوع الا ان یقال ان الماء کان واحدا ظاھرا و وجھہ حین الوقوع قلیلا وبہ العبرۃ فکان ینبغی التنجس باعتبارہ لکن لم ینجسوہ نظرا الی ان وجھہ یصیر کثیرا حین بلوغ الماء الی الاسفل وثانیا لقائل ان یقول لم لا یقال فی تلک اعنی مسألتنا ھذہ ان ما فی الاسفل فی حکم حوض اٰخر لسبب قلتہ مساحۃ وانہ لو وقعت فیہ النجاسۃ ابتداء لضرتہ وقد یمکن الجواب بان الکثیر یستتبع القلیل فیعد الاسفل القلیل عمقا للاعلی الکثیر ومعلوم ان الوجہ ان کان کثیرا لم یتنجس شیئ من الماء لا وجھہ ولا عمقہ ولا یشترط مع ذلک کثرۃ العمق الاترٰی لو کان الحوض علی ھذا الشکل نصف دائرۃ وکان د ب منہ کثیرا لا یتنجس شیئ منہ وان کان مادونہ قلیلا حتی لا یبقی علی ح الا نقطۃ بخلاف العکس فان القلیل لا یستتبع الکثیر فیعد حوضا برأسہ۔

بدائع، تبیین، خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، حلیہ، غنیہ اور بحر وغیرہ میں بلا استثناء مذکور ہے اور اس میں استثناء کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نچلا تو کثیر تھا تو حالتِ وقوع کا اعتبار کیا گیا، ہاں اگر یہ کہا جائے کہ پانی بظاہر ایک تھا، اور اس کی سطح وقوع کے وقت کم تھی اور اسی کا اعتبار ہے تو مناسب یہی تھا کہ اسی کے اعتبار سے ناپاک ہو، لیکن علماء نے اس کو نجس قرار نہیں دیا، یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کی سطح کثیر ہوجائے گی جبکہ پانی نچلے حصّہ کو پہنچے گا۔

اور ثانیاً کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نچلا حصّہ ایک مستقل حوض کے حکم میں ہے کیونکہ اس کی پیمائش کم ہے اور یہ کہ اگر اس میں ابتداءً کوئی نجاست گرجاتی تو ناپاک ہوجاتا اور اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ کثیر قلیل کو اپنا تابع بنالیتا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ نچلا کم حصہ گویا اوپر کے کثیر حصہ کے لیے عمق ہے، اور یہ معلوم ہے کہ اگر پانی کی سطح زائد ہوتی تو پانی قطعاً ناپاک نہ ہوتا نہ اس کی سطح اور نہ اس کی گہرائی، اور اس کے باوجود گہرائی کی کثرت شرط نہیں ہے، مثلاً یہ کہ اگر حوض کی شکل یہ ہو یعنی آدھے دائرہ کی شکل اور د ب اس میں کثیر ہے اس میں کچھ ناپاک نہ ہوگا اگرچہ اس سے کم قلیل ہے اور ح پر صرف ایک نقطہ رہے گا، بخلاف عکس کے کیونکہ قلیل کثیر کو تابع نہیں بنا سکتا ہے تو یہ مستقل حوض شمار ہوگا۔ (ت)

یہ غایت توجیہ ہے۔

؎ وسیأتی الجواب عنہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

عنقریب ان کی طرف سے اس کا جواب ذکر کیا جائے گا۔ (ت)

واقول وباللہ التوفیق نجاست اگر طافیہ ہے کہ حصہ زیریں تک پہنچی ہی نہیں جب تو ظاہر ہے کہ اس کی نجاست کی کوئی وجہ نہیں کہ اُس کا اتصال آبِ بالا سے ہے اور وُہ بوجہ کثرت نجس نہ ہوا اور اگر راسبہ ہے کہ اسفل تک پہنچی خواہ مطلقاً جیسے پتھر یا ابتداءً جیسے غرق شدہ جانور کہ تہ نشین ہو کر مرتا پھر اُترا تا ہے یا انتہاءً جیسے وہ کپڑا کہ تیرتا رہے گا پھر پانی سے بوجھل ہو کر بیٹھ جائیگا تو اب دو صورتیں ہیں اُن کا بیان یہ کہ پانی کے لیے بلحاظ محل مثل حوض وغیرہ ایک تو صفت ہے یعنی کثرت و قلت کہ مساحت محل کے سو ہاتھ یا کم ہونے سے حاصل ہوتی ہے دوسری صورت کہ جس فضا میں متمکن ہے اُس کی شکل سے پیدا ہوتی ہے یہ شکل کبھی واحد ہوتی ہے اگرچہ اس میں حصے فرض کر سکتے ہیں اگرچہ اُن حصص مفروضہ کا مساحت میں تفاوت اُن کے لیے منشاء انتزاع ہو جیسے اسی شکل نصف دائرہ میں کہ مثلاً خط ء ہ تک کثیر اور نیچے قلیل ہو تو دو حصے ممتاز ہو جائیں گے د ب ء ہ کثیر اور ء ہ ح قلیل مگر حقیقۃً د ب ح فضائے واحد ہے اور کبھی شکل خود ہی واقع میں متعدد ہوتی ہے جیسے حوض کے اندر حوض مثلاً اس شکل پر کہ حصہ بالا ا ء اور زیریں ہ ط خود ہی ممتاز ہیں اس لحاظ سے حصص زیر و بالا کی چار قسمیں ہو گئیں ایک یہ کہ دونوں حصے صورۃً و صفۃً ہر طرح متحد ہوں جیسے دو گز گہرے مربع میں ایک گز اوپر ایک گز نیچے۔ دوم صورۃً متحد ہوں اور صفۃً مختلف جیسے وہی نصف دائرہ کی شکل کہ فضا واحد ہے اور د ہ کثیر اور ء ہ ح قلیل، سوم صفۃً متحد ہوں اور صورۃً مختلف جیسے اسی شکل د ط میں جبکہ ہ س بھی سو ہاتھ سے کم نہ ہو یا د ب بھی دہ در دہ سے کم۔ چہارم صورۃً و صفۃً ہر طرح جدا ہوں جیسے یہی شکل جبکہ د ب سو ہاتھ اور ہ س کم ہو۔
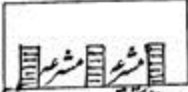
قسم اول کا حکم تو ظاہر ہے کہ وہ زیر و بالا شَے واحد ہے اگر نجس ہوگا سب نجس ہوگا پاک رہے گا سب پاک رہے گا۔

یونہی قسم دوم کہ بلاشبہ وہ محل واحد ہے اگرچہ حصص انتزاعیہ کی مساحت مختلف ہے۔

یونہی سوم کہ اگرچہ دو شَے ہے مگر دونوں متحد الصفۃ ہیں اگر کثیر ہیں تو زیریں بھی ناپاک نہ ہوگا اگرچہ نجاست راسبہ ہو اور قلیل ہیں تو یہ بھی نجس ہو جائیگا اگرچہ نجاست طافیہ ہو کہ نجس سے اتصال نہ ہوا تو متنجس سے ہوا کہ حصہ بالا ناپاک ہو گیا۔

شکل چہارم وہی محل نظر ہے جبکہ نجاست راسبہ اس تک پہنچی اور نظر حاضر میں ظاہر یہی ہے کہ ناپاک ہو جائے کلام ائمہ سے معہود یہی ہے کہ جب صورت و صفت دونوں مختلف ہوں تو ان کو دو محل جداگانہ ٹھہراتے ہیں اور فقط اتصال قلیل بکثیر کو کافی نہیں جانتے۔

نہر کے کنارے پانی لینے کے لیے تختہ بندی کرتے ہیں کہ اُن پر بیٹھ کر پانی لیں وضو کریں اس سے

مشرعہ مشرعہ

خانے خانے ہوجاتے ہیں ہرخانہ مشرعہ کہلاتا ہے۔ اس صورت پر پانی اگرتختوں سے نیچا ہے جب تو محل کلام نہیں کہ تختوں سے پانی کا انقسام نہ ہوا لیکن اگر پانی تختوں سے ملا ہوا ہے تو ہر خانہ آب جداگانہ سمجھا جائیگا اور اگر اُن کا طول وعرض دس دس ہاتھ نہیں تو جن کے نزدیک دونوں امتداد ہونا شرط ہے اس میں نجاست پڑے تو جتنا پانی تختوں سے گھرا ہوا ہے ناپاک ہوجائیگا اور نہر کے پاک پانی سے اس کا متصل ہونا نفع نہ دے گا۔

[ف۱] یوں ہی اگر نہر یا بڑے تالاب کا پانی برف سے جم گیا اور ایک جگہ سے برف توڑ کر پانی کھول لیا اگر بہتا پانی اُس جمے ہوئے سے متصل نہیں تو ظاہر کہ پانی شی واحد رہا اور اگر متصل ہے اور یہ حصہ کہ کھولا گیا دس دس ہاتھ طول وعرض میں نہیں تو یہ ان کے نزدیک نجاست سے ناپاک ہوجائیگا اور اُس میں اعضا ڈال کر وضو کرنے سے مستعمل ہوجائیگا اور بہتے پانی سے اُس کا اتصال فائدہ نہ دے گا [ف۲] ہاں باقی پانی بحال خود رہے گا مثلاً ایک مشرعہ میں نجاست پڑی یا کسی نے اعضاء بے وضو ڈال کر دھوئے تو صرف وہی مشرعہ ناپاک یا مستعمل ہوا برابر کے دوسرے مشرعہ سے پینا وضو کرنا ہوسکتا ہے کہ وہ تو ہر ایک اُن کے نزدیک حوض جُدا ہے یونہی برف سے ایک جگہ کھلا ہوا پانی نجس یا مستعمل ہوجائے تو اُس کے برابر دوسری جگہ سے کھول کر استعمال کرسکتا ہے

[ف۳] یونہی اگر حوض کبیر سے کاٹ کر ایک حوض صغیر بنایا کہ اُسی میں سے پانی اس میں آیا یہ نجاست یا اعضائے بے وضو ڈالنے سے اُن کے نزدیک نجس ومستعمل ہوجائیگا اور بڑے حوض سے پانی ملا ہونا کام نہ دے گا یہ گویا بعینہٖ وہی صورت چہارم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ صورت مجوزہ میں وہ حوض صغیر حوض کبیر کے نیچے ہے اور اس صورت میں اس کے برابر، پانی بہرحال ملا ہوا ہے، تو جس طرح صفت وصورت دونوں مختلف ہونے کے باعث اُن کے نزدیک برابر کا حوض صغیر حوض کبیر کا جزء نہ ٹھہرا بلکہ مستقل قرار پایا۔ یونہی نیچے کا۔ ان مسائل پر نصوص کتب مذہب میں دائر وسائر ہیں اگرچہ فقیر کے نزدیک ان کی بنا اشتراط امتدادین طول وعرض پر ہے اور صحیح ومعتمد اعتبار محض مساحت ہے یہ خلافیہ جداگانہ ہے یہاں غرض اس قدر کہ بحال خلاف صورت صفت معاً قلیل کو تابع کثیر نہ مانا فتاوٰی امام اجل قاضیخان میں ہے:

حوض کبیر فیه مشرعة توضأ انسان فی المشرعة او اغتسل ان کان الماء متصلا بالالواح بمنزلة التابوت لایجوز فیه الوضوء واتصال ماء المشرعة بالماء الخارج منها لاینفع کحوض کبیر تشعب منه حوض

ایک بڑا حوض ہے جس میں سے ایک نالی نکلتی ہے اس میں کسی شخص نے وضو یا غسل کیا تو پانی اگر تختوں سے متصل ہے بمنزلہ تابوت کے تو اس میں وضو جائز نہیں اور نالی کے پانی کا خارجی پانی سے متصل ہونا نافع نہ ہوگا جیسے بڑا حوض جس سے

صغیر فتوضأ انسان فی الحوض الصغیر لایجوز وان کان ماء الحوض الصغیر متصلا بماء الحوض الکبیر کذا لایعتبر اتصال ماء المشرعۃ بما تحتہا من الماء اذا کانت الالواح مشدودۃ۔[1]

چھوٹا حوض نکالا گیا ہو پھر چھوٹے حوض سے کسی انسان نے وضو کیا تو یہ جائز نہیں اگرچہ چھوٹے حوض کا پانی بڑے حوض سے متصل ہو، اسی طرح نالی کے پانی کا نچلے پانی سے متصل ہونا معتبر نہیں جبکہ تختے بندھے ہوئے ہوں۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

لوجمد حوض کبیر فنقب فیہ انسان نقبا فتوضأ فیہ ان کان الماء متصلا بباطن النقب لایجوز والا جاز وکذا الحوض الکبیر اذا کان لہ مشارع فتوضأ فی مشرعۃ او اغتسل والماء متصل بالواح المشرعۃ ولایضطرب لایجوز وان کان اسفل منہا جاز لانہ فی الاول کالحوض الصغیر فیغترف ویتوضأ منہ لافیہ وفی الثانی حوض کبیر مسقف۔[2]

اگر بڑا حوض منجمد ہوجائے اور اس میں کوئی شخص سوراخ کرے اور اس میں وضو کرے تو اگر پانی سوراخ کے اندرونی حصے سے متصل ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور اسی طرح بڑے حوض میں جب نالیاں ہوں اور وہ کسی ایک نالی سے وضو کرے یا غسل کرے حالانکہ پانی تختوں سے متصل ہو اور اس میں حرکت و ارتعاش پیدا نہ ہو تو جائز نہیں اور اگر تختوں سے نیچے ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ پہلی صورت میں چھوٹے حوض کی طرح ہے تو چلّو بھر کر اس سے وضو کرے نہ کہ اس میں اور دوسری صورت میں بڑا حوض چھت والا ہے۔ (ت)

درمختار میں ہے:

جمد ماؤہ فنقب ان الماء منفصلا عن الجمد جاز لانہ کالمسقف وان متصلا لا لانہ کالقصعۃ حتی لوولغ فیہ کلب تنجس۔[3]

اگر اس کا پانی جم جائے اور کوئی اس میں سوراخ کیا تو اگر پانی برف سے جدا ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ چھت والے حوض کی طرح ہے اور اگر پانی متصل ہو تو جائز نہیں کیونکہ وہ بڑے پیالہ کی طرح ہوگا کہ اگر اس میں کتّا منہ ڈال دے تو ناپاک ہوجائیگا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

---

[1] فتاوٰی قاضی خان فصل فی الماء الراکد نولکشور لکھنؤ ۱/۴

[2] فتح القدیر بحث الغدیر العظیم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱

[3] الدرالمختار باب المیاہ مجتبائی دہلی ۱/۳۶

ای موضع الثقب دون المتسفل فلو ثقب فی موضع اٰخر واخذ الماء منه و توضأ جاز کما فی التاترخانیة[1]۔

یعنی سوراخ کی جگہ نہ کہ نچلا حصّہ تو اگر کسی اور جگہ سوراخ کیا اور اُس سے پانی لیا اور وضو کیا تو جائز ہے جیسا کہ تتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

غنیہ کی عبارت مذکورۂ مسئلۂ اولیٰ نے اسی معنی کی طرف اشارہ فرمایا جو فقیر کے بیان میں آیا،

حیث قال اذا کان الماء تحت الجمد منفصلا عنه یجوز لانه عشر فی عشر ولم تنفصل بقعة منه عن سائرہ کما فی الصورة الاولٰی[2]۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب پانی برف کے نیچے ہو اور اس سے جدا ہو تو جائز ہے اس لیے کہ وہ دہ در دہ ہے اور اس کا کوئی بقعہ دوسرے سے الگ نہیں جیسا کہ پہلی صورت میں ہے۔ (ت)

ہاں تالابوں نہروں میں چھوٹے چھوٹے کنج گوشے جابجا ہوتے ہیں اُن میں ہر ایک کو مستقل ماننے میں حرج اور خلاف متفاہم عرف ہے لہذا اُس کی تقدیر ڈھائی ہاتھ چوڑے سے کی ہے کہ دس ہاتھ کی چہارم ہے اور ربع کے لیے حکم کل دیا جاتا ہے جیسے نجاست خفیفہ میں کہ بدن یا کپڑے پر لگے، خلاصہ میں فرمایا،

النهر الذی هو متصل بالحوض فکان اذا امتلاء الحوض یدخل الماء النهر فتوضأ انسان فیه ان کان النهر قدر ذراعین و نصف لایجوز ولا یجعل تبعا للحوض وان کان اقل یجوز ویجعل تبعا للحوض وقیل لایجوز ولایجعل تبعا للحوض وان کان قدر ذراع[3]۔

وہ نہر جو حوض سے متصل ہو، اور جب حوض بھر جائے تو پانی نہر میں چلا جاتا ہو اب اگر اس نہر سے کوئی انسان وضو کرے تو اگر نہر ڈھائی ہاتھ ہے تو وضو جائز نہیں اور اس کو حوض کے تابع نہیں کیا جائیگا، اور اگر کم ہے تو جائز ہے، اور اسکو حوض کے تابع سمجھا جائیگا ایک اور قول ہے کہ جائز نہیں اور اس کو حوض کے تابع نہیں سمجھا جائیگا۔ اگرچہ ایک ہاتھ کی مقدار ہو۔ (ت)

وجیز امام کردری میں ہے:

النھر المتصل بالحوض الکبیر الممتلئ ان کان[علہ]

وُہ نہر جو بڑے بھرے حوض سے متصل ہو اگر ڈھائی ہاتھ

علہ وقع فی نسخة الطبع ان کان الحوض وھو خطأ اھ ۱۲ منه غفرله۔ (م)

مطبوع نسخہ میں ان کان الحوض کا لفظ واقع ہے یہ درست نہیں ہے اھ (ت)

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۳
[2] غنیة المستملی شرح منیة المصلی فی الحیاض سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۰
[3] خلاصة الفتاوٰی الجنس الاول فی الحیض نولکشور لکھنؤ ۱/۵

قدر ذراعين ونصف لا يكون تبعا له لان الربع يحكى حكاية الكل فلا يتوضؤ منه وان اقل منه فتبعه وقيل ليس بتبع وان قدر ذراع[1]

ہو تو حوض کے تابع نہیں کیونکہ چوتھا کل کے قائم مقام ہوتا ہے تو اس سے وضو درست نہ ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو تابع ہے اور ایک قول ہے کہ تابع نہیں خواہ ایک ہاتھ ہو۔ (ت)

اقول یوں ہی تالابوں نہروں کی تہ میں گڑھے بھی ہوتے ہیں ہر گڑھے کو مستقل قرار دینے میں حرج و مخالفت عرف ہے لہذا ارشاد مذکور کی بنا پر اُس کی تقدیر بھی پچیس ہاتھ مساحت سے چاہیے لان الربع یحکی حکایۃ الکل (کیونکہ چوتھا کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ ت) یہاں سے اُس تعلیل کا جواب بھی کُھل گیا کہ الکثیر لیستتبع القلیل (کثیر قلیل کو تابع بناتا ہے۔ ت) اس تقدیر پر حکم یہ ہونا چاہیے کہ صورت مسئولہ میں اگر نجاست طافیہ ہے کہ حصہ زیریں تک نہ پہنچی یا حصہ زیریں حصہ بالا کے ساتھ دو مختلف محل نہیں جیسے نصف دائرہ میں یا مختلف تو ہے مگر پچیس ہاتھ مساحت سے کم ہے تو ان سب صورتوں میں نجاست پڑنے سے کوئی حصہ نجس نہ ہوگا اور یہی محل کلام علامہ شامی کا ہے اور اگر نجاست راسبہ ہے کہ حصہ زیریں تک پہنچی اور اسفل اعلٰی سے مختلف الشکل ہے اور سو ہاتھ مساحت سے کم مگر پچیس ہاتھ سے کم نہیں تو اوپر کا حصہ بوجہ کثرت پاک رہے گا اور یہ حصہ زیریں بوجہ حوض مستقل قلیل ہونے کے ناپاک ہوجائیگا اور یہی محل کلام علامہ طحطاوی کا ہے یہ ہے وہ جو فقیر کے لیے ظاہر ہوا اور محل محتاج تحریر و تنقیح اور جزم بالحکم دست نگر تصریح ہے،

والعلم بالحق عند ربی ان ربی بکل شیئ علیم اما ما فی الحلیۃ تحت قول المنیۃ المار فی صدر ھذا الجواب الرابع حیث قال وھذا محکی فی البدائع عن ابی القاسم الصفار رحمہ اللہ تعالٰی غیر ان فرض المسألۃ فیھا فی الحوض الکبیر وقعت فیہ النجاسۃ ثم قل ماؤہ حتی صار یخلص بعضہ الی بعض وقعت فیہ نجاسۃ ثم عاد دہ الماء حتی امتلأ ولم یخرج منہ شیئ اھ[2]

اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے، بیشک میرا رب ہر چیز کو جاننے والا ہے، اور حلیہ میں منیہ کے قول کے تحت، جو اس چوتھے جواب کے شروع میں گزرا ہے کہ انھوں نے فرمایا یہ قول بدائع میں ابو القاسم صفار سے منقول ہے مگر اس میں جو مسئلہ فرض کیا گیا ہے وہ بڑے حوض میں ہے جس میں نجاست گر گئی ہو پھر اس کا پانی اتنا کم ہوگیا کہ اس کا پانی ایک دوسرے سے متصل ہوگیا پھر اس میں نجاست گر گئی اور پھر اس کا پانی زاید ہوگیا یہاں تک

---

[1] بزازیہ علی الہندیہ نوع فی الحیاض نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۷

[2] حلیہ

کہ حوض بھر گیا اور اس سے کچھ باہر نہ نکلا اھ۔ (ت)

فاقول اولا لیس ھذا مسوقا فی البدائع سیاقا واحدا فی تصویر واحد حتی یقال ان الماء الواقع فیہ النجاسۃ حین امتلائہ وکثرۃ مساحتہ بعد ما فرغ اعلاہ و بلغ السافل القلیل احتیج فی تنجیسہ الی وقوع النجاسۃ مرۃ اخری فافاد ان السافل القلیل لا یتنجس تبعا للعالی الکثیر وھو باطلاقہ یشمل ما اذا کان السافل مختلف الصورۃ بل کل منھما فرع علیحدۃ ذکرھما فی البدائع علی التعاقب عن امامین فالاولی لا تؤخذ فی الاخری وھذا نصہ لو تنجس الحوض الصغیر بوقوع النجاسۃ ثم بسط ماؤہ حتی صار لا یخلص بعضہ الی بعض فھو نجس لان المبسوط ھو الماء النجس وقیل فی الحوض الکبیر وقعت فیہ النجاسۃ ثم قل ماؤہ حتی صار یخلص بعضہ الی بعض انہ طاھر لان المجتمع ھو الماء الطاھر ھکذا ذکرہ ابو بکر الاسکاف رحمہ اللہ تعالٰی واعتبر حالۃ الوقوع ولو وقع فی ھذا القلیل نجاسۃ ثم عاودہ الماء حتی امتلأ الحوض ولم یخرج منہ شیئ قال ابو القاسم الصفار رحمہ اللہ تعالٰی لا یجوز التوضؤ بہ لانہ کلما دخل الماء فیہ صار نجسا[1] اھ وذلک ان لا اعتبار حالۃ الوقوع

تو میں کہتا ہوں اوّلاً، یہ چیز بدائع میں صرف ایک ہی انداز میں مذکور نہیں، لہذا یہ کہنا کہ جب کثیر پانی کے بھرے ہونے کی صورت میں نجاست گر جائے اور اس کا بالائی حصّہ خالی ہو کر نیچے قلیل تک آجائے تو اُسی وقت ناپاک ہوگا جب اُس میں دوبارہ نجاست گرے، تو انھوں نے یہ بتایا کہ نچلا قلیل حصہ اوپر والے حصہ کی متابعت میں ناپاک نہ ہوگا، یہ اطلاق اس کو بھی شامل ہے جبکہ نچلے کی صورت مختلف ہو، بلکہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ فرع ہے، اس کو بدائع میں یکے بعد دیگرے ذکر کیا گیا ہے، اور دونوں اماموں کی طرف منسوب کیا ہے تو ایک صورت کو دوسری میں نہیں لیا جائیگا، ان کی عبارت اس طرح ہے، یا چھوٹا حوض جو نجاست کے گر جانے سے ناپاک ہو گیا ہو، پھر اُس کا پانی اتنا پھیل گیا کہ اس کا بعض حصہ دوسرے بعض تک پہنچنے سے قاصر ہو گیا تو یہ نجس ہے کیونکہ مبسوط نجس پانی ہی ہے، اور وہ بڑا حوض جس میں نجاست گر گئی پھر اس کا پانی اتنا کم ہو گیا کہ اس کا بعض حصہ دوسرے بعض تک پہنچنے لگا تو یہ پاک ہے کیونکہ جو اکٹھا ہے وہ پاک پانی ہے اسی طرح اس کو ابو بکر الاسکاف نے ذکر کیا اور حالۃ وقوع کا اعتبار کیا، اور اگر اس کم میں نجاست گری پھر اس میں پانی واپس آگیا یہاں تک کہ حوض بھر گیا اور اس میں سے کچھ باہر

---

[1] بدائع الصنائع فصل فی بیان مقدار الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۲

محلین الاول تغیر مساحۃ الماء مع بقائہ فی ذاتہ کما کان بلا نقص ولا زیادۃ کان یکون الماء منبسطا فی حوض کبیر وفیہ منفذ مسدود دونہ بئر مثلا قطرھا ذراعان فوقعت فی الحوض نجاسۃ فلم یتنجس الماء لانہ عشر فی عشر ثم اخرجت النجاسۃ و فتح المخرج حتی انتقل ذلک الماء الی البئر فصار فی قطر ذراعین لم یعد نجسا لان العبرۃ لحین الوقوع وھو اذ ذاک کان کثیر المساحۃ وان صار الاٰن قلیلا وان کان الماء فی البئر فوقعت فیھا نجاسۃ فنزح کلھا وجعل الماء فی الحوض حتی انبسط وصار عشرا فی عشر لم یطھر اعتبارا بحال الوقوع حیث کان عند ئذ قلیل المساحۃ وان صار الاٰن کثیرا وھذا ما فی البزازیۃ لو کان دون عشر فی عشر لکنہ عمیق وقع فیہ مائع و انبسط حتی عد کثیرا لایتوضؤ منہ ولو عشرا فی عشر ثم قل توضأ بہ لا فیہ لاعتبار اوان الوقوع[1] اھ وفی الخانیۃ الماء الطاھر اذا کان فی موضع ھو عشر فی عشر وقعت فیہ نجاسۃ ثم اجتمع ذلک الماء فی مکان ھو اقل من عشر فی عشر یکون طاھرا ولو کان الماء فی مکان ضیق ھو اقل من عشر فی عشر

نہ نکلا، ابوالقاسم الصفار نے فرمایا کہ اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ جب اس میں پانی داخل ہوا تو نجس ہوگیا، اھ کیونکہ وقوع کی حالت کے دو اعتبار ہیں پہلا تو یہ کہ پانی کی پیمائش میں تغیر آجائے اور اس کی ذات بحال رہے جیسی کہ تھی نہ کمی اور نہ زیادتی مثلاً یہ کہ پانی بڑے حوض میں پھیلا ہوا ہو اور اس میں ایک سوراخ ہو جو کنویں تک جاتا ہو اور یہ سوراخ بند ہو، کنویں کا قطر مثلاً دو ہاتھ ہو اب حوض میں نجاست گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا کہ یہ دہ در دہ ہے پھر نجاست نکال لی جائے اور سوراخ کھول دیا جائے اور وہ پانی کنویں کی طرف منتقل ہوجائے اور دو ذراع کے قطر میں پہنچ جائے تو نجس نہ ہوگا، کیونکہ یہاں اعتبار گرنے کے وقت کا ہے اور اس وقت اس کی پیمائش زیادہ تھی اگرچہ اب کم ہوگئی ہے اور اگر پانی کنویں میں ہو اور اس میں نجاست گر جائے پھر کنویں کا تمام پانی نکال کر ایک حوض میں جمع کر لیا جائے حتی کہ وہ پھیل جائے اور پانی دہ در دہ ہوجائے تو پانی پاک نہ ہوگا کیونکہ نجاست کے واقع ہونے کے وقت کا اعتبار ہے اور اس وقت پیمائش کم تھی اگرچہ اب کثیر ہوگئی ہے یہ بزازیہ میں ہے اور اگر وہ دہ در دہ سے کم ہو لیکن گہرا ہو اور اس میں کوئی بہنے والی چیز گر گئی اور پھیل گئی یہاں تک کہ زیادہ ہوگئی تو اس سے وضو نہ کیا جائیگا اور اگر وہ دہ در دہ ہو اور پھر کم ہوجائے تو اس سے وضو کریگا نہ کہ اس میں، یہاں بھی گرنے کے وقت کا اعتبار ہے اھ اور خانیہ میں ہے کہ پاک پانی اگر کسی ایسی جگہ میں ہے جو دہ در دہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے پھر وہ پانی ایسی جگہ جمع ہوجائے جو دہ در دہ سے کم ہو تو وہ پانی پاک ہے اور اگر پانی تنگ جگہ میں ہو جو دہ در دہ سے کم ہے اس میں نجاست گر جائے پھر وہ پھیل کر دہ در دہ ہوجائے تو پانی ناپاک ہے اور اعتبار اس میں نجاست

---

[1] فتاوٰی بزازیۃ نوع فی الحیاض نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۵

ووقعت فیه نجاسة ثم انبسط ذلك الماء و صار عشرا فی عشر کان نجسا والعبرۃ فی هذا الوقت وقوع النجاسة ا ھ[1] ومثله فی الخلاصة وفی الدرر عن التاتارخانیة عن الظهیریة وفی غیرها والثانی تغیر مساحته لزیادة فیه او نقصه کان یکون فی غدیر بطنه اکثر انحدارا من حافاته کما وصفنا من نصف الدائرۃ اعلاہ عشر فی عشر ثم لم یزل یقل فاذا کان ممتلئا کان کثیرا لایقبل النجاسة فاذا وقعت واخرجت وقل الماء بالاستعمال اوبحر الصیف حتی یبس فی الاطراف وبقی فی بطنه اقل من عشر فی عشر کما هو مشاهد فی کثیر من الغدران لم یعد نجسا لانه کان حین وقعت کثیرا وان جف ماؤہ وبقی فی وسطه قلیلا وعند ذلك وقع فیه نجس ثم دخله الماء حتی امتلأ وصار کثیرا غیر انه لم یفض من جوانبه کی یطهر بالجریان فانه یبقی کما کان نجسا لما مر وهذا ما فی المنیة کما تقدم و فی الخانیة حوض اعلاہ عشر فی عشر و اسفله اقل منه جاز فیه الوضوء یعتبر فیه وجه الماء فان قل ماؤہ وانتهی الی موضع هو اقل من عشر لایجوز فیه الوضوء[2]

کے گرنے کے وقت کا ہے اھ اسی قسم کا کلام خلاصہ میں ہے، اور دُرر میں تتارخانیہ سے ظہیریہ وغیرہ سے منقول ہے اور دوسرا یہ کہ پانی کی پیمائش میں تغیر آجائے اس میں کمی یا زیادتی کے باعث مثلاً یہ کہ اُس کے گڑھے میں پانی کا بہاؤ بہ نسبت کناروں کے زائد ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا، یعنی دائرہ کا نصف جس کا بالائی حصہ دہ در دہ ہو پھر برابر کم ہوتا گیا، اور جب بھرا ہوا ہو تو زاید ہوگا نجاست کو قبول نہ کریگا اور جب نجاست گر جائے اور نکال لی جائے اور پانی استعمال کی وجہ سے کم ہوجائے یا گرمی کے باعث اُس کے کنارے خشک ہوجائیں اور اس کے گڑھے میں دہ در دہ سے کم رہ گیا ہو جیسا کہ بہت سے گڑھوں میں مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ نجس نہ ہوگا کیونکہ جب نجاست اُس میں گری تھی تو وہ زائد تھا اگر حوض کا پانی خشک ہوجائے حتی کہ اس کے وسط میں تھوڑا سا پانی باقی رہے اور اس وقت نجاست گر جائے پھر پانی داخل ہو حتی کہ وہ بھر جائے اور پانی کثیر ہوگیا مگر پانی اس کے کناروں سے نکلا نہیں ورنہ وہ پانی کے بہاؤ سے پاک ہوجاتا اب وہ حسبِ سابق نجس ہی رہے گا اسکی دلیل گزری اور یہ منیہ میں ہے جیسا کہ گزرا، اور خانیہ میں ہے کہ ایک حوض جس کا بالائی حصہ دہ در دہ ہے اور نچلا اس سے کم ہے، اس سے وضو جائز ہے، اور اس میں پانی کی سطح کا اعتبار ہوگا، اور اگر اس کا پانی کم ہوا اور وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جو دہ در دہ سے کم تر ہو تو اس میں وضو جائز نہیں، محقق نے فتح میں فرمایا کہ کوئی نجاست دہ در دہ حوض میں گری اور پھر پانی کم ہوگیا تو وہ طاہر ہے اور جب

---

[1] فتاوی قاضی خاں فصل فی الماء الراکد نولکشور لکھنؤ ۱/۴
[2] ایضاً

قال المحقق فی الفتح سقطت نجاسۃ فی عشر
فی عشر ثم صار اقل فھو طاھر واذا تنجس
حوض صغیر فدخل ماء حتی امتلأ ولم
یخرج منہ شیئ فھو نجس[1] اھ وفی الغنیۃ الحاصل
ان الماء اذا تنجس حال قلتہ لایعود طاھرا
بالکثرۃ وان کان کثیرا قبل[ع1] اتصالہ بالنجاسۃ
لایتنجس بھا ولو نقص بعد سقوطھا فیہ
حتی صار قلیلا فالمعتبر قلتہ وکثرتہ وقت
اتصالہ بالنجاسۃ سواء وردت علیہ او ورد
علیھا ھذا ھو المختار[2] اھ وبینہ فی التبیین
باوجز لفظ فقال العبرۃ بحالۃ الوقوع فان
نقص بعدہ لایتنجس وعلی العکس لایطھر[3]
اھ فالامام ملک العلماء رحمہ اللہ تعالٰی
ذکر الفصل الاول عن الامام ابی بکر الاسکاف
الاتری الی قولہ ثم لبسط ماؤہ وقولہ المبسوط
ھو الماء النجس وقولہ المجتمع ھو الماء
الطاھر فقولہ قل ای مساحۃ لاقدرا یقطع
بہ تعبیرہ بالمجتمع وذکر الفصل الثانی من
قولہ ولو وقع فی ھذا القلیل عن الامام

چھوٹا حوض ناپاک ہوگیا پھر اس میں پانی بھر گیا اور
اُس سے کچھ باہر نہ نکلا تو وہ حوض اس نجاست سے
ناپاک ہوگا اھ اور غنیہ میں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ پانی
جب کمی کی حالت میں ناپاک ہوگیا تو کثرت کی حالت میں
پاک نہ ہوگا، اور اگر اتصالِ نجاست کے وقت زاید تھا
تو نجاست سے نجس نہ ہوگا اور اگر نجاست کے گرجانے
کے بعد کم ہوا تو معتبر اس میں پانی کی قلت وکثرت ہے
جبکہ اس میں نجاست گری تھی خواہ نجاست پانی پر
وارد ہوئی ہو یا پانی نجاست پر وارد ہوا ہو یہی مختار ہے اھ'
تبیین میں اسی کو بہت مختصر عبارت سے بیان کیا ہے
فرمایا' اعتبار وقوع کی حالت کا ہے تو اگر اس کے
بعد کم ہُوا تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر برعکس ہے تو پاک نہ ہوگا
اھ امام ملک العلماء رحمہ اللہ نے پہلی فصل امام ابوبکر
الاسکاف سے نقل کی اس کے قول ثم لبسط ماؤہ
اور ان کا قول مبسوط وہ نجس پانی ہے اور ان کا قول
مجتمع وہ پاک پانی ہے کی طرف غور کریں تو ان کا قول قَلّ یعنی
پیمائش کے اعتبار سے نہ کہ مقدار کے اعتبار سے جس کو وہ مجتمع سے تعبیر
کرتے ہیں اور دوسری فصل کو "ولو وقع فی ھذا القلیل" سے ذکر کیا
یہ امام ابوالقاسم الصفار سے منقول ہے، اور اس لئے

ع۱ اقول الاولی حین کما لایخفی اھ منہ غفرلہ۔ (م)

میں کہتا ہوں قبل کی بجائے لفظ حین کا استعمال بہتر ہے اھ (ت)

---

۱ فتح القدیر بحث الغدیر العظیم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱
۲ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام الحیاض سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۱
۳ تبیین الحقائق بحث عشر فی عشر بولاق مصر ۱/۲۲

2 ابی القاسم الصفار ولذا قال عاودہ الماء حتی
2. امتلأ ولیست مقالۃ ابی بکر ماخوذۃ فی
مقالۃ ابی القاسم رحمہما اللہ تعالٰی و
ان کان یوھمہ زیادۃ ھذا فی ھذا النقل
وکذا قولہ ثم عاودہ وقولہ حتی امتلأ فان
ھذا شأن حوض کبیر نقص ماؤہ فبقی فی
موضع قلیل ولم یصر لہذا ذکر سابقا لان
الناقص لایقال لہ المجتمع فالاشارۃ وقعت
غیر موقعہ وثانیا علی تسلیمہ فلا شك ان
کلامہ فی الصورۃ الثانیۃ من الصور الاربع
اعنی الاختلاف صفۃ مع الاتحاد صورۃ دون
الرابعۃ التی فیہا کلامنا یقطع بہ تعلیلہ کلما
دخل الماء صار نجسا مع قولہ ولم یخرج
منہ شیئ کما ستعرفہ ان شاء اللہ تعالٰی
واللہ تعالٰی اعلم۔

فرمایا اس میں پانی لوٹا یہاں تک کہ حوض بھر گیا اور ابوبکر کا مقالہ ابوالقاسم کے مقالہ میں ماخوذ نہیں ہے اگرچہ ھذا النقل میں ھذا کی زیادتی ہے اور اسی طرح ان کے قول ثم عاودہ اور ان کے قول حتی امتلأ سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ بڑے حوض کا حال ہے جس کا پانی گھٹ گیا ہے اور کم جگہ میں رہ گیا اور اس کا ذکر شروع میں نہیں ہے، کیونکہ ناقص کو مجتمع نہیں کہا جاتا ہے تو اشارہ بے موقع ہے،

اور ثانیاً اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے تو اس میں شک نہیں کہ ان کا کلام چار صورتوں میں سے دوسری صورت میں ہے، میری مراد یہ ہے جب صفت میں اختلاف اور صورت میں اتحاد ہو، یہ چوتھی صورت نہیں ہے جس میں ہماری گفتگو ہے، جس کی تعلیل قطعی ہے، جب بھی پانی داخل ہوگا تو نجس ہوجائے گا پھر ساتھ ہی یہ قید بھی لگاتے ہیں کہ اس سے کوئی چیز نکلی نہ ہو جیسا کہ آپ ان شاء اللہ تعالٰی پہچان لیں گے۔ (ت)

سوال پنجم[۵۳]

اسی صورت میں پانی حصۂ زیریں قلیل میں تھا اور اس وقت نجاست پڑی اور اُسے نکال کر یا بے نکالے بھر دیا گیا یا بارش وسیل سے بھر گیا کہ آبِ کثیر ہوگیا تو اب بھی اوپر کا حصہ پاک ہے یا نہیں اور حصۂ زیریں کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

یہاں اکثر کتب میں منقول تو اس قدر ہے کہ اگر بھر کر اُبل گیا کہ کچھ پانی باہر نکل گیا جب تو پاک ہوگیا کہ جاری ہولیا

---

[1] فافاد زیادۃ القدر دون المساحۃ فقط اھ منہ غفرلہ۔ (م)

اس نے مقدار کی زیادتی کا فائدہ دیا ہے صرف پیمائش کا نہیں اھ (ت)

ورنہ اوپر کا حصہ بھی ناپاک ہے اگرچہ مساحت کثیر میں ہے کہ نیچے کا حصہ جبکہ ناپاک تھا تو اس میں جتنا پانی ملتا گیا ناپاک ہوتا گیا اگر بھر کر اُبل جاتا سب پاک ہوجاتا مگر ایسا نہ ہُوا تو ناپاک ہی رہا کہ ناپاک پانی کثرتِ مساحت سے پاک نہیں ہوسکتا اور بعض نے کہا پاک ہوجائیگا اور اس کی وجہ ظاہر نہیں بدائع سے امام ابوالقاسم صفار کا قول گزرا نیز عبارتِ مُنیہ[1] فان امتلأ صار نجسا ایضا ای کان۔ (اگر حوض بھر جائے تو وہ نجس ہوگا جیسا کہ وہ تھا۔ت) اُسی میں اس کے بعد ہے وقیل لایصیر نجسا[1] (اور بعض نے کہا کہ نجس نہیں ہوگا۔ت) حلیہ میں ہے وجہہ غیر ظاهر[2] (اور اس کی وجہ معلوم نہیں۔ت) غنیہ میں اتنا فرمایا والاول اصح[3] (اور پہلا زیادہ صحیح ہے۔ت)

اقول وباللہ التوفیق خیال فقیر میں یہاں ابحاث جلیلہ ہیں جن کو بقدر مساعدت وقت چند تاصیلات و تفریعات میں ظاہر کرے واللہ المعین وبہ استعین۔

اصل ۱: ہر مائع یعنی بہتی چیز کہ ناپاک ہوجائے پانی یا اپنی جنس طاہر کے ساتھ بہنے سے پاک ہوجاتی ہے وقد حققہ فی رد المحتار بما لامزید علیہ (اور اس کی تحقیق رد المحتار میں بطریق اتم کی ہے۔ت)

اصل ۲: آب کثیر کے حکم جاری ہونے میں جس طرح طول عرض یا مساحت یا ایک مقدار عمق بھی ضرور ہے جاری ہونے کے لیے ان میں سے کچھ شرط نہیں مینھ کا پانی جب تک بہ رہا ہے جاری ہے اگرچہ گرہ بھر کے پرنالہ سے آرہا ہو کما نصوا علیہ فی ماء السطح (جیسا کہ چھت کے پانی میں فقہاء نے نص کی ہے۔ت) ولہذا یہ حکم ہر برتن کو شامل ہے مثلاً کٹورے یا تھالی میں ناپاک پانی ہو پانی اس پر ڈالیے یہاں تک کہ بھر کر اُبلنے لگے پانی اور برتن سب پاک ہوجائیں گے امام ملک العلماء نے بدائع آخر فصل مایقع بہ التطہیر میں فرمایا:

الحوض الصغیر اذا تنجس قال الفقیہ ابوجعفر الھندوانی رحمہ اللہ تعالٰی اذا دخل فیہ الماء الطاھر وخرج بعضہ یحکم بطہارتہ بعد ان لا تستبین فیہ النجاسۃ لانہ صار جاریا وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث وعلی ھذا حوض الحمام والاوانی اذا تنجس[4]

چھوٹا حوض جب ناپاک ہوجائے، فقیہ ابوجعفر الہندوانی نے فرمایا جب اس قسم کے حوض میں پاک پانی داخل ہوجائے اور اس میں سے کچھ حصہ نکل جائے تو اس کے پاک ہونے کا حکم دیا جائیگا بشرطیکہ اس میں نجاست ظاہر نہ ہو کیونکہ وہ جاری ہوجائیگا اور یہی فقیہ ابو اللیث کا قول ہے اور اس پر حمام کا

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی الحیاض مکتبہ قادریہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۲

[2] حلیہ

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام الحیاض سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۱

[4] بدائع الصنائع آخر فصل مایقع بہ التطہیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۷

حوض یا برتن قیاس کیا جائے، یعنی نجس ہونے کی صورت میں۔ (ت)

اصل ۳: اس جریان کے تین رکن ہیں:

۱۔ دخول ۲۔ خروج ۳۔ معیت

یعنی مثلاً پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے کچھ حصہ خارج ہو اور وُہ نکلنا اُسی داخل ہونے کی حالت میں ہو اگرچہ ابتدائے دخول میں نہ ہو۔

لوٹے میں ناپاک پانی ہے اُس پر پاک پانی نہ ڈالیے۔ ٹونٹی سے وہی ناپاک پانی نکال دیجئے تو صرف خروج بلا دخول ہوا یا آدھے لوٹے میں ناپاک پانی ہے پاک پانی سے بھر دیجئے کہ کچھ نکلے نہیں تو محض دخول بلا خروج ہوا یا پاک پانی بھرنے کے بعد جبکا کر ٹونٹی سے کچھ نکال دیجئے تو خروج بحال دخول نہ ہوا۔ ان تینوں صورتوں میں طہارت نہ ہوگی بلکہ پاک پانی ڈالتے رہیے یہاں تک کہ بھر کر اُبلنا شروع ہو اُس وقت پاک ہوگا کہ ایک وقت وُہ آیا کہ خروج و دخول کی معیت ہوگئی اگرچہ برتن بھرنے تک صرف دخول بلا خروج تھا۔ تبیین و فتح میں ہے:

ولو تنجس الحوض الصغیر بوقوع نجاسۃ فیہ ثم دخل فیہ ماء اٰخر وخرج الماء منہ طہر ان قل اذا کان الخروج حال دخول الماء فیہ لانہ بمنزلۃ الجاری[1]۔

اور اگر چھوٹے حوض میں نجاست گر گئی اور وہ نجس ہوگیا پھر اس میں اور پانی داخل ہوگیا اور نکل گیا تو حوض پاک ہوجائے گا خواہ کم ہی ہو جبکہ پانی داخل ہوتے ہی نکل گیا ہو کیونکہ وہ بمنزلہ جاری کے ہے۔ (ت)

بحر میں اسی کی مثل لکھ کر فرمایا:

صححہ فی المحیط وغیرہ وقال السراج الھندی وکذا البئر واعلم ان عبارۃ کثیر منھم تفید ان الحکم اذا کان الخروج حالۃ الدخول وھو کذلک فیما یظھر لانہ ح یکون فی المعنی جاریا لکن ایاک وظن انہ لو کان الحوض غیر ملاٰن فلم یخرج منہ شیئ فی اول الامر لایکون طاھرا اذ غایتہ انہ عند امتلائہ قبل خروج الماء

محیط وغیرہ میں اس کو صحیح قرار دیا اور سراج ہندی نے فرمایا اور اسی طرح کنویں کا حال ہے اور جاننا چاہئے کہ اکثر علماء کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے جبکہ پانی داخل ہوتے ہی نکل جائے تو حکم بظاہر ایسا ہی ہے کیونکہ یہ جاری کے حکم میں ہے لیکن آپ یہ گمان نہ کریں کہ اگر حوض بھرا ہوا نہ ہو اور اس میں سے ابتداءً کچھ نہ نکلے تو وہ پاک نہ ہوگا کیونکہ حوض بھرنے تک نکلنے سے پہلے ناپاک ہوجائے گا پھر وہ اتنی مقدار کے نکلنے کے بعد پاک ہوجائیگا جس سے طہارت

[1] تبیین الحقائق بحث عشر فی العشر بولاق مصر ۱/ ۲۲-۲۳

منه نجس فيطهر بخروج القدر المتعلق به الطهارة اذا اتصل به الماء الجاري الطهور كما لو كان ممتلئا ابتداء ماء نجسا ثم خرج منه ذلك القدر لاتصال الماء الجاري به كذا في شرح المنية اھ[1] يريد حلية الامام ابن امير الحاج۔

متعلق ہو جبکہ اس کے ساتھ طاہر اور طہور پانی متصل ہو جو جاری ہو جیسا کہ ابتداءً بھرا ہونے کی صورت میں تھا، یعنی اس میں نجس پانی تھا پھر اس میں سے اتنی مقدار نکل گئی کیونکہ اس کے ساتھ جاری پانی متصل ہوا، کذا فی شرح المنیہ اھ اس سے ان کی مراد ابن امیر الحاج کی حلیہ ہے۔ (ت)

ہاں علماء نے مواضع ضرورت میں اخراج کو بھی خروج رکھا ہے جیسے حمام کا حوض کہ اُس میں کسی نے ناپاک ہاتھ ڈال دیا اگر لوگ اُس میں سے پانی لے رہے ہیں مگر نل سے پانی اس میں نہیں آتا یا نل سے پانی آرہا ہے مگر لوگ اس میں سے پانی نکال نہیں رہے ہیں تو ناپاک ہوجائیگا کہ خروج یا دخول ایک پایا گیا اور اگر اُدھر نل سے پانی آرہا ہے اور اِدھر لوگوں کا اُس میں سے لینا برابر جاری ہے کہ پانی کی جنبش ساکن نہیں ہونے پاتی تو جاری کے حکم میں ہے ناپاک نہ ہوگا، اسی پر فتوٰی ہے[2] ہندیہ میں ہے:

حوض الحمام طاهر فان ادخل رجل يده في الحوض وعليها نجاسة ان كان الماء ساكنا لايدخل فيه شئ من انبوبه ولا يغترف منه انسان بالقصعة يتنجس وان كان الناس يغترفون ولا يدخل من الانبوب ماء او على العكس فاكثرهم على انه يتنجس وان كان الناس يغترفون ويدخل من الانبوب فاكثرهم على انه لايتنجس هكذا في فتاوى قاضي خان وعليه الفتوى كذا في المحيط[2]۔

حمام کا حوض پاک ہے اگر کسی شخص نے حوض میں اپنا ہاتھ ڈالا اور ہاتھ پر نجاست تھی اگر پانی ساکن تھا ایسا کہ اس میں کوئی چیز اس کی نالی سے داخل نہ ہو اور کوئی انسان اس میں سے پیالہ سے نہ نکال رہا ہو تو وہ ناپاک ہوجائے گا اور اگر یہ لوگ اس میں سے چُلّو بھر کر پانی لیتے ہوں اور نالی سے پانی داخل نہ ہوتا ہو یا برعکس ہو تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ناپاک ہوجائیگا اور اگر لوگ اس سے چلّو بھر کر لیتے ہوں اور نالی سے پانی داخل ہوتا ہو تو اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ ناپاک نہ ہوگا اسی طرح فتاوٰی قاضی خان میں ہے اور اسی پر فتوٰی ہے کذا فی المحیط۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق بحث عشر فی العشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۷

[2] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الاول فیما یجوز بہ التوضؤ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۸

اسی طرح[1] وضو کے حوض میں بھی اگر نالی سے پانی آرہا ہے اور لوگ برابر لے رہے ہیں[1] کہ پانی ٹھہرنے نہیں پاتا ناپاک نہ ہوگا عالمگیریہ میں ہے:

حوض صغیر تنجس فدخل الماء الطاهر من جانب وسال ماء الحوض من جانب اٰخر کان الفقیہ ابوجعفر رحمہ اللّٰہ تعالٰی یقول کما سال یحکم بطھارۃ الحوض وھو اختیار الصدر الشہید رحمہ اللّٰہ تعالٰی کذا فی المحیط و فی النوازل وبہ ناخذ کذا فی التتارخانیۃ وان دخل الماء ولم یخرج ولکن الناس یغترفون منہ اغترافا متدارکا طھر کذا فی الظہیریۃ والغرف المتدارک ان لا یسکن وجہ الماء فیما بین الغرفتین کذا فی الزاھدی[1]۔

چھوٹا حوض ناپاک ہوگیا پھر اس میں ایک طرف سے پاک پانی داخل ہوا اور حوض کا پانی دوسری جانب سے بہ نکلا تو فقیہ ابوجعفر اس حوض کی طہارت کا حکم دیتے تھے، اور یہی صدر الشہید کا مختار ہے کذا فی المحیط، اور نوازل میں ہے، اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، اسی طرح تتارخانیہ میں ہے اور اگر پانی داخل ہوا اور نہ نکلا لیکن لوگ اس سے مسلسل چلو بھر لیتے رہے تو وہ پاک ہوگا کذا فی الظہیریہ اور مسلسل چلو بھرنا یہ ہے کہ دو چلوؤں کے درمیان پانی پُرسکون نہ ہو کذا فی الزاہدی۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اس کی دوسری سند فتاوٰی خلاصہ سے آتی ہے (یعنی فصل چہارم میں) علامہ خیر رملی[2] نے کنواں بھی اسی حکم میں[2] داخل کیا جبکہ سوتوں سے پانی اُبل رہا اور اوپر سے برابر چرخ چل رہا اُدھر سے آتا اِدھر سے نکل رہا ہو اس حالت میں نجاست سے ناپاک نہ ہوگا ہاں نجاست مرئیہ اس میں رہنے دی اور پانی کھینچنا اتنی دیر موقوف ہوگیا کہ پانی ٹھہر گیا جنبش جاتی رہی تو اب ناپاک ہو جائے گا۔ منحۃ الخالق میں ہے:

والحقوا بالجاری حوض الحمام قال الرملی | اور جاری پانی سے علماء نے حمام کے حوض کو ملا دیا،

---

[1] یونہی اگر اس کنارے پر کوئی نہا رہا ہے کہ پانی برابر نکل رہا ہے تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے:

لوکان یدخلہ الماء ولا یخرج منہ لکن فیہ انسان یغتسل ویخرج الماء باغتسالہ من الجانب الاٰخر متدارکا لاینجس ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اگر پانی حوض میں داخل ہو رہا ہو اور اس سے نکل نہ رہا ہو لیکن کوئی آدمی وہاں غسل کر رہا ہو اور اس کے غسل کا پانی مسلسل دوسری جانب نکل رہا ہو تو وہ نجس نہ ہوگا۔ (ت)

[2] اس کی کامل تائید تنبیہ جلیل کے آخر میں آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الاول فیما یجوز بہ التوضوء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷

اقول وبالاولی الحاق الآبار المعینۃ التی علیہا الدولاب ببلادنا اذ الماء ینبع من اسفلہا والغرف فیہا بالقوادیس متدارك فوق تدارك الغرف من حوض الحمام فلا شك فی ان حکم مائہا حکم الجاری فلو وقع فی حال الدوران فی البئر والحال ہذہ نجاسۃ لاینجس تأمل واللہ تعالٰی اعلم۔

رملی کہتے ہیں میں کہتا ہوں وہ کنویں جن پر ہمارے ملک میں رہٹ ہوتا ہے ان کو جاری پانی سے ملانا بطریق اولٰی ہوگا، کیونکہ پانی ان کے نیچے سے نکلتا ہے اور ڈولوں کے ذریعے سے ان سے پانی کا نکالنا تسلسل کے ساتھ ہوتا ہے یہ تسلسل اس سے کہیں زاید ہے جو حوض کے حمام سے چلو بھرنے سے ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ ان کے پانی کا حکم جاری پانی کا ہے تو اگر اس حالت میں پانی کے چلتے وقت نجاست کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا تامل واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

اصل سم: اقول اگرچہ مذہب صحیح میں اس خروج کے لیے کوئی مقدار نہیں ادنٰی ابلنا کافی ہے جس پر سیلان صادق آئے،

کما تقدم عن البدائع وخرج بعضہ وعن التبیین والفتح والبحر وان قل وعن المحیط کما سال وھذہ کاف الفور۔

جیسا کہ بدائع سے گزرا کہ وخرج بعضہ اور تبیین، فتح، بحر میں ہے کہ وان قل اور محیط سے ہے کما سال یعنی فوراً بہنے پر، کما میں کاف فوراً کا معنی دیتا ہے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

فی المبتغی بالغین المعجمۃ ھو الصحیح وفی محیط رضی الدین ھو الاصح وکذلك البیر علی ھذا لان الماء الجاری لما اتصل بہ صار فی الحکم جاریا[2]۔

مبتغٰی میں ہے غین معجمہ سے اور یہی صحیح ہے اور محیط رضی الدین میں ہے ھو الاصح، اور اسی طرح کنویں کا حال ہے کیونکہ جب جاری پانی اس سے متصل ہوگیا تو جاری کے حکم میں ہوگیا۔ (ت)

مگر شک نہیں کہ یہ بہاؤ جب تک منتہی نہ ہوگا حکم جریان منقطع نہ ہوگا کہ وہ حرکت واحدہ مستمرہ ہے اس کے بعض پر متحرک کو جاری اور باقی پر راکد و واقف ماننے کے کوئی معنی نہیں،

ولہذا اساغ لمن زاد ان یزید ای لم یکتف لحکم الجریان بمجرد السیلان بل شرط حرکۃ

اور اسی لیے جائز ہے اس شخص کے لیے جس نے زائد کیا کہ زائد ہو یعنی کافی نہ ہوا جاری ہونے کے حکم کے لیے

[1] منحۃ الخالق علی حاشیۃ بحر الرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۶

[2] حلیہ

کثیرۃ یعتد بھا فلولا ان ھذا السائل من ذلک الماء المطلوب سیلانہ لم تنفع الزیادۃ۔۔۔

صرف سیلان کا ہونا، بلکہ اس کی شرط یہ ہے کہ اس میں بکثرت حرکت ہو کہ جس کا اعتبار ہو کیونکہ اگر یہ بہنے والا پانی اس پانی سے نہ ہوتا جس کا بہاؤ مطلوب ہے تو اس اضافے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ (ت)

فتاوٰی خلاصہ میں نقل فرمایا:

لو امتلأ الحوض وخرج من جانب الشط علی وجہ الجریان حتی بلغ المشجرۃ یطھر اما قدر ذراع او ذراعین فلا۔[1]

اگر حوض بھر گیا اور کنارے سے نکل کر پانی بہتا ہوا مشجرہ تک پہنچ گیا تو وہ پاک ہوجائے گا بہرحال ایک ذراع یا دو ذراع تو نہیں۔ (ت)

ظہیریہ میں تصریح فرمائی کہ اس اُبال میں جو پانی نکل رہا ہے اندر کا پانی تو پاک ہو ہی گیا باہر نکلنے والا بھی طاہر مطہر ہے یہاں تک کہ پانی نکلتا جائے اور اُس سے کوئی وضو کرتا جائے یا کہیں جمع ہونے کے بعد کسی برتن میں لے کر وضو کرے تو وضو صحیح ہے ظاہر ہے کہ اول سیلان کا پانی اتنا نہ ہوگا جس سے وضو ہوجائے۔ ردالمحتار میں ہے:

فی الظھیریۃ الصحیح انہ یطھر وان لم یخرج مثل ما فیہ وان رفع انسان من ذلک الماء الذی خرج وتوضأ بہ جاز اھ قال ش لکن فی الظھیریۃ ایضا حوض نجس امتلأ ماء وفار ماؤہ علی جوانبہ وجف جوانبہ لایطھر وقیل یطھر اھ وفیھا ولو امتلأ فتشرب الماء فی جوانبہ لایطھر مالم یخرج الماء من جانب اٰخر اھ وفی الخلاصۃ المختار انہ یطھر وان لم یخرج مثل ما فیہ فلو امتلأ الحوض وخرج من جانب الشط الی اٰخر ما نقلنا وانھی الکلام علی قولہ فلیتأمل اھ وذکر بعدہ مسألۃ

ظہیریہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہوجائے گا اگرچہ اس سے اتنا پانی نہ نکلے جو حوض میں تھا اور اگر کسی انسان نے وہ پانی اٹھالیا جو خارج ہوا تھا اس سے وضو کرلیا تو جائز ہے اھ "ش" نے فرمایا لیکن ظہیریہ ہی میں ہے کہ ایسا حوض جو ناپاک ہو اگر پانی سے بھر جائے اور اس کا پانی کناروں سے بہہ نکلے پھر خشک ہوجائے اور اُس کے کنارے بھی خشک ہوجائیں تو پاک نہ ہوگا" اور ایک قول ہے کہ پاک ہوجائیگا اھ اور اسی میں ہے کہ اگر کوئی حوض اتنا بھر گیا کہ اس کے کنارے پانی سے تر ہوگئے تو وہ اس وقت تک پاک نہ ہوگا جب تک کہ پانی دوسری طرف سے نہ نکلے اھ اور خلاصہ میں ہے کہ مختار یہ ہے کہ وہ

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس الاول فی الحیاض نولکشور لکھنؤ ۱/ ۵

طھارۃ الاوانی فقال ھل یلحق نحو القصعۃ بالحوض فاذا کان فیھا ماء نجس ثم دخل فیھا ماء جار حتی طف من جوانبھا ھل تطھر ھی والماء الذی فیھا کالحوض ام لا لعدم الضرورۃ فی غسلھا توقفت فیہ مدۃ ثم رأیت فی خزانۃ الفتاوی اذا فسد ماء الحوض فاخذ منہ بالقصعۃ وامسکھا تحت الانبوب فدخل الماء وسال ماء القصعۃ فتوضأ بہ لایجوز اھ وفی الظھیریۃ فی مسألۃ الحوض لوخرج من جانب اٰخر لا یطھر مالم یخرج مثل ما فیہ ثلاث مرات کالقصعۃ عند بعضھم والصحیح انہ یطھر وان لم یخرج مثل ما فیہ اھ فالظاھر ان ما فی الخزانۃ مبنی علی خلاف الصحیح یؤیدہ ما فی البدائع وعلی ھذا حوض الحمام او الاوانی اذا تنجس اھ ومقتضاہ انہ علی القول الصحیح تطھر الاوانی ایضا بمجرد الجریان فاتضح الحکم وللّٰہ الحمد وبقی شیئ

پاک ہوجائیگا اگرچہ اس میں سے اتنا پانی خارج نہ ہو جتنا کہ اس کے اندر ہے اور اگر حوض اتنا بھرا کہ جانب سے بہنے لگا الٰی اٰخر ما نقلنا پھر انھوں نے اپنا کلام فلیتأمل اھ پر ختم کیا اور اس کے بعد برتنوں کی طہارت کا مسئلہ ذکر کیا اور فرمایا آیا پیالہ جیسی چیز کو حوض پر قیاس کیا جائے گا؟ اور یہ کہ اگر اس میں ناپاک پانی ہو پھر جاری پانی اس میں داخل ہوجائے اور کناروں سے نکل جائے تو آیا وہ پیالہ اور جو پانی اس میں ہے پاک ہوگا؟ جس طرح حوض پاک ہوتا ہے، یا پاک نہ ہوگا کیونکہ اس کو دھو کر پاک کرنے میں ضرورت نہیں، تو میں نے اس مسئلہ میں ایک مدت تک توقف کیا، پھر میں نے خزانۃ الفتاوی میں دیکھا کہ جب حوض کا پانی فاسد ہوجائے اور اس سے کوئی شخص پیالہ بھر کر لے اور اس کو نالی کے نیچے روک کر رکھے پھر پانی داخل ہو اور پیالہ کا پانی بہہ نکلے اب اس پانی سے وضو کرے تو جائز نہ ہوگا اھ اور ظہیریہ کے حوض میں مسئلہ میں ہے، اگر پانی دوسری طرف سے نکل گیا تو اُس وقت

---

[1] اقول فی الاحتجاج بکلام الظھیریۃ علی الخزانۃ نظر فلقائل ان یقول مفادہ ان عدم الطھارۃ فی القصعۃ متفق علیہ للاستشھاد بہ والتصحیح انما یرجع الی الحوض ۱۲ منہ۔ (م)

میں کہتا ہوں ظہیریہ کے کلام سے جو استدلال خزانہ کے خلاف کیا ہے اس میں نظر ہے، کیونکہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس کا مفاد یہ ہے کہ پیالہ میں پاک نہ ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے کیونکہ اس سے استشہاد کر رہے ہیں اور تصحیح صرف حوض کی طرف راجع ہے۔ (ت)

اخر[1] سئلت عنه وھو[ف1] ان دلوا[2] تنجس فافرغ فیه رجل ماء حتی امتلأ وسال من جوانبه ھل یطھر بمجرد ذلك والذی یظھر لی الطھارة اخذا مما ذکرنا ھنا و مما مر[3] من انه لا یشترط ان یکون الجریان بمدد نعم علی ما قدمناہ عن الخلاصة من تخصیص الجریان بان یکون اکثر من[4] ذراع او

تک پاک نہ ہوگا جب تک کہ جتنا اس میں تھا اس سے تین گنا زیادہ نہ نکلا ہو جیسا کہ پیالہ کا حکم ہے، یہ بعض حضرات کے نزدیک ہے، اور صحیح یہ ہے کہ پاک ہوجائیگا اگرچہ اتنا پانی نہ نکلا ہو جتنا کہ پیالہ میں تھا، تو بظاہر خزانہ میں جو ہے وہ صحیح کے برعکس ہے، بدائع میں اس کی تائید ہے اور اسی پر حمام کے حوض یا برتنوں کا قیاس ہے، یعنی ان کے ناپاک ہوجانے کی

---

[1] اقول ھو ھو بعینه[ف2] لا شیئا اخر ولا احتمال لاختلاف الحکم باختلاف صورة القصعة والدلو ١٢ منه۔ (م)

[2] اقول لابد من التقیید بتنجسه من داخل اذ لو تنجس من تحت لم یعمل فیه السیلان علی ظاھرة او من خارج فما لم یسل علی الموضع المتنجس منه بحیث یذھب النجاسة کما روی عن الامام الثانی رضی اللہ تعالٰی عنه فی ازار المغتسل ١٢ منه غفر له (م)

[3] اقول رحمك اللہ[ف3] لیس الجریان ھھنا الا بمدد فای حاجة للبناء علی مختلف فیه ١٢ منه۔ (م)

[4] اقول صوابه[ف4] الاقتصار علی ذراعین اذ عبارة الخلاصة اما قدر ذراع او ذراعین فلا ١٢ منه (م)

اقول یہ بعینہ وہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں ہے اور پیالہ اور ڈول کی صورت کے مختلف ہونے کی وجہ سے حکم کے مختلف ہونے کا کوئی احتمال نہیں۔ (ت)

اقول اس میں یہ قید لگانا ضروری ہے کہ وہ ڈول اندر سے ناپاک ہو کیونکہ اگر وہ نیچے سے ناپاک ہو تو اس میں پانی کے بہانے کا اسکے ظاہر پر کوئی اثر نہ ہوگا یا خارج سے ناپاک ہو تو ایسی صورت میں پانی کا اس جگہ پر بہانا لازم ہے جو ناپاک ہے اور اس موجود نجاست کا ختم ہوجانا ضروری ہے، جیسا دوسرے امام ابو یوسف سے منقول ہے غسل کرنے والے کے تہبند کی بابت۔ (ت)

میں کہتا ہوں اللہ آپ پر رحم کرے یہاں پر جریان مدد سے ہے تو اس میں اختلاف کی بنا رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ (ت)

میں کہتا ہوں عبارت کو ذراعین پر ختم کرنا مناسب ہے کیونکہ خلاصہ کی عبارت یہ ہے اما قدر ذراع او ذراعین فلا۔ (ت)

ذراعین یتقید بذلك هنا لکنه مخالف لاطلاقهم طهارة الحوض بمجرد الجریان[1] اھ مختصرا

صورت میں اھ اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قول صحیح پر برتن محض پانی کے جاری ہوجانے سے پاک ہوجائیں گے، تو اب حکم واضح ہوگیا و ﷲ الحمد، اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے جس کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی ڈول ناپاک ہوگیا اور اس میں پانی بہایا گیا یہاں تک کہ وہ بھر کر بہنے لگا تو کیا وہ محض اس طریقہ سے پاک ہوجائیگا؟ تو مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاک ہوجائیگا اس کی دلیل وہی ہے جو ہم نے یہاں ذکر کی اور جو گزری، یعنی یہ شرط نہیں کہ پانی کا جاری ہونا مدد کے حساب سے ہو، ہاں جو ہم نے خلاصہ سے نقل کیا ہے یعنی کہ بہنے کو اس امر سے مقید کیا جائے کہ وہ ایک یا دو ذراع سے زیادہ ہو، تو یہی قید یہاں بھی معتبر ہوگی، مگر یہ چیز فقہاء کے اطلاقات کے مخالف ہے وہ فرماتے ہیں حوض محض پانی کے جاری ہونے سے ہی پاک ہوجائیگا اھ مختصراً۔ (ت)

اقول قد افاد واجاد، واوضح المراد، کما ھو دابه علیه رحمة الکریم الجواد، لکن عبارة الخلاصة ھکذا اما حوض الحمام اذا وقعت فیه نجاسة قال فی التجرید عن ابی حنیفة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه انها لاتستقر وھو کالماء الجاری فان تنجس حوض الحمام فدخل الماء من الانبوب وخرج من الجانب الاخر فھو کالحوض الصغیر وفیه اقاویل ستاتی ولاباس بدخول الحمام للرجال والنساء وفی الفتاوی

میں کہتا ہوں اُنہوں نے اپنی عادت کے مطابق بڑی وضاحت سے اپنے مقصود کو ظاہر کردیا، لیکن خلاصہ کی عبارت اس طرح ہے "بہرحال حمام کا حوض جبکہ اس میں نجاست گر جائے، تجرید میں حضرت امام ابوحنیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایسی نجاست ٹھہرے گی نہیں اور یہ جاری پانی کی طرح ہے، اب اگر حمام کا حوض ناپاک ہوگیا اور اس میں ایک نالی سے پانی داخل ہوکر دوسری طرف سے خارج ہوگیا تو یہ چھوٹے حوض کی طرح ہے، اس میں متعدد اقوال ہیں جو عنقریب آئیں گے، اور مردوں

---

[1] ردالمحتار بحث عشر فی عشر مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۳

حوض الماء اذا اغترف رجل منه وبيدہٖ نجاسة وكان الماء يدخل من انبوبه فى الحوض والناس يغترفون من الحوض غرفا متداركا لم يتنجس ۔ الحوض الصغير اذا تنجس فدخل الماء من جانب وخرج من جانب فيه اقاويل قال الصدر الشهيد رحمه الله تعالٰى المختار انه طاهر وان لم يخرج مثل مافيه وكذا البئر ولو امتلأ الحوض وخرج من جانب الشط على وجه الجريات حتى بلغ المشجرة يطهر ما قدر ذراع او ذراعين فلا ولو خرج من النهر الذى دخل الماء فى الحوض لا يطهر[1] اھ كلامه الشريف بلفظه المنيف فقوله ولو امتلأ الحوض وهو كذلك بالواو لا بالفاء فى نسختى الخلاصة القديمة جدا ليس تتمة قول الصدر الشهيد ولا داخلا تحت المختار وقد قدمنا عن الهندية عن المحيط عن الصدر الشهيد انه كما سال يطهر وقد وعد ان فيه اقاويل ستأتى فلو كان هذا تتمته لم يذكر الا قولا واحدا فوجب ان يكون هذا قولا اخر مقابل المختار ولا يمكن جعل ما ذكر عن الفتاوٰى قولا اخر لان الكلام فى حوض تنجس وتلك صورة عدمه وقد قدم مثلها عن

اور عورتوں کو حمام میں داخل ہونے میں حرج نہیں، اور فتاوٰی میں ہے کہ پانی کے حوض میں اگر کسی شخص نے اپنا ناپاک ہاتھ ڈالا اور اس حوض میں پانی نالی سے آرہا ہے اور لوگ اس حوض سے مسلسل چلّو بھر کر پانی لے رہے ہیں تو یہ حوض ناپاک نہ ہوگا ۔ چھوٹا حوض جب ناپاک ہوا اور اس میں پانی ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل گیا تو اس میں کئی اقوال ہیں، صدر الشہید نے فرمایا مختار یہ ہے کہ یہ پاک ہے خواہ اس سے اتنی مقدار میں پانی نہ نکلا ہو جتنا کہ اس میں موجود ہے، اور یہی حکم کنویں کا ہے اور اگر حوض بھر کر کنارے سے نکل گیا اور بہتا رہا یہاں تک کہ مشجرہ تک پہنچ گیا تو پاک ہو جائے گا، اور ایک ہاتھ یا دو ہاتھ پاک نہ ہوگا، اور اگر اس نہر سے پانی نکلا جس سے حوض میں داخل ہُوا تھا تو پاک نہ ہوگا اھ تو ان کا قول "ولو امتلأ الحوض" میرے پاس خلاصہ کے قدیم نسخہ میں یہ ایسا ہی واؤ کے ساتھ ہے فاء کے ساتھ نہیں، یہ نہ تو صدر الشہید کے قول کا تتمہ ہے اور نہ مختار کے تحت داخل ہے اور ہم نے ہندیہ سے محیط سے صدر الشہید سے نقل کیا کہ وہ بہتے ہی پاک ہو جائے گا، اور انہوں نے وعدہ کیا کہ اس میں کئی اقوال ہیں جو آئیں گے تو اگر یہ تتمہ ہوتا تو صرف ایک ہی قول ذکر کرتے تو لازم ہے کہ یہ قولِ مختار کے مقابل ہے اور جو فتاوٰی سے انہوں نے نقل کیا اس کو دوسرا قول قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ کلام اُس

[1] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس الاول فی الحیاض نولکشور لکھنؤ

التجرید فان کونہا لاتستقر لیس الا للغرف المتدارك فلیس فی الخلاصۃ اختیار تخصیص الجریان باکثر من ذراعین حتی یعکر علیہ بمخالفتہ اطلاقھم و انما حکاہ قولا وجعل المختار ھو الاطلاق اما عبارتا الظھیریۃ الاخیرتان **فاقول** ھما فیما دخل الماء الحوض وملأہ حتی طش منہ علی جوانبہ علی وجہ الانتضاح الخفیف اللازم للامتلاء بدخول قوی عنیف ولا یصدق علیہ السیلان من الجانب الاٰخر فلیس فیھما ماینا فی عبارتہ الاولی الا تری الی قولہ فی الثالثۃ لایطھر مالم یخرج من جانب اٰخر ناط الطھارۃ بمجرد الخروج فعلم ان ماذکر لایسمی خروجا من جانب اٰخر وما ھو الا الانتضاح الذی ذکرنا ھکذا ینبغی ان یفہم کلام العلماء وللہ الحمد وبہ ظھران قول العلامۃ ش فی صدر المسألۃ حتی طَفَّ من جوانبہا حقہ

حوض میں ہے جو ناپاک ہوگیا اور وہ اُس کے ناپاک نہ ہونے کی صورت ہے اور اسی کی مثل تجرید سے انہوں نے نقل کیا، کیونکہ اس کا برقرار نہ رہنا تسلسل سے چُلّو بھرنے کی ہی وجہ سے ہے، تو خلاصہ میں دو ہاتھ سے زاید جاری ہونے کی تخصیص کو اختیار نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ وہ ان کے اطلاقات کی مخالفت کر رہے ہیں، انہوں نے تو اس کو محض حکایت کیا ہے، اور مختار اطلاق ہی کو قرار دیا ہے، اور ظہیریہ کی دو آخری عبارتوں کے متعلق میں کہتا ہوں یہ دونوں اُس صورت سے متعلق ہیں جبکہ پانی حوض میں داخل ہُوا اور اس کو بھر دیا اور اسکے کناروں سے آہستہ آہستہ چھلکنے لگا یہ چیز عام طور پر اس وقت ہوتی ہے جب حوض میں پانی یکدم سختی کے ساتھ داخل ہوتا ہے، اور اس پر دوسری جانب سے بہنا صادق نہیں آتا ہے، تو ان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان کی پہلی عبارت کے منافی ہو، چنانچہ وہ تیسری صورت کے بارے میں فرماتے ہیں "وہ اس وقت تک پاک نہ ہوگا جب تک دوسری طرف سے خارج

لہ لم ار ھذا الفعل ولا مصدرہ فی الصحاح ولا الصراح ولا المختار ولا القاموس ولا تاج العروس ولا مفردات الراغب ولا نہایۃ ابن الاثیر ولا الدر النثیر ولا مجمع البحار ولا المصباح المنیر انما فی القاموس طُفّ المکوك والاناء

اس فعل اور اس کے مصدر کو میں نے صحاح، صراح، مختار، قاموس، تاج العروس، مفردات راغب، نہایہ ابن اثیر، درنثیر، مجمع البحار اور مصباح المنیر میں نہیں پایا۔ قاموس میں اتنا ہی ہے کہ برتن اور پیمانے کا طَف، طَفَف (حرکت کے ساتھ) اور طُفاف (باقی برصفحہ آئندہ)

ان یقول حتی سال من الجانب الاٰخر فربما
لایزید ماذکر علی الانتضاح اولا یبلغه ولا
حاجة الی السیلان من جمیع الجوانب.
انما اللازم الخروج من جهة المقابل للدخول
فلو کان الاناء مائلا فی ارض غیر مستویة
وادخل فیه الماء من جانبه العالی وخرج
من السافل کفی نعم لوصب فی الجانب
السافل فعاد منه لم یکف کما فی اٰخر عبارة
الخلاصة وباللہ التوفیق۔

نہ ہوجائے، انہوں نے طہارت کا دارو مدار محض
خروج پر رکھا، تو معلوم ہوا کہ جو انھوں نے ذکر کیا ہے
اس کو خروج نہیں کہتے ہیں وہ تو محض چھینٹوں کا
اڑنا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اور علماء کے کلام کو
اسی طرح سمجھنا چاہئے وللہ الحمد، اور اسی سے یہ بھی
ظاہر ہوگیا کہ علامہ ش کی گفتگو مسئلہ کی ابتدا میں
حتی طفت من جوانبہا اس کے بجائے یوں کہنا چاہئے
تھا کہ حتی سال من الجانب الاٰخر، تو جو انہوں
نے ذکر کیا ہے وہ چھینٹوں سے نہیں بڑھے گا یا اس
تک نہیں پہنچے گا، اور تمام کناروں سے بہنے کی حاجت نہیں ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ جس طرف سے پانی
داخل ہوا ہو اس کی مخالف جہت سے بہہ نکلے، اب اگر برتن کسی ناہموار زمین پر ہے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے
اور اس میں پانی اوپر کی طرف سے داخل ہو کر نچلی طرف سے نکل جائے تو کافی ہے، ہاں اگر نچلے حصہ میں بہایا جائے
اور اُس سے واپس آجائے تو کافی نہ ہوگا جیسا کہ خلاصہ کی عبارت کے آخر میں ہے وباللہ التوفیق۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وطفافه محرکة و
طفافه ویکسر ما ملأ اصبارہ اوما بقی فیه
بعد مسح رأسه او هو جمامه او ملؤه
واناء طفّان بلغ الکیل طفافه اھ فی تاج
العروس هذا طف المکیال وطفافه اذا
قارب ملأہ اھ وقوله اصبارہ ای جوانبه
وجمامه ما علی رأسه فوق طفافه
ویکون ذلك فی الدقیق ونحوہ یعلو
رأسه بعد امتلائه ۱۲ منه
غفرله۔ (م)

(طا کو کسرہ بھی دیا جاتا ہے) اس کو کہا جاتا ہے جو اس
کے کناروں کو بھر دے یا جو برتن کے سر پر ہاتھ پھیرنے
کے بعد باقی بچ جائے یا اس کا ابھرنا ہے یا بھرنا
ہے اور اناء طفان اس برتن کو کہا جاتا ہے جو مقرر
ناپ تک بھر جائے اھ تاج العروس میں ہے کہ کہا جاتا ہے
"یہ پیمانے کا طف ہے اور اس کا طفاف ہے" یہ اس
وقت بولا جاتا ہے جب پیمانہ بھرنے کے قریب ہو اھ اور
قاموس نے "اصبارہ" جو کہا ہے تو اس سے مراد اس کے
اطراف ہیں، اور "جمامہ" سے مراد وہ ہے جو برتن بھرنے
کے بعد اوپر ابھرا ہوا ہو اور یہ چیز آٹے وغیرہ میں پائی جاتی
ہے کہ برتن بھرنے کے بعد اوپر تک اٹھا ہوتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

اصل ۵ : اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ کسی محل کے جوف[1] میں پانی کی حرکت اگرچہ گندوں ہو اُس محل کے حق میں جریان نہ ٹھہرے گی اُس کے بطن میں پانی کی جنبش اگرچہ باہر سے داخل ہونے پر ہوئی مگر اُس سے خارج تو نہ ہوا تو جریان کے دو رکن نہ پائے گئے مگر اُس محل کے اندر اگر دوسرا محل صغیر اور ہوا اور پانی اس میں جاکر اُسے ابال دے تو اس کے حق میں ضرور جریان ہو جائیگا کہ اس میں سب ارکان متحقق ہوگئے اگرچہ دوسرے کے جوف سے خروج نہ ہوا مثلاً دیگ میں ایک کٹورا رکھا ہے کٹورے میں ایک مینگنی پڑگئی وہ نکال کر پھینک دی اور کٹورے پر پانی بہایا کہ اُبل کر نکل گیا مگر دیگ سے نکلنا کیا معنی وہ بھری بھی نہیں تو بے شک کٹورا اور اس کا پانی پاک ہوگیا کہ زمین پر یا دیگ کے اندر رکھے ہونے کو حکم میں کچھ دخل نہیں وھذا اظاھر جدا (اور یہ بہت واضح ہے۔ ت)

اصل ۶ : اقول اس جریان سے اگرچہ طہارت ہو جائے گی اور نجاست[2] مرئیہ تھی اور نکال لی یا غیر مرئیہ تھی تو مطلقاً ہمیشہ طہارت رہے گی جب تک دوبارہ نجاست عارض نہ ہو مگر اگر نجاست مرئیہ ہے اور نہ نکالی تو حکمِ طہارت اُس وقت تک ہے جب تک یہ جریان باقی ہے پانی تھمتے ہی ظرف اور اس کے اندر کا پانی پھر ناپاک ہو جائیں گے کہ سبب یعنی نجاست موجود ہے اور مانع کہ جریان تھا زائل ہوگیا وھذا ایضا بوضوحه غنی عن الایضاح (اور یہ بھی اپنے واضح ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ ت)

منحۃ الخالق میں شرح ہدیۂ ابن العماد سیدی عبدالغنی النابلسی قدس سرہ القدسی سے ہے :

اذا وضع السرقین فی مقسم الماء الی البیوت وجری مع الماء فی القساطل[1] فالماء نجس

جب گوبر پانی میں ایسے مقام پر رکھ دیا جائے کہ وہاں سے پانی مختلف گھروں کو منقسم ہو کر جاتا ہو اور وہ گوبر پانی

---

[1] اعتید فی بلادنا القاء زبل الدواب فی مجاری الماء الی البیوت لسد خلل تلك المجاری المسماۃ بالقساطل اھ ش لایجری الماء الابه ای بالزبل لکونه یسد خروق القساطل فلا ینفذ الماء منها ویبقی جاریا فوقه اھ شرح ھدیة ابن العماد قلت وھی لغة مستحدثة ۱۲ منه غفرله۔ (م)

ہمارے ممالک میں چوپایوں کا گوبر وغیرہ پانی کی گزرگاہ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ ان نالیوں کے سوراخ بند ہو جائیں، اس خلل کو قساطل کہتے ہیں اھ ش تو پانی اس گوبر کے ساتھ ہی جاری ہوگا کیونکہ یہ اُن سوراخوں کو بند کرتا ہے جن سے پانی جاری ہوتا ہے، تو پانی ان کے اندر سے نہیں نکلتا ہے بلکہ اوپر سے بہتا ہے اھ شرح ہدیہ ابن العماد، میں کہتا ہوں یہ جدید لغت ہے۔ (ت)

فاذا رکد الزبل فی وسط القساطل وجری
الماء صافیا کان نظیر ما لوجری
ماء الثلج علی النجاسة او کان بطن
النھر نجسا وجری الماء علیہ ولم
یتغیر احد اوصافہ بالنجاسة فان
ذلک الماء طاھر کلہ کذلک ھذا فاذا
وصل الماء الی الحیاض فی البیوت فان
وصل متغیرا احد الاوصاف بالزبل او عین
الزبل ظاھرۃ فیہ فھو نجس من غیر شک
فاذا استقر فی حوض دون القدر
الکثیر فھو نجس وان صفا بعد ذلک فی
الحوض وزال تغیرہ بنفسہ لانہ ماء نجس
والماء النجس لا یطھر بزوال تغیرہ بنفسہ
لاسیما وقد رکد الزبل فی اسفلہ وان استقر
فی حوض کبیر فھو نجس ایضا مادام متغیرا
او زال تغیرہ بنفسہ ایضا واما اذا استمر
الماء جاریا وزال تغیر الحوض بالماء الصافی
یطھر الماء کلہ سواء کان الحوض صغیرا
او کبیرا وان کان الزبل فی اسفلہ راکدا مادام
الماء الصافی فی ذلک الحوض یدخل من
مکان ویخرج من مکان فاذا انقطع
الجریان وکان الحوض صغیرا والزبل فی
اسفلہ راکدا فالحوض نجس[1] اھ۔

کے ساتھ قساطل میں جاری ہُوا، تو پانی ناپاک ہو جائیگا'
تو اگر گوبر قساطل کے درمیان جم گیا اور صاف
پانی بہنے لگا، تو یہ ایسا ہے جیسا کہ برف کا پانی نجاست
پر بہنے لگے یا نہر کا پیٹ ناپاک ہو اور اس پر پانی
جاری ہو اور نجاست سے اس کے اوصاف میں
سے کوئی وصف متغیر نہ ہُوا تو یہ پورا پانی پاک ہے،
اب پانی جب گھروں کے حوضوں میں پہنچے تو اگر پانی
کا کوئی وصف متغیر ہو کر پہنچا ہے یا پانی میں بعینہٖ گوبر
ظاہر ہے تو وہ بلا شبہ ناپاک ہے، اور اگر کثیر
مقدار میں نہ ہو اور حوض میں ٹھہر جائے تو وہ ناپاک ہے،
اگرچہ اس کے بعد حوض میں صاف ہو جائے اور اس کا
تغیر خود بخود زائل ہو جائے کیونکہ وہ ناپاک پانی ہے اور
ناپاک پانی تغیر کے از خود زائل ہونے کی وجہ سے پاک
نہیں ہوتا ہے خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ
گندگی اس کے نیچے جمی ہوئی ہے، اور اگر گندگی
بڑے حوض میں جم جائے تو جب تک متغیر رہے گا
ناپاک رہے گا، یا اس کا تغیر خود بخود ختم ہو جائے،
اور اگر پانی مسلسل جاری رہے اور حوض کا تغیر صاف
پانی کی وجہ سے ختم ہو جائے، اس صورت میں کل پانی
پاک ہو جائیگا خواہ حوض چھوٹا ہو یا بڑا، اگرچہ

---

[1] منحۃ الخالق علی حاشیۃ بحر الرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۵

گندگی اُس کی تہ میں جمی ہوئی ہو بشرطیکہ صاف پانی اس میں ایک جانب سے داخل ہوتا ہو اور دوسری جانب سے خارج ہوتا ہو، تو جب پانی کا جاری ہونا بند ہو جائے اور حوض چھوٹا ہو اور گندگی اس کی تہ میں جمی ہوئی ہو تو حوض ناپاک ہے۔ (ت)

اقول کلام طیب من طیب طیب اللہ تعالٰی ثراہ وقد اقرہ الشامی وغرضنا یتعلق ھھنا بجملۃ الاخیرۃ غیر ان قولہ وجری معہ الماء فالماء نجس یحمل علی ما اذا تغیر فان المحقق المعتمد ان الجاری لا ینجس مالم یتغیر حتی موضع المرئیۃ وکذا الکثیر الملحق بہ علی المعتمد رجحہ المحقق علی الاطلاق وقال تلمیذہ قاسم انہ المختار در واستحسنہ تلمیذہ الاٰخر ابن امیر الحاج وایدہ بالحدیث وکذا ایدہ سیدی عبد الغنی وھو ظاھر المتون ش وفی الدر عن جامع الرموز عن جامع المضمرات عن النصاب علیہ الفتوی وفی ش عن البحر عن الحلیۃ عن النصاب بہ یفتی فاذا کان ھو الثابت بالحدیث وھو ظاھر المتون وعلیہ الفتوی فقد سقط ماسواہ ثم قولہ رحمہ اللہ تعالٰی الماء النجس لا یطھر بزوال تغیرہ بنفسہ۔ **فاقول** ھذا کما ذکرہ فی غیر الجاری لقول الخلاصۃ ماء نجس یجعلونہ فی نھر کبیر ان کان کثیرا بحیث لا یتغیر لا یتنجس وان تغیر تنجس و یطھر

میں کہتا ہوں یہ بہت اچھا کلام ہے، اس کو شامی نے برقرار رکھا ہے اور یہاں ہماری غرض آخری جملہ سے متعلق ہے البتہ اتنی بات ہے کہ اس کا قول "وجری معہ الماء فالماء نجس" اسکو اس پر محمول کیا جائیگا جبکہ پانی میں تغیر آجائے کیونکہ محقق معتمد قول یہ ہے کہ جاری پانی اُس وقت تک نجس نہ ہوگا جب تک کہ اُس میں تغیر نہ آجائے یہاں تک کہ نجاست مرئیہ کی جگہ بھی اور اسی طرح کثیر بھی قول معتمد پر اسی کے ساتھ ملحق ہے، اس کو محقق علی الاطلاق نے ترجیح دی اور ان کے شاگرد قاسم نے کہا کہ یہی مختار ہے (دُر) اور اس کو ان کے دوسرے شاگرد ابن امیر الحاج نے مستحسن قرار دیا اور اس کی تائید حدیث سے کی اور اس کی تائید سیدی عبد الغنی نے بھی کی اور متون سے بھی یہی ظاہر ہے "ش" اور دُر میں جامع الرموز سے جامع المضمرات سے نصاب سے یہ ہے کہ اسی پر فتوٰی ہے اور شامی میں بحر سے حلیہ سے نصاب سے ہے بہ یفتی پھر جب حدیث سے یہی ثابت اور متون سے بھی یہی ظاہر اور فتوٰی بھی اسی پر ہے تو اس کے ہوتے ہوئے باقی سب ناقابل اعتبار رہے۔ پھر اُن کا قول "نجس پانی اس کے تغیر کے از خود زائل ہونے کی وجہ سے پاک نہ ہوگا" میں کہتا ہوں یہ اُس پانی میں ہے جو جاری نہ ہو، کیونکہ خلاصہ میں ہے کہ ایک نجس پانی کو اگر بڑی نہر میں کرلیں تو اگر وہ کثیر ہے اور متغیر نہیں ہوتا ہے تو ناپاک

بساعة یعنی اذا انقطع اللون والرائحة اھ نواد فی نسخة ما نصه فی نسخة القاضی الامام سلمه الله تعالٰی اھ ای ھذا مذکور فی نسخته والمراد به الامام فقیه النفس ولم اره فی فتاواه والله تعالٰی اعلم[1] لقول سیدی نفسه اذا رکد الزبل فی وسط القساطل وجری الماء صافیا طھر فی رد المحتار فی دیارنا انھار المساقط تجری بالنجاسات وترسب فیھا لکنھا فی النھار تتغیر ولا کلام فی نجاستھا ح وفی اللیل یزول تغیرھا فیجری فیھا الخلاف لجریان الماء فیھا فوق النجاسة قال فی خزانة الفتاوی لوکان جمیع بطن النھر نجسا فان کان الماء کثیرا لایری ماتحته فھو طاھر والا فلا وفی الملتقط قال بعض المشایخ الماء طاھر وان قل اذا کان جاریا اھ[2]

نہ ہوگا اور اگر متغیر ہوگیا تو ناپاک ہوجائے گا اور فوراً ہی پاک ہوجائے گا یعنی جُونہی رنگ اور بُو ختم ہوگی اھ زاید کیا ایک نسخہ میں، اصل عبارت یہ ہے "قاضی امام سلمہ اللہ تعالٰی کے نسخہ میں اھ" یعنی یہ اُن کے نسخہ میں مذکور ہے اور اس سے مراد امام فقیہ النفس ہیں اور یہ چیز ان کے فتاوٰی میں نہیں دیکھی ہے واللہ تعالٰی اعلم اور سیّدی عبدالغنی خود فرماتے ہیں کہ جب گندگی قساطل کے درمیان جم جائے اور پانی صاف جاری ہو تو پاک ہوجائیگا، اور ردالمحتار میں ہے کہ ہمارے ملک میں گندگی گرنے کی جگہوں پر جو نہریں ہوتی ہیں ان میں نجاست جاری رہتی ہے اور پھر بہتی جاتی ہے اور یہ نجاست دن میں متغیر ہوجاتی ہے اور اس وقت انکی نجاست میں کوئی کلام نہیں اور رات کو اُن کا تغیر زائل ہوجاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے کیونکہ اس میں پانی نجاست کے اوپر جاری رہتا ہے، خزانۃ الفتاوٰی میں فرمایا "اگر نہر کا کل پیٹ ناپاک ہو تو اگر پانی کثیر ہے کہ اس کی تہہ نظر نہ آتی ہو تو وہ پاک ہے ورنہ نہیں، اور ملتقط میں ہے کہ بعض مشایخ نے فرمایا پانی پاک ہے اگرچہ کم ہو جبکہ جاری ہو اھ (ت)

اقول ما فی الملتقط مبتنی علی الصحیح المفتی به وما فی الخزانة علی القول الاخر الدائر فی کثیر من الکتب ان الجاری ان جری نصفه او اکثر علی نجاسة مرئیة تنجس وھی المرادة فی الخزانة

میں کہتا ہوں جو کچھ ملتقط میں ہے وہ صحیح مفتی بہ پر مبنی ہے، اور جو خزانہ میں ہے وہ دوسرے قول پر مبنی ہے جو بہت سی کتابوں میں مذکور ہے کہ جاری پانی اگر اس کا نصف یا زاید کسی نجاست مرئیہ پر جاری ہو تو ناپاک ہوجائے گا، اور یہی

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی جنس آخر فی التوضی الخ نولکشور لکھنؤ ۱/۹

[2] ردالمحتار باب المیاہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۳۸

بقول الهندية عن المحيط اذا كانت الجيفة
ترى من تحت الماء لقلة الماء لا لصفائه
كان الذي يلاقيها اكثر اذا كان سد عرض
الساقية وانكانت لاترى او لم تاخذ الا
الاقل من النصف لم يكن الذي يلاقيها
اكثر[1] واياك ان تظن ان كلام
الخزانة على ظاهر اطلاقه ولو تنجس
بطن النهر بغير مرئية توهما ان بطن النهر
اذا كان نجسا وهو يرى فقد مر الماء كله على نجاسة
مرئية وان كان لا يرى لكثرة الماء لا لكن رقته
فانما جرى على غير مرئية فلا يتأثر بالتغير
وذلك لان العبرة بالنجس لا المتنجس
كما بيناه في فتاوينا لكن لقائل ان يقول
ان العلة في غير المرئية انه اذا لم يظهر
اثرها علم ان الماء ذهب بعينها كما في
البحر وغيره اما ههنا فبطن النهر كله نجس
فالماء اينما ذهب لا يلاقي الا نجسا تأمل
ولاحاجة فان الفتوى على اعتبار الاثر
مطلقا في الجاري والكثير معا نعم ظاهر
كلام سيدي وتقرير الشامي ههنا ان
الكثير الملحق بالجاري لا يلحق به في
التطهير بزوال التغير لقوله وان استقر في
حوض كبير فهو نجس وان زال تغيره بنفسه

خزانہ میں مراد ہے، اس لیے کہ ہندیہ میں محیط سے ہے کہ
جب مردار پانی کے نیچے نظر آئے اس کی کمی کے باعث
نہ کہ پانی کی صفائی کے باعث تو جو اُس مردار سے
متصل ہو جائے وہ زیادہ ہوگا، جبکہ نہر کی چوڑائی کو بند
کرے، اور اگر مردار نظر نہ آتے یا آدھے سے کم راستے
کو بند کرے تو جو اُس سے ملاقات کرتا ہے وہ پانی
اکثر نہیں ہوگا اھ اور خزانہ کے کلام کو اُس کے ظاہر
پر محمول نہ کرنا چاہئے اور اگر نہر کی تہ نجاستِ غیر مرئیہ سے
ناپاک ہوگئی اس توہم پر کہ نہر کی تہ جس وقت ناپاک ہوا اور
وہ نظر آتی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کل پانی
نجاستِ مرئیہ پر جاری ہوگیا، اگرچہ وہ نظر نہ آتی ہو
پانی کی کثرت کے باعث نہ کہ اس کے گدلے پن کے
باعث، گویا وہ پانی نجاستِ غیر مرئیہ پر جاری ہوا ہے
تو وہ تغیر سے متاثر نہ ہوگا، کیونکہ اعتبار نجاست کا
ہوگا نہ کہ ناپاک ہونے والی شے کا، جیسا کہ ہم نے
اپنے فتاوٰی میں بیان کیا، لیکن کوئی کہنے والا کہہ
سکتا ہے کہ علت غیر مرئیہ میں یہ ہے کہ جب اس کا
اثر ظاہر نہ ہُوا تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نجاست
کو پانی بہالے گیا ہے جیسا کہ بحر وغیرہا میں ہے،
اور یہاں نہر کا پیٹ تمام کا تمام ناپاک ہے تو پانی
جہاں بھی جائیگا نجس سے ملاقات کرے گا تأمل،
اور کوئی ضرورت بھی نہیں، کیونکہ جاری اور کثیر پانی میں
فتوی مطلقاً اثر کے اعتبار پر ہے، ہاں سیدی عبدالغنی

---

[1] ہندیۃ الفصل الاول فیما یجوز نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷

فلیحرر ولینظر وجہہ فان الذی فی المنیۃ من فصل الحیاض فی مسألۃ حوض الحمام مانصہ الاتری ان الحوض الکبیر الحق بالماء الجاری علی کل حال لاجل الضرورۃ[1] قال فی الحلیۃ الجملۃ من الذخیرۃ[2] اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور شامی کی تقریر کا ظاہر یہ ہے کہ یہاں کثیر جو جاری کے ساتھ ملحق ہے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ پاک ہونے میں اس کے ساتھ ملحق نہیں کیا جائیگا پاک ہونے میں تغیر کے ختم ہوجانے کے باعث کیونکہ وہ فرماتے ہیں اور اگر وہ بڑے حوض میں ٹھہر جائے تو ناپاک ہے اگرچہ اس کا تغیر از خود زائل ہوجائے، اس کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے اور اس کی وجہ پر غور کرنا چاہیے کیونکہ منیہ میں حوضوں کی فصل میں حمام کے حوض کے بیان میں ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے "کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ بڑا حوض جاری پانی سے ملحق ہے اور یہ علٰی کل حال ہے اور اس کی وجہ ضرورت ہے، حلیہ میں فرمایا یہ تمام ذخیرہ سے ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

اصل ۷ : فتوٰی اس پر ہے کہ پانی کا عرض میں پھیلنا اس کے جریان کو نہیں روکتا جبکہ پانی آگے نکل جاتا ہو، مثلاً دہ در دہ حوض ہے اُس میں پانی ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکل گیا جاری ہوگیا اگرچہ عرض میں دو ہاتھ پھیلنے کے لیے ضرور وقفہ درکار ہوگا اور اُتنی جلد پانی اُس سے نہ نکل سکے گا جس قدر جلد تین چار ہاتھ کے عرض سے نکل جاتا، ہندیہ میں ہے :

اذا کان الحوض صغیرا یدخل فیہ الماء من جانب و یخرج من جانب یجوز الوضوء من جمیع جوانبہ وعلیہ الفتوی من غیر تفصیل بین ان یکون اربعا فی اربع او اقل فیجوز او اکثر فلا یجوز کذا فی شرح الوقایۃ وھکذا فی الزاھدی ومعراج الدرایۃ[3]۔

جب حوض چھوٹا ہو اور اس میں پانی ایک طرف سے دوسری طرف سے نکل جاتا ہو تو اس کے تمام اطراف سے وضو جائز ہے' اور اسی پر فتوٰی ہے، اس میں یہ تفصیل بھی نہیں کہ وہ چار در چار ہو یا کم ہو تو جائز ہوگا اور اگر زاید ہو تو جائز نہ ہوگا کذا فی شرح الوقایہ والزاہدی و معراج الدرایہ۔ (ت)

بحر میں ہے :

فی معراج الدرایۃ یفتی بالجواز مطلقا

معراج الدرایہ میں ہے جواز کا مطلقاً فتوٰی دیا جائیگا

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی الحیاض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۷۰
[2] حلیۃ
[3] ہندیۃ الفصل الاول فیما یجوز نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷

واعتمدہ فی فتاوی قاضی خان[1] اور قاضی خان میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ (ت)

فتاوی ذخیرۃ وتتمۃ الفتاوی الصغری پھر حلیہ میں ہے:

علیہ الفتوی لان ھذا ماء جار[2] اسی پر فتوی ہے کیونکہ یہ جاری پانی ہے۔ (ت)

بلکہ پانی کا گھومنا ایک دائرہ پر چکر کھانا جس طرح بھنور میں ہوتا ہے یہ بھی مانع جریان نہیں کہ بھنور پانی کو روک نہیں رکھتا چکر دے کر نکال دیتا ہے اوپر سے دوسرا پانی آتا اب اسے گھما کر چھوڑ دیتا ہے یہ سلسلہ قائم رہنے کے باعث گمان ہوتا ہے کہ ایک ہی پانی گھوم رہا ہے یہ بات غیر آب کے ڈالنے سے متمیز ہوسکتی ہے مثلاً اوپر سے لکڑی ڈالی جائے بھنور پر پہنچ کر چکر کھا کر اُس طرف نکل جائے گی اور اگر بھنور قوی ہوا اسے گھمانے میں دبا کر ڈونگڑے کرے گا اور چکر دے کر نکال دے گا، فسبحٰن من خلق ما شاء کیف شاء ولا یجری فی ملکہ الا ما یشاء (پاک وہ ذات جس نے پیدا کیا جو چاہا جیسے چاہا اور نہیں چلتی کوئی شے اس کے ملک میں مگر جیسے وہ چاہے۔ (ت)

منیہ مسئلہ حوض چار در چار میں ہے:

الظاھر ان الماء لایستقر فی مثلہ بل یدور حولہ ثم یخرج فیکون کالجاری[3] ظاہر یہ ہے کہ پانی ایسی جگہ میں نہیں ٹھہرتا بلکہ اس کے ارد گرد چکر کھاتا ہے پھر نکل جاتا ہے تو یہ جاری پانی کی طرح ہے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

کذا فی الذخیرۃ وتتمۃ الفتاوی الصغری حکایۃ عن الشیخ الامام ابی الحسن الرستغفنی[4] جیسے ذخیرۃ اور تتمۃ الفتاوی الصغری میں شیخ الامام ابی الحسن الرستغفنی سے حکایت ہے (ت)

اصل ۸: حوض وغیرہ کے جریان میں اگرچہ خروج لازم تھا مگر ملحق بالجاری یعنی وہ دردہ میں اس کی حاجت نہیں گرمیوں کے خشک تالاب میں جانوروں کے گوبر وغیرہ نجاستیں پڑی ہیں برسات میں پانی آیا اور اُسے بھر دیا اگر تالاب کے جوف میں جہاں سے پانی نے گزر کر اُسے بھرا نجاست ہے جب تو سارا تالاب نجس ہوگیا اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک بھر کر اُبل نہ جائے۔

---

[1] بحرالرائق عشر فی عشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۷

[2] حلیہ

[3] منیۃ المصلی فصل فی الحیض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۷۲

[4] حلیہ

اقول اس لیے کہ جب بارش یا بہاؤ کا پانی اس کے جوف میں داخل ہوا اب جب تک کہ اُس کے بطن میں متحرک رہے گا جاری نہ کہلائے گا کہ جریان کے لیے خروج شرط ہے اور یہ غیر جاری پانی نجاست سے اُس وقت ملا کہ ہنوز دہ در دہ نہ تھا کہ جوف میں اس کے مدخل ہی پر نجاستیں تھیں تو نہ جاری ہے نہ کثیر لاجرم ناپاک ہوگیا یوں ہی جتنا پانی آتا گیا ناپاک ہوتا گیا اور نجس پانی کثیر ہوجانے سے پاک نہیں ہوسکتا جب تک جاری نہ ہوجائے اور اگر مدخل آب میں اتنی دُور تک نجاست نہیں کہ وہاں تک آنے والے پانی کے عرض طول کا مسطح سَو ہاتھ تک پہنچ گیا اُس کے بعد نجاست سے ملا تو اب ناپاک نہ ہوگا کہ کثیر ہوکر ملا اگرچہ جوف سے باہر نہ گیا۔

اقول وبما قررنا ظہران المسألۃ مبتنیۃ علی الاصل الثالث لاعلی خلافیۃ مرورنصف الماء اواکثرہ علی نجاسۃ مرئیۃ فان الفتوی فیھا علی الطھارۃ مطلقا مالم یتغیر نعم ان لقی الماء النجاسۃ فی طریقہ علی شاطئ الغدیر قبل ان یدخلہ کان علی الخلافیۃ لانہ جار بخلاف المتحرک فی بطن الغدیر کما علمت۔

اقول اور جو تقریر ہم نے کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ تیسری اصل پر مبنی ہے، اس اختلافی مسئلہ پر مبنی نہیں ہے کہ آدھا پانی یا اکثر نجاست مرئیہ پر گزرے، کیونکہ اس میں فتوی مطلقاً طہارت پر ہے تاوقتیکہ تغیر نہ ہو، ہاں اگر پانی ملے اپنے راستہ میں ان نجاستوں کے ساتھ جو گڑھے کے کنارے پر ہے قبل اس کے کہ وہ گڑھے میں داخل ہو، تو یہ اختلافی مسئلہ ہوگا، کیونکہ وہ جاری ہے بخلاف اس پانی کے جو تالاب کی تہ میں حرکت کررہا ہو جیسا کہ تو نے جانا۔ (ت)

فتاوٰی خانیہ و خزانۃ المفتین اور محیط پھر حلیہ نیز خلاصہ و فتح القدیر میں فتاوی اور بحر و ہندیہ میں فتح اور غیاثیہ نیز ذخیرہ پھر حلیہ میں فتاوائے اہل سمرقند سے ہے:

واللفظ للفقیہ النفس غدیر عظیم یبس فی الصیف وراثت الدواب فیہ (زاد فی الخلاصۃ والفتح والذخیرۃ والناس) ثم دخل فیہ الماء وامتلأ ینظر ان کانت النجاسۃ فی موضع دخول الماء فالکل نجس وان اجتمع ذلک الماء کان نجسا لان کل ما دخل فیہ صار نجسا فلا

اور الفاظ فقیہ النفس کے ہیں، ایک عظیم تالاب جو گرمی میں خشک ہوگیا اور اس میں چوپایوں نے لید کردی (خلاصہ اور فتح میں اور ذخیرہ میں لوگوں کا بھی اضافہ ہے) پھر اس میں پانی داخل ہوگیا اور وہ گڑھا بھر گیا، تو دیکھا جائے گا اگر نجاست پانی کے داخل ہونے کی جگہ پر ہے تو کل پانی نجس ہے، اور اگر یہ پانی منجمد ہوگیا تو نجس ہوجائیگا، کیونکہ اس

يطهر بعد ذلك وان لم تكن النجاسة فى موضع دخول الماء واجتمع الماء فى مكان طاهر وهو عشر فى عشر ثم تعدى الى موضع النجاسة كان الماء طاهرا والمنجمد منه طاهر مالم يظهر فيه اثر النجاسة (قال فى الذخيرة لان الماء صار كثيرا قبل ان يتنجس فلا يتنجس بعد ذلك لاتصال النجاسة به اھ زاد فى الخانية) وكذا الغدير اذا قل ماؤه فصار اربعا فى اربع ووقعت نجاسة ثم دخل الماء الى ان صار الماء الجديد[علہ] عشرا فى عشر قبل ان يصل الى النجس كان طاہرا[۱]۔

میں جو بھی داخل ہوگا وہ نجس ہوجائیگا، اور اس کے بعد پاک نہ ہوگا، اور اگر نجاست پانی کے داخل ہونے کی جگہ نہ ہو اور پانی پاکیزہ جگہ پر جمع ہوجائے، اور وہ دَہ در دَہ ہو پھر پانی نجاست کی جگہ چلا گیا تو پانی پاک ہوگا اور جو منجمد ہوگیا وہ اس وقت تک پاک رہے گا جب تک نجاست کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو (ذخیرہ میں فرمایا اس لیے کہ پانی نجس ہونے سے پہلے کثیر ہوگیا تو اس کے بعد نجس نہ ہوگا نجاست کے پانی کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے اھ خانیہ میں اضافہ کیا) اور اسی طرح تالاب کا پانی جب کم ہوجائے اور چار در چار ہوجائے اور اس میں نجاست داخل ہوجائے پھر اس میں نیا پانی آجائے یہاں تک کہ نجاست کو پہنچنے سے قبل دہ در دہ ہوجائے تو پاک ہوجائے گا۔(ت)

ایسا ہی جواہر اخلاطی[علہ] میں ہے۔

اصل ۹: اقول وباللہ التوفیق ایک فائدہ نفیسہ ہے کہ شاید اس کی تحریر فقیر کے سوا دوسری جگہ نہ ملے اثر نجاست قبول نہ کرنے کو پانی کا جریان چاہیے سیلان کافی نہیں سائل وجاری میں عموم وخصوص مطلق ہے ہر جاری سائل ہے اور ہر سائل جاری نہیں دیکھو بطنِ حوض میں جو پانی نل سے داخل ہوا اور دوسرے کنارے تک پہنچا اُس وقت ضرور سائل ہے مگر جاری نہ ٹھہرا جب تک دوسری طرف سے نکل نہ جائے اور اس پر دلیل

علہ ونصہا حوض عشر فى عشر قل ماؤہ ثم وقعت النجاسة ثم دخل الماء حتی امتلأ الحوض ولم يخرج منه شیئ لا يجوز التوضئ به لانه كلما دخل الماء يتنجس اھ منہ غفرلہ (م)

اس کی عبارت یہ ہے کہ ایک حوض دہ در دہ ہو اس کا پانی کم ہوجائے پھر اس میں نجاست پڑ جائے پھر حوض بھر جائے اور اس سے کچھ نہ نکلے، تو اس سے وضو جائز نہیں اس لیے کہ جو پانی بھی داخل ہوگا وہ ناپاک ہوجائے گا اھ (ت)

---

[۱] فتاوٰی قاضی خان فصل الماء الراکد نولکشور لکھنؤ ۱/۳ والمزید من الذخیرۃ وھی لیست بموجودہ

قاطع آبِ وضو ہے کہ ضرور اعضائے وضو پر سائل ہے فانہ غسل ولا غسل الا بالاسالۃ (پس بیشک وضو دھونا ہے اور دھونا بغیر اسالہ کے ممکن نہیں۔ت) مگر جاری نہیں ورنہ مستعمل نہ ہوتا کہ آبِ جاری استعمال تو استعمال نجاست سے متاثر نہیں ہوتا جب تک متغیر نہ ہو یونہی بدن یا کپڑے کی ناپاکی جس پانی سے دھوئی اس نے بدن یا ثوب پر سیلان ضرور کیا ورنہ استخراج نجاست نہ کرتا مگر جاری نہیں ورنہ ناپاک نہ ہوجاتا حالانکہ تین بار دھونے میں امام کے نزدیک تینوں پانی ناپاک ہیں اور صاحبین کے نزدیک دو ناپاک ہیں تیسرا جب بدن یا کپڑے سے جدا ہوجائے پاک ہے، تنویر میں ہے:

ماء ورد علی نجس نجس کعکسہ[1] پانی جو وارد ہوا نجس پر نجس ہے جیسا کہ اس کا عکس ہے۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

الورود یشمل ما اذا اجری علیہا وھی علی ارض او سطح وما اذا صب فوقہا فی اٰنیۃ بدون جریان[2]۔

ورود کا لفظ اس صورت کو بھی شامل ہے جب پانی نجاست پر بہے اور وُہ زمین یا سطح پر ہو اور اس صورت کو بھی شامل ہے کہ جب پانی نجاست کے اوپر بہایا جائے کسی برتن میں اور اس میں جریان نہ ہو۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

القیاس یقتضی تنجس الماء باول الملاقاۃ للنجاسۃ لکن سقط للضرورۃ سواکان الثوب فی اجانۃ واورد الماء علیہ اوبالعکس عندنا فہو طاھر فی المحل نجس اذا انفصل سواء تغیر اولا وھذا فی الماءین اتفاق اما الثالث فہو نجس عندہ لان طہارتہ فی المحل ضرورۃ تطہیرہ وقد زالت طاھر عندھما اذا انفصل والاولی فی غسل الثوب النجس وضعہ فی الاجانۃ

قیاس یہ چاہتا ہے کہ پانی پہلی ہی ملاقات میں ناپاک ہوجاتا ہے نجاست کی وجہ سے لیکن ضرورت کی وجہ سے قیاس ساقط ہوگیا خواہ کپڑا ٹب میں ہو اور اس پر پانی وارد ہو یا بالعکس ہو یہ ہمارے نزدیک ہے، تو یہ اپنے محل میں طاہر ہے اور جب جُدا ہوگا تو نجس ہوگا خواہ متغیر ہو یا نہ ہو، یہ دو پانیوں میں اتفاقاً ہے، اور تیسرا تو وہ ان کے نزدیک نجس ہے کیونکہ اس کی طہارت محل میں ضرورت کی وجہ سے ہے، اور یہ ضرورت محل کی طہارت کی ہے اور وہ ضرورت

---

[1] الدرالمختار فصل الانجاس مجتبائی دہلی ۱/۵۵

[2] ردالمحتار " مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۸

من غیر ماء ثم صب الماء علیه لاوضع الماء اولاخروجا من خلاف الامام الشافعی فانہ یقول بنجاسۃ الماء[1]۔

زائل ہوگئی، صاحبین کے نزدیک جُدا ہوتے ہی پاک ہوجائیگا نجس کپڑے کو دھونے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کو خشک ٹب میں رکھا جائے پھر اس پر پانی بہایا جائے یہ نہیں کہ پہلے ٹب میں پانی موجود ہو امام شافعی کے اختلاف سے بچنے کیلئے اس میں امام شافعی کا قول ہے کہ پانی نجس ہوجائیگا۔ (ت)

ردالمحتار میں اس کے بعد فرمایا:

ولافرق علی المعتمد بین الثوب المتنجس والعضو اھ[2] ط اھ یشیر الی خلاف ابی یوسف لاشتراط الصب فی العضو کما فی البدائع۔

معتمد قول کے مطابق ناپاک کپڑے اور عضو کے درمیان کوئی فرق نہیں اھ ط اھ اس میں ابو یوسف کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے وہ عضو پر پانی بہانے کو شرط قرار دیتے ہیں، جیسا کہ بدائع میں ہے۔ (ت)

اقول وظاھر التعلیل بضرورۃ تطھیر الثوب انہ طاھر فی حق ذٰلک الثوب لاغیر فلو وضع الثوب النجس فی اجانۃ وصب الماء فوقع فیہ ثوب اٰخر طاھر یتنجس وان لم ینفصل الماء عن الثوب الاول بعد لان ماکان بضرورۃ تقدر بقدرھا فمن کان یصلی ووقع طرف ردائہ فی الاجانۃ فاصابہ اکثر من الدرھم وھو یتحرک بتحرکہ لم تجز صلاتہ ھذا ما ظھر فلیحرر واللہ تعالٰی اعلم۔

میں کہتا ہوں، اور بظاہر تعلیل یہ ہے کہ یہ کپڑا ضرورۃً پاک ہے تو یہ پاکی اسی کپڑے تک محدود رہے گی لہٰذا اگر ایک ناپاک کپڑا طشت میں رکھا گیا اور اس پر پانی بہایا گیا پھر اسی طشت میں کوئی اور پاک کپڑا گر گیا تو وہ ناپاک ہوجائے گا اگرچہ اب تک پہلے کپڑے سے پانی جُدا نہ ہُوا ہو کیونکہ جو چیز بوجہ ضرورت ہوتی ہے وہ بقدرِ ضرورت ہی رہتی ہے، اب اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اُس کے کپڑے کا کنارہ ٹب میں گر گیا تو اگر درہم سے زائد ہوا اور وہ کپڑا کے ہلنے سے حرکت کرے تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی یہ وُہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہُوا اس کو اچھی طرح سمجھ لیں واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

اس نفیس فائدہ سے اصل ۳ پر یہ توہم زائل ہوگیا کہ پانی تالاب کے اِس کنارے سے اُس کنارے تک

---

[1] ردالمحتار باب الانجاس مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۹

[2] ایضاً

بہتا پہنچا پھر جاری کیوں نہ ہُوا یہ سیلان ہے جریان نہیں اور وُہ فرق کھل گیا جو اصل ۸ میں ہم نے ذکر کیا کہ تالاب کے اندر مدخل آب کے قریب نجاست ہے اور پانی اس پر ہوکر گزرا ناپاک ہوگیا کہ وہ سائل ہے جاری نہیں اور تالاب کے باہر زمین پر کنارے کے قریب نجاست ہے اور پانی اُس پر گزرتا تالاب میں داخل ہوا تو ناپاک نہ ہوا جب تک وصف نہ بدلے کہ وہ جاری ہے اور اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ جوف زخم کے اندر خون کا سیلان معتبر نہیں جوف سے باہر بہے تو ناقض وضو ہے فافہم یہی مبنی ہے اس مسئلہ کا کہ استنجا کرنے کو لوٹے سے پانی کی دھار ڈالی ہاتھ تک پہنچنے سے پہلے اُس دھار پر پیشاب کی چھینٹ پڑگئی دھار ناپاک ہوگی کہ جاری ہے اور یہی دھار استنجا کرنے سے ناپاک ہوجائے گی کہ بدن پر جاری نہیں ردالمحتار میں ہے:

قال فی الضیاء ذکر فی الواقعات الحسامیة لواخذ الاناء فصب الماء علی یدہ للاستنجاء فوصلت قطرة بول الی الماء النازل قبل ان یصل الی یدہ قال بعض المشائخ لاینجس لانہ جار قال حسام الدین ھذا القول لیس بشیئ والا لزم ان تکون غسالة الاستنجاء غیر نجسة قال فی المضمرات وفیہ نظر والفرق ان الماء علی کف المستنجی لیس بجار والنازل من الماء قبل وصولہ الی الکف جار ولا یظھر فیہ اثر القطرة فالقیاس ان لایصیر نجسا وما قالہ حسام الدین احتیاط اھ ویؤید عدم التنجس ماذکرنا من الفروع واللہ تعالٰی اعلم اھ[1]

ضیاء میں کہا "واقعات حسامیہ" میں ہے کہ اگر برتن سے استنجاء کرنے کے لیے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا، اور پیشاب کا کوئی قطرہ اس پانی تک کسی طرح پہنچ گیا جو اوپر سے آرہا ہے اور ابھی تک عضو تک نہیں پہنچا تھا تو بعض مشایخ فرماتے ہیں ناپاک نہ ہوگا کیونکہ یہ جاری پانی ہے، حسام الدین نے فرمایا اس قول کی کوئی حیثیت نہیں ورنہ تو لازم کہ استنجاء کا دھوون ناپاک نہ ہو، مضمرات میں فرمایا اس میں نظر ہے اور فرق یہ ہے استنجاء کرنے والے کے ہاتھ میں جو پانی ہے وُہ جاری نہیں اور اُوپر سے آنے والا پانی جو ہنوز ہاتھ تک نہیں پہنچا ہے جاری پانی ہے اس میں قطرہ کا اثر ظاہر نہ ہوگا تو قیاس یہی ہے کہ نجس نہ ہو اور حسام الدین نے جو فرمایا ہے وہ بطور احتیاط ہے اھ اور ناپاک نہ ہونے پر وہ فروع دلالت کرتی ہیں جو ہم نے ذکر کی ہیں واللہ تعالٰی اعلم اھ (ت)

اقول وقد جزم بہ فی الخلاصة عازیا للفتاوی وفی البزازیة ولم یحکوا

میں کہتا ہوں اس پر خلاصہ میں جزم کیا اور اس کو فتاوٰی کی طرف منسوب کیا اور بزازیہ میں کسی اختلاف کا

[1] ردالمحتار باب الانجاس مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۹

خلافاو نصہا فی ما یتصل بالماء الجاری فی الفتاوی رجل استنجی فلما صب الماء من القمقمۃ علی یدہ لاقی الماء الذی یسیل من القمقمۃ البول قبل ان یقع علی یدہ لعض ماخرج فھو طاھر[۱] اھ قال ش بخلاف مسألۃ الجیفۃ فان الماء الجاری علیھا لو یذھب بالنجاسۃ ولو یستھلکہا بل ھی باقیۃ فی محلہا وعینہا قائمۃ علی ان فیہا اختلافا ولھذا استدرک الشارح بقولہ ولکن قدمنا ان العبرۃ للاثر[۲] اھ کلام الشامی وقدمنا ان ما استدرک بہ الشارح ھو المفتی بہ المعتمد واللہ تعالٰی اعلم۔

ذکر نہیں کیا، اور اس کی اصل عبارت، جو جاری پانی سے متصل ہے فتاوٰی میں یہ ہے، کہ ایک شخص نے استنجا کیا، توجب اُس نے ٹونٹی سے اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا تو وہ پانی ہاتھ پر گرنے سے قبل پیشاب کے قطرہ سے مل گیا، تو یہ پانی پاک ہے اھ ش نے فرمایا یہ مسئلہ مردار کے مسئلہ کے خلاف ہے کیونکہ جو پانی اس پر گرتا یا جاری ہوتا ہے وہ نجاست کو بہا کر نہیں لے جاتا ہے اور نہ ہی نجاست کو ختم کرتا ہے بلکہ نجاست کا عین اپنی حالت پر ہی باقی رہتا ہے، پھر اس میں اختلاف بھی ہے اس لیے شارح نے یہ کہہ کر استدراک کیا ہے ولکن قدمنا ان العبرۃ للاثر اھ شامی کا کلام ختم ہوا اور ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ جو استدراک شارح نے کیا ہے وہی مفتی بہ اور معتمد ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

اصل ۱۰: ہماری کتابوں میں آتا فرماتے ہیں کہ پانی نجاست پر وارد ہو یا نجاست پانی پر، دونوں کا یکساں حکم ہے کما تقدم عن التنویر وذکر مثلہ الجم الغفیر وفی الغرر الوارد کالمورود (جیسا کہ تنویر سے گزرا اور اس کی مثل بہت سے لوگوں نے ذکر کیا ہے اور غرر میں ہے کہ وارد مورود کی طرح ہے۔ ت)

اقول وباللہ التوفیق یہاں ایک فرق ہے غامض و دقیق اور تحقیق انیق ہے قبول کی حقیق۔ نجاست حقیقیہ کے لیے ایک دفع ہے اور ایک رفع۔ دفع یہ کہ نجاست اثر نہ کرنے پائے اور رفع یہ کہ نجاست کا اثر موجود زائل ہوجائے دفع جاری وکثیر کے ساتھ خاص ہے اور رفع ہر مائع طاہر مزیل کے لیے اور ملاقات نجاست وآب کے ثمرے چار ہیں:

(۱) اعمال (۲) اہمال

(۳) انتقال (۴) استیصال

---

[۱] خلاصۃ الفتاوٰی وما یتصل بالماء الجاری نولکشور لکھنؤ ۱/۱۰

[۲] ردالمحتار باب الانجاس مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۹

اعمال یہ کہ نجاست اپنا عمل کرے۔

اہمال یہ کہ عمل نہ کر سکے۔

انتقال یہ کہ اُس کا اثر جس شے پر تھا اُس سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہوجائے۔

استیصال یہ کہ نجاست سرے سے فنا ہوجائے۔

نجاست جب آبِ قلیل راکد یعنی غیر جاری پر وارد ہو تو صرف اعمال ہے یعنی اُسے ناپاک کردے گی اور خود اُس میں باقی رہے گی اور جب آبِ جاری یا کثیر پہ وارد ہو تو محض اہمال ہے یعنی باقی تو اس میں رہے گی مگر اثر کچھ نہ کرسکے گی،

وماذکرنا من انتقالھا عند ائمۃ بلخ وبخارٰی وماوراء النھر فی الجواب الثالث فذاك انتقال فی الماء لاعن الماء۔

اور جو ہم نے تیسرے جواب میں ذکر کیا کہ یہ منتقل ہوجائیگی ائمہ بلخ و بخاری اور ماوراء النہر کے نزدیک ہے تو یہ پانی میں منتقل ہونا ہے نہ کہ پانی سے۔ (ت)

اور جب آبِ راکد نجاست پر وارد ہو جیسے کپڑا یا بدن پاک کرنے میں، تو یہاں انتقال ہے یعنی نجاست اُس کپڑے یا بدن سے منتقل ہوکر اس پانی میں آجائے گی وہ پاک ہوجائے گا اور یہ ناپاک۔ اور جب آبِ جاری نجاست پر وارد ہو جیسے حوض وغیرہ کی صورتوں میں گزرا تو یہ صورت استیصال کی ہے یعنی وہ بھی پاک ہوگیا اور یہ پانی بھی پاک رہا نجاست کہیں باقی ہی نہ رہی، ہاں جاری وکثیر اگر نجاست سے متغیر ہوجائیں تو دونوں صورتوں میں قلیل راکد کی طرح ہیں بالجملہ ورود آب بر نجاست میں اگر یہ پانی صرف رافع ہے تو نجاست اُس شے سے دُور کرکے اپنے اُوپر لے لے گا کہ اس میں دفع کی قوت نہیں اور اگر دافع بھی ہے تو فنا کردے گا کہ اُس ناپاک شدہ شے سے رفع کی اور اپنے اوپر سے دفع کی اس کے لیے کوئی محل ہی نہ رکھا اصل ۳ میں ظہیریہ کی عبارت گزری کہ حوض بھی پاک ہوگیا اور یہ پانی جو اُس سے باہر نکل گیا اُسے اُٹھا کر کسی نے وضو کیا تو وضو ہوگیا ظاہر ہے کہ یہ اعمال ہوا نہ انتقال ہوا کہ پانی خود بھی پاک رہا نہ اہمال ہُوا کہ وہ ہوتا تو اُس وقت تک ہوتا کہ پانی بہ رہا تھا جب ٹھہر گیا اور ہے قلیل تو نجاست اگر رہتی واجب تھا کہ عمل کرتی جیسا کہ اصل ۶ میں گزرا لیکن یہ بھی نہ ہوا اور اس پانی کو اٹھا کر اُس سے وضو جائز ہُوا تو یہ نہیں مگر نجاست کا استیصال۔ اسی طرح تصریح فرماتے ہیں کہ ناپاک زمین پر پانی بہایا کہ ہاتھ بھر بہ گیا زمین بھی پاک ہوگئی اور یہ پانی بھی پاک رہا،

فی ردالمحتار عن الذخیرۃ عن الحسن بن ابی مطیع اذا اصب علیھا الماء فجری قدر ذراع طھرت الارض والماء طاھر

ردالمحتار میں ذخیرہ سے حسن بن ابی مطیع سے ہے کہ جب اس پر پانی بہایا گیا اور ایک ذراع کی مقدار اس پر جاری ہُوا تو زمین اور پانی پاک ہیں بمنزلہ جاری پانی کے

بمنزلۃ الماء الجاری قال ش فھذا نص فی المقصود و للہ الحمد[1] اھ۔

ش نے فرمایا "یہ عبارت ہمارے مقصود پر نص صریح ہے و للہ الحمد اھ (ت)

یُوں ہی تصریحات ہیں کہ دو برتن میں ایک میں مثلاً پانی یا دُودھ پاک ہے دوسرے میں ناپاک، دونوں کی دھار ہوا میں ملا کر چھوڑی کہ ایک ہو کر تیسرے برتن میں پہنچی یا دونوں ملا کر مثلاً پاک پکی چھت پر بہایا کہ ایک دھار ہو کر بہے سب پاک ہو گیا خزانہ و خلاصہ و بزازیہ و ردالمحتار میں ہے:

انا ان ماء احدھما طاھر والاٰخر نجس فصبا من مکان عال فاختلطا فی الھواء ثم نزلا طھر کلہ ولو اجری ماء الانائین فی الارض صار بمنزلۃ ماء جار[2]۔

دو برتن ہیں ان میں سے ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہے، اب دونوں سے اوپر سے پانی بہایا پھر یہ دونوں پانی ہوا میں باہم مل گئے پھر نیچے آئے تو پاک ہیں، اور اگر دونوں برتنوں کا پانی زمین پر بہا دیا گیا تو دونوں بمنزلہ جاری پانی کے ہو گئے۔ (ت)

اشارات تقریر سابق سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ثمرہ استیصال علی الاطلاق نجاست غیر مرئیہ میں ہے مرئیہ جب تک باقی ہے معدوم نہیں کی جا سکتی، ہاں کثیر و جاری میں اثر نہ کر سکے گی قلیل و راکد ہوتے ہی اپنا عمل دکھائے گی مگر یہ کہ اس سے پہلے نجاست نکال دی یا پانی میں مستہلک یا مٹی کی طرف مستحیل ہو گئی تھی کہ پہلی دو صورتوں میں مرئیہ نہ رہی غیر مرئیہ ہو گئی اور پچھلی میں نجاست ہی نہ رہی منحۃ الخالق میں ہے:

قال العلامۃ عبدالرحمٰن افندی العمادی مفتی دمشق فی کتابہ ھدیۃ ابن العماد قال صاحب مجمع الفتاوٰی فی الخزانۃ ماء الثلج اذا اجری علی طریق فیہ سرقین و نجاسۃ ان تغیبت النجاسۃ واختلطت حتی لایری اثرھا یتوضوء منہ[3]۔

علامہ عبدالرحمٰن آفندی عمادی مفتی دمشق نے اپنی کتاب ہدیہ ابن العماد میں فرمایا صاحب مجمع الفتاوٰی نے خزانہ میں فرمایا کہ برف کا پانی ایسے راستے میں بہا جس پر گوبر پڑا ہوا تھا اور نجاست بھی تھی اگر نجاست اس میں اس طرح گھل مل گئی کہ اس کا اثر نظر نہیں آتا تو اُس سے وضو کیا جائے گا۔ (ت)

یُوں ہی بزازیہ و خلاصہ و فتاوٰی سمرقند میں ہے شرح ہدیہ میں بعد کلام مذکور اصل ۶ فرمایا:

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۳۸

[2] ردالمحتار باب الانجاس " ۱/۲۳۹

[3] منحۃ الخالق علی حاشیۃ بحرالرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۵

فالحوض نجس الی ان یصیر الزبل الذی فی اسفلہ حمأۃ وھی الطین الاسود فلا یکون نجسا حینئذ واذا کان الحوض کبیرا فالامر فیہ یسیر[1]۔

تو حوض اس وقت تک ناپاک ہے جب تک کہ جو گندگی اس کے نیچے ہے کیچڑ میں تبدیل ہوجائے تو اس وقت وہ ناپاک نہ ہوگا، اور اگر حوض بڑا ہو تو معاملہ آسان ہے۔ (ت)

منحہ میں ہے،

یعنی اذا اجری بعد ذلك لایحجرد صیرورۃ الزبل حمأۃ کما یعلم مما مر[2] اھ

یعنی اس کے بعد پانی جاری بھی ہوا ہو کیونکہ محض کیچڑ بن جانا کافی نہیں، جیسا کہ سابقہ بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ (ت)

اقول تبین مما حققنا ان المراد بالماء فی قولھم ماء ورد علی نجس نجس کعکسہ ھو الماء الراکد القلیل اذ بہ تستقیم القضیتان علی عمومھما وقد اشار الیہ ملك العلماء حیث قال لاخلاف ان النجس یطھر بالغسل فی الماء الجاری وکذا بالغسل بصب الماء علیہ واختلف ھل یطھر بالغسل فی الاوانی قال ابو حنیفۃ ومحمد یطھر حتی یخرج من الاجانۃ الثالثۃ طاھرا وقال ابو یوسف لایطھر البدن ما لم یصب علیہ الماء وفی الثوب عنہ روایتان وجہ قول ابی یوسف القیاس یابی الطھارۃ بالغسل اصلا لان الماء متی لاقی النجاسۃ یتنجس سواء ورد الماء علی النجاسۃ او وردت النجاسۃ علی الماء الا انا حکمنا بالطھارۃ لحاجۃ

میں کہتا ہوں جو تحقیق ہم نے کی اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کے قول ماء ورد علی نجس نجس کعکسہ میں ماء سے مراد وہ تھوڑا پانی ہے جو ٹھہرا ہوا ہو، کیونکہ اسی تشریح سے دونوں قضیے درست ہوں گے اور ان کا عموم صحیح قرار پائیگا اور ملك العلماء نے اسی طرف اشارہ کیا ہے وہ فرماتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نجس چیز جاری پانی میں دھونے سے پاک ہوجائے گی اور اسی طرح اگر اس پر پانی بہاکر اس کو دھو دیا جائے تو پاک ہوجائے گی، اس میں اختلاف ہے کہ کیا برتنوں میں دھوکر بھی پاک ہوگی یا نہیں؟ ابو حنیفہ اور محمد فرماتے ہیں پاک ہوجائے گی یہاں تک کہ تیسرے ٹب سے پاک نکلے گا اور ابو یوسف نے فرمایا بدن اس وقت تک پاک نہ ہوگا جب تک کہ اس کے اوپر پانی نہ بہایا جائے اور کپڑے کے بارے میں ان سے

[1] منحۃ الخالق علی حاشیۃ بحر الرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۵
[2] ایضاً

الناس والحاجة تندفع بالحکم بالطہارۃ عند ورود الماء علی النجاسۃ فبقی ماوراء ذلك علی القیاس فعلی ھذہ لایفرق بین البدن والثوب ووجہ الفرق لہ علی روایۃ ان فی الثوب ضرورۃ اذ کل من تنجس ثوبہ لایجد من یصب ولایمکنہ الصب بنفسہ وجہ قولہما ان القیاس متروك فی الفصلین لتحقق الضرورۃ فی المحلین اذلیس کل من اصابت النجاسۃ بدنہ یجد ماء جاریا اومن یصب وقد لایتمکن من الصب بنفسہ مع ان ماذکرہ من القیاس غیر صحیح لان الماء لاینجس اصلا مادام علی المحل النجس[1] اھ مختصرا فقد افاد مرتین ان القضیتین فی غیر الجاری ای وما فی حکمہ من الکثیر والعجب ان المدقق العلائی حمل الکلام علی الجاری فقال فی شرحہ (ورد) ای جری (نجس) اذا ورد کلہ او اکثرہ ولو اقلہ لاکجیفۃ فی نہر او نجاسۃ علی سطح لکن قدمنا ان العبرۃ للاثر (کعکسہ) ای اذا وردت النجاسۃ علی الماء تنجس الماء اجماعا[2] اھ

دو روایتیں ہیں، ابویوسف کے قول کی وجہ یہ ہے کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ دھونے سے طہارت بالکل نہ ہو کیونکہ پانی جب نجاست سے ملاقی ہوگا تو ناپاک ہوجائے گا خواہ پانی نجاست پر وارد ہو یا نجاست پانی پر وارد ہو، مگر ہم نے لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے طہارت کا حکم دیا اور حاجت پانی کے نجاست پر وارد ہونے کی صورت میں پاکی کے حکم کے ساتھ رفع ہوجاتی ہے تو اس کے علاوہ قیاس کے مطابق رہے گا، اس بنا پر بدن اور کپڑے میں فرق نہیں کیا جائیگا، اور ان کے نزدیک وجہِ فرق ایک روایت پر یہ ہے کہ کپڑے میں ضرورت ہے کیونکہ ہر وہ شخص جس کا کپڑا ناپاک ہوجائے اس کو یہ سہولت حاصل نہیں ہوتی کہ کوئی اس کے کپڑے پر اُوپر سے پانی بہائے اور خود بھی وہ نہیں بہا سکتا ہے، اور طرفین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ قیاس دونوں صورتوں میں متروک ہے کیونکہ دونوں جگہ ضرورت متحقق ہے کیونکہ ہر وہ شخص جس کو نجاست لگ جائے نہ تو بہتا ہوا پانی پاتا ہے اور نہ ہی کسی بہانے والے کو پاتا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود بھی نہیں بہا سکتا ہے، اور اس کے علاوہ جو قیاس اُنھوں نے ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پانی جب تک نجس جگہ پر رہے ناپاک نہیں ہوتا ہے اھ مختصراً، تو دو مرتبہ انھوں نے

---

[1] بدائع الصنائع اما طریق التطہیر بالغسل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۷

[2] الدرالمختار باب الانجاس مجتبائی دہلی ۱/۵۵

بتایا کہ دونوں قضیے غیر جاری پانی میں ہیں یعنی اُس پانی میں جو جاری پانی کے حکم میں ہو، مثلاً کثیر پانی، تعجب ہے کہ مدقق علائی نے کلام کو جاری پانی پر محمول کیا ہے، اور اپنی شرح میں فرمایا ہے (ورد) یعنی جاری ہوا (ناپاک) جب وارد ہُوا اس کا کل یا اکثر اگرچہ جاری ہُوا تو یہ حکم نہیں ہوگا جیسا کہ نہر میں مردار یا چھت پر نجاست، لیکن ہم نے پہلے ذکر کیا کہ اعتبار اثر کا ہے (جیسا کہ اس کا عکس) یعنی جب کہ نجاست پانی پر وارد ہو تو پانی اجماعاً ناپاک ہوجائیگا اھ (ت)

اقول بل لا یتنجس اجماعا اذا کان جاریا ما لم یتغیر بہا فالمراد الراکد القلیل قطعا ولو حمل علیہ لم یحتج فی الاولی الی تقییدہا ولا الاستدراک علیہا والعجب ان السادات الثلثۃ ح ط و ش کلہم حملوہ علی ما یعم الراکد والجاری فاعترض الاولان علی الشارح قائلین علی قولہ جری ہذا خاص بما اذا جری علی ارض او سطح ولا یشمل ما اذا اصب علی نجاسۃ لان الصب لایقال لہ جریان مع ان الحکم عام فالاولی ابقاء المصنف علی عمومہ[1] اھ
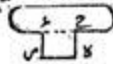
میں کہتا ہوں بلکہ ناپاک نہ ہوگا اجماعاً جبکہ جاری ہو، جب تک متغیر نہ ہو، تو مراد تھوڑا سا ٹھہرا ہوا پانی ہے قطعاً، اور اگر اس پر محمول کیا جائے تو پہلی میں اس کی تقیید کی حاجت نہ ہوگی اور نہ ہی استدراک کی ضرورت ہوگی اور تعجب یہ ہے کہ سادات ثلثہ ح، ط اور ش نے اس کو ٹھہرے اور جاری پانی دونوں میں عام کر رکھا ہے تو پہلے دو نے شارح پر اعتراض کیا، اور کہا ہے کہ ان کا قول جری، یہ اس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ وُہ پانی زمین یا سطح پر جاری ہو اور اس صورت کو شامل نہیں ہے جبکہ کسی نجاست پر بہایا جائے کیونکہ بہانے کو جاری ہونا نہیں کہا جاتا ہے حالانکہ حکم عام ہے، تو اولیٰ وہی ہے کہ مصنف نے اس کو اس کے عموم پر باقی رکھا ہے اھ۔ (ت)

اقول اترون ماء جاریا او کثیرا ورد علی نجس او بالعکس ہل یتنجس بالورود فاین العموم واشار الثالث الی جوابین فقال فسر الورود بہ لیتأتی لہ التفصیل والخلاف الذی ذکرہما والا فالورود اعم وایضا فالجریان

میں کہتا ہوں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جاری پانی یا کثیر پانی جو کسی نجاست پر وارد ہو یا بالعکس، صرف وارد ہونے سے نجس ہوجائے گا؟ تو عموم کہاں ہوا؟ اور تیسرے نے دو جوابوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ورود کی تفسیر اس کے ساتھ اس لیے کی گئی ہے تاکہ وہ اسکی تفصیل کرسکیں اور اسکے خلاف کا بھی ذکر کریں،

---

[1] طحطاوی علی الدر المختار باب الانجاس بیروت ۱/۱۶۱

ابلغ من الصب فصرح به مع علم حکم الصب منه بالاولی دفعا لتوھم عدم ارادتہ اھ[1]

جن کا انھوں نے ذکر کیا، ورنہ ورود اعم ہے اور نیز جاری ہونا ابلغ ہے بہانے سے، تو اس کی تصریح کر دی حالانکہ بہانے کا حکم اس سے معلوم ہو گیا تھا بطریقِ اولیٰ، تاکہ ارادہ نہ کرنے کا وہم دفع ہو جائے اھ (ت)

اقول لا عموم وعلی فرضہ کیف یصح تفسیرہ بخاص لیتأتی لہ تقییدہ وجعلہ خلافیۃ بل کان علیہ ان یبقیہ علی عمومہ ویقول وان کان جاریا اذا ورد کلہ الخ

میں کہتا ہوں کوئی عموم نہیں ہے، اگر فرض کیا جائے تو اس کی تفسیر خاص کیسے صحیح ہو سکتی ہے تاکہ وہ اس کو مقید کر سکیں اور اس کو اختلافی بنا سکیں، بلکہ ان پر لازم تھا کہ وہ اس کو اس کے عموم پر باقی رکھیں، اور کہیں کہ اگرچہ جاری ہو جبکہ اس کا کل وارد ہو الخ (ت)

یہ جواہر زواہر بحمدہ تعالیٰ عطیہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہیں والحمد للہ علی تواتر اٰلائہ٭ وافضل الصلاۃ والسلام علی سید انبیائہ٭ وعلیھم وعلی اٰلہ وصحبہ واولیائہ٭ باقیین دائمین بدوامہ وبقائہ٭ اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین۔

جب یہ اصول عشرہ ممہد ہو لیے اب **تفریعات** کی طرف چلیے۔

فاقول وباللہ التوفیق اس مسئلہ میں ۱۲۰ صورتیں ہیں، جواب چہارم میں حوض کی قسمیں مذکور ہوئیں۔ قسم دوم وہ کہ اسفل اُسی کا جُز ہو شکل و احاطہ میں متمیز نہ ہو جیسے نصف دائرہ۔ قسم چہارم وہ کہ اسفل شکل جداگانہ ہو۔ **صغیر تابع** وہ کہ پچیس ہاتھ مساحت سے کم ہو **مستقل** وہ کہ پچیس ہاتھ یا زائد ہو مگر سَو سے کم ہو، حوضِ زیریں **ناقابل اجرا** ایک وہ کہ پانی اُس کی حدود سے باہر تک حوضِ بالا کے بطن میں بھرا ہو کہ باہر سے جو پانی آئیگا اُس کا بہاؤ اُس حوضِ صغیر میں داخل ہو کر نکلنا نہ ٹھہرے گا کہ اُس کا اجرا ہو بلکہ حوضِ بالا ہی کے بطن میں متحرک سمجھا جائیگا کہ جریان نہیں (اصل ۳ و ۵) ظاہر ہے کہ اگر دیگ میں ایک کٹورا رکھا اور نصف دیگ میں ناپاک پانی بھرا ہے لبالب بھر دینے سے بھی کٹورے کا پانی پاک نہ ہوگا نہ دیگ کا کہ اُن میں کسی کا اجرا نہ ہوا بخلاف اس کے کہ صرف کٹورے میں پانی ہو اور اُس پر پاک پانی ڈالیں یہاں تک کہ بھر کر اُبلے ضرور کٹورا اور اُس کا پانی پاک ہو جائیگا کہ اُس کا اجرا ہو گیا اگرچہ جوفِ دیگ میں (اصل ۲) دوسرا وہ کہ آگے اُبل کر بہنے کو جگہ نہ ہو جیسے اس صورت میں کہ اگرچہ پانی ط ف

---

[1] ردالمحتار باب الانجاس مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۸

ح ء تک ہو آگے منتہی تک بلندی ہے۔ **قابل اجراوہ** کہ پانی اُسی کے اندر اور آگے بہنے کو جگہ ہو **قلت منتہی** یہ کہ حوضِ بالا کی فضا کہ اس حوضِ زیریں کی محاذات میں ہے مع فضائے حوضِ زیریں دہ در دہ سے کم ہو جیسے اس شکل میں کہ ا ب سو ہاتھ اور ح ء کم ہے **کثرت منتہی** یہ کہ یہاں بھی دہ در دہ ہو جیسے اسی شکل میں جب کہ سطح ح ء سو ہاتھ اور سطح ا ب زاید ہو یا شکل سوم مذکور جواب چہارم میں کہ ا ب و ح ء دونوں مساوی ہیں **کثرت مبدء** یہ کہ ناپاک پانی جہاں تک بھرا ہے مثلاً بحال قابلیت اجراء ہ سے م تک یا بحال عدم قابلیت ی سے م تک وہاں سے مدخل آب تک اتنی جگہ ہے کہ آنے والا پاک پانی دہ در دہ ہو کر ناپاک پانی سے ملے گا مثلاً ا سے جو پانی ح پر آیا اور پہلی صورت میں ہ سے ناپاک پانی تھا تو ہ تک پہنچنے سے پہلے سطح ح ہ میں سو ہاتھ مساحت ہو اور دوسری صورت میں ی سے نجس پانی تھا تو ی سے اوپر اوپر سطح ح ی میں دہ در دہ کی وسعت ہو **قلت مبدء** یہ کہ اتنی جگہ نہیں بلکہ دہ در دہ سے کم رہ کر اُس سے ملے بہرحال نجاست مرئیہ پاک پانی داخل ہونے سے پہلے نکال لی گئی تو مخرجہ ہے ورنہ **باقیہ راسبہ** خواہ طافیہ ظاہر ہے کہ حوض زیر بحث قسم دوم سے ہوگا یا چہارم سے اور چہارم تابع یا مستقل اور دونوں قابل اجرا یا ناقابل یہ پانچ صورتیں ہوئیں اور ہر تقدیر پر مبدء کثیر ہوگا یا قلیل بہر وجہ دوم منتہی بھی قلیل ہوگا یا کثیر یہ تین ہو کر پندرہ [15] ہوئیں۔ بہرحال نجاست غیر مرئیہ ہوگی یا مرئیہ اور مرئیہ مخرجہ یا باقیہ اور باقیہ راسبہ یا طافیہ یہ چار ہو کر ساٹھ [60] ہوئیں یہ صورت حوض بالا بھر کر اُبلا یا نہیں جملہ ایک سو بیس [120]۔ اب ہم بتوفیقہ تعالٰی ان کا ضبط کریں کہ ہر تقسیم اُسی صورت میں آئے جس سے وہاں حکم مختلف ہو۔

فاقول وباللّٰہ ربی استعین اولاً حوض اگر قسم دوم سے ہو یا قسم چہارم سے اور صغیر ناقابل اجرا تابع خواہ مستقل اور بہرحال نہ کثیر المبدء تھا نہ بھر کر اُبلا تو مطلقاً سب ناپاک ہوگیا عام ازیں کہ نجاست کسی قسم کی ہو اور منتہی قلیل ہو یا کثیر کہ جتنا پانی نجاست سے ملتا گیا نجس ہوتا گیا اور نجس کثیر ہو کر طاہر نہیں ہوسکتا یہ تین صورتیں ہوئیں بلکہ ایک ہی کہ ناقابلِ اجرا سب کو شامل ہے اور تفصیلاً بلحاظ کثرت وقلت منتہی واقسام نجاست چوبیس [24]۔

ثانیاً انہی صور ثلثہ سے پہلی دو صورتوں یعنی قسم دوم وناجاری تابع میں اگر کثیر المبدء تھا یا بھر کر اُبلا تو مطلقاً سب پاک ہوگیا یہ چار صورتیں ہوئیں بلکہ دو ہی کہ نامستقل دونوں کو شامل اور تفصیلاً بتیس [32] کہ کثیر المبدء اُبلے یا نہیں اور اُبلنے والے قلیل المبدء میں منتہے قلیل ہو یا کثیر اور ہر ایک قسم دوم سے ہو یا ناجاری تابع اور بہرحال نجاست کسی قسم کی۔

ثالثاً انہی کی صورت سوم ناجاری مستقل میں کثرت مبدء یا اُبلنے سے حوضِ بالا مطلقاً پاک رہے گا

4

کہ اُس کا پانی ناپاک پانی سے کثیر ہو کر ملا (اصل ۸) یا بعد کو بہ گیا (اصل ۱) اور صغیر مطلقاً ناپاک ہونا چاہئے۔ اگرچہ نجاست غیر مرئیہ ہو کہ بہا نہیں اور مستقل ہے (جواب ۳) تو نجاست موجود اور سبب تطہیر مفقود صورت کثرت مبدء تو واضح ہے اور صورت اجرا میں بھی ظاہر یہی ہے کہ اس کا استقلال اس کے اجرا کو اس کا اجرا ہونے سے مانع ہوگا اگر کہیے کہ مانع نہ ہوگا شکل ج میں ج ح اور س ک زمین کے ٹکڑے جنھوں نے حائل ہو کر ہ ط کو د ی سے ممتاز شکل کر دیا اگر ہٹا دیے جائیں تو شک نہیں کہ د ب کا اجرا تمام شکل د ک کا اجرا ہوگا جس میں ہ ط بھی داخل تو اتنے ٹکڑے کم کر لینے سے اثر اجرا کہ ہ ط تک پہنچتا تھا ہ س پر کیوں ختم ہوجائے گا تو جواب وہی ہے کہ وہ ٹکڑے ہٹ جائیں تو د ک شکل واحد میں سب پانی ایک ہے بخلاف اس صورت کے کہ اب دو شکلوں میں دو پانی ہیں فلہذا اُملی یہ دو صورتیں ہوئیں اور تفصیلاً اُسی طرح سولہ[16]۔

رابعاً صغیر قابلِ اجرا اور نہ ہوگا مگر قسم چہارم سے کہ قسم دوم اصلاً قابلِ اجرا نہیں جب تک سارا حوض بھر کر نہ بہے ظاہر ہے کہ اب جو پانی اُوپر سے آئیگا ضرور اُسے بھر کر بہا دے گا (اصل ۵) تو اُس وقت اس کی طہارت میں کلام نہیں (اصل ۱)، عام ازیں کہ مستقل ہو یا تابع کہ اجرا سے طہارت کے لیے کوئی مقدار شرط نہیں (اصل ۲)، اب اگر نجاست غیر مرئیہ یا مخرجہ ہے تو عود نجاست کی کوئی وجہ نہیں کہ جریان اس نجاست کو فنا کر دیتا ہے (اصل ۱۰) تو مطلقاً زیر و بالا دونوں حصے پاک ہیں اگرچہ نہ مبدء کثیر ہو نہ منتہے کہ جریان کے لیے کوئی حد خاص مقدر نہیں (اصل ۳) خواہ بھر کر اُبلے یا نہیں کہ طاہر کو اجرا کی حاجت نہیں یہ چار صورتیں ہوئیں کہ قابل اجرا تابع یا مستقل اور نجاست غیر مرئیہ یا مخرجہ بلکہ ایک ہی کہ قابل اجرا اور نجاست غیر مرئیہ کہ بعد اخراج مرئیہ بھی غیر مرئیہ ہے اور تفصیلاً چوبیس[24] کہ ہر تقدیر پر مبدء کثیر ہو یا قلیل اور منتہے کثیر یا وہ بھی قلیل اور ہر صورت پر اُبلے یا نہیں۔

خامساً اسی صورت قابل اجرا میں نجاست باقیہ ہو تو مبدء یا منتہے کثیر ہونے کی حالت میں اگر نجاست طافیہ ہے مطلقاً دونوں حصے پاک رہیں گے صغیر تابع ہو یا مستقل کبیر اُبلے یا نہ اُبلے کہ جریان صغیر نے اُسے پاک کر دیا اور وُہ اگرچہ مستقل ہو نجاست کہ طافیہ تھی اس میں نہ رہی آبِ بالا کی طرف منتقل ہو گئی اور یہ آبِ بالا اُسے بہانے والا اُس سے متاثر نہ ہوا اگر کثیر تھا تو ظاہر (اصل ۸) اور قلیل تھا جب بھی بحالتِ جریان تو پاک تھا ہی (اصل ۳) اور یہ جریان منتہی نہ ہوا جب تک اُس فضائے حوض کبیر کو کہ محاذات صغیر میں ہے بھر نہ دیا (اصل ۳) کہ عرض میں پھیلنا جریان کا مانع نہیں (اصل ۷) اور اس وقت وہ دردہ ہو چکا تھا بہرحال قابل قبول نجاست نہ ہوا یوں ہی اگر راسبہ ہے اور صغیر تابع کہ اگرچہ وقت جریان کے وقت نجاست اُس میں موجود تھی مگر آبِ بالا بوجہ کثرت متاثر نہ ہوا اور یہ بوجہ تبعیت اُس کے ساتھ شَے واحد ہے تو پاک ہی رہیگا

اور جریانِ بالا کی حاجت نہیں جیسے حوض قسم دوم کا اسفل اگرچہ مساحت میں کتنا ہی کم رہ جائے اور اُس میں نجاست موجود ہو جب اوپر کثیر ہے یا اجرا ہو جائے کوئی حصہ ناپاک نہ رہے گا ہاں اس صورت میں اگر صغیر مستقل ہے تو کبیر کہ کثیر ہے پاک رہے گا اور صغیر پھر ناپاک ہو جانا چاہیے کہ اُس سطح کے بھرتے ہی جریان ٹھہر گیا اور اُس وقت نجاست خود اس میں موجود ہے اور یہ تابع نہیں تو جریانِ بالا بھی اگر ہوا سے مفید نہیں اور اگر مبدء و منتہٰے دونوں قلیل ہیں اور حوض بالا بہا بھی نہیں تو مطلقاً دونوں حصے ناپاک رہیں گے صغیر تابع ہو یا مستقل اور نجاست طافیہ ہو یا راسبہ کہ اگرچہ اجرائے صغیر نے اسے پاک کیا اور اُس وقت تک وُہ آنے والا پانی بھی پاک تھا مگر جریان ٹھہرا قلت پر تو آبِ قلیل ساکن میں نجاست موجود ہے خواہ بالا میں اگر طافیہ ہے یا زیریں میں اگر راسبہ تو وہ نجس ہو گیا (اصل ۶) اور دوسرا قلیل کہ اوّل میں زیریں اور دوم میں بالا ہے اس آبِ نجس سے متصل ہے تو دونوں نجس ہو گئے اور بعد کو جو پانی بڑھا بطنِ حوض میں متحرک ہوا تو دوبارہ اجرا نہ ہوا (اصل ۳ و ۵) اس بڑھنے میں سیلان سہی مگر وُہ جریان کے لیے کافی نہیں (اصل ۹) اور اگر حوض بالا بہا اور صغیر تابع ہے تو سب پاک اگرچہ نجاست راسبہ ہو لما مر انفا (جیسے ابھی گزرا۔ ت) اور مستقل ہے تو صغیر بوجہ اتصالِ نجاست ناپاک ہونا چاہئے اگرچہ طافیہ ہو کہ وقوفِ جریان کے وقت بالا بسبب قلت ناپاک ہو گیا تھا اور یہ اُس سے متصل پھر جب بالا کا جریان ہوا وہ بوجہ استقلال اس کا جریان نہ ٹھہرنا چاہئے تو یہ نجس ہی رہا اور کبیر بوجہ جریان خود پاک ہو گیا یہ نو صورتیں ہیں کہ کثرتِ مبدء یا منتہٰے ہر ایک میں تین ہیں طافیہ مطلق اور راسبہ میں صغیر تابع یا مستقل یونہی قلت ہر دو میں تین ہیں عدمِ جریانِ بالا مطلق اور جریان میں تبعیت و استقلال بلکہ چھ ہی ہیں کہ دونوں کثرتیں وقوف علی الکثرۃ میں آ گئیں اور تفصیلاً چوبیس کہ کثرتِ مبدء یا منتہٰے یا قلتِ ہر دو ہر ایک میں نجاست طافیہ ہے یا راسبہ۔ صغیر تابع ہے یا مستقل بالا بہا یا نہیں آٹھ آٹھ ہو کر چوبیس[۲۴] ہوئیں مجموع ایک سو بیس اور ضابطہ میں بیس[۲۰] ہی بلکہ صرف بارہ[۱۲]۔

اختصار ھذا الضابط

اقول ان کان جوف الحوض النجس لایجری بدخول الماء الطاھر فان کثر المبدء او جری الکبیر طھر الکل لو الصغیر تابعا والکبیر فقط لو مستقلا والا تنجس الکل وان کان یجری بہ و

ضابطہ کا اختصار

میں کہتا ہُوں اگر ناپاک حوض کی تہ پاک پانی کے داخل ہونے سے جاری نہیں ہوتی ہے، تو اگر مبدء زاید ہو گیا یا بڑا جاری ہوا، تو کُل پاک ہے اگر صغیر تابع ہے اور کبیر فقط اگر مستقل ہو ورنہ سب ناپاک ہو گیا، اور اگر اس کے ساتھ جاری ہو اور

النجاسة غیر مرئیة طھر الکل وان باقیة فان وقف عن الجریان کثیرا وھی طافیة او الصغیر تابع طھر الکل والا فالکبیر وحدہ وان وقف قلیلا و لو یجر الکبیر تنجس الکل وان جری طھر الکل لو الصغیر تابعا و الکبیر فقط لو مستقلا۔

نجاست مرئیہ نہ ہو تو کُل پاک اور اگرچہ نجاست باقی ہو تو اگر جاری ہونے سے بہت دیر رک جائے اور نجاست اوپر تیرتی ہو یا صغیر تابع ہو تو کل پاک ورنہ کبیر صرف پاک ہوگا، اور اگر تھوڑی دیر ٹھہرا اور کبیر جاری نہ ہوا تو کل ناپاک ہوا، اور اگر جاری ہُوا تو کل پاک ہوا اگر صغیر تابع ہو اور کبیر فقط اگر مستقل ہو۔(ت)

ضابطہ بروجہ دوم متفرق کہ ہر حصہ کی طہارت کا جدا ضابطہ۔

اقول طہارت بالا کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ آب طاہر کثیر ہو کر نجس تک پہنچے، یا

۲۔ حوض بھر کر اُبل جائے، یا

۳۔ صغیر کو بہائے اور نجاست غیر مرئیہ رہ گئی ہو، یا

۴۔ صغیر کو بہا کر دہ در دہ پر ٹھہرے

اور طہارت زیریں تابع مطلقاً تابع طہارت بالا ہے اور طہارت زیریں مستقل کو تین شرطیں درکار:

اوّل: اس کا جاری ہونا۔

دوم: نجاست کا راسب نہ ہونا۔

سوم: یا تو نجاست غیر مرئیہ ہو یا طافیہ ہے تو جریان حد کثرت پر ٹھہرے انھی کے اجتماع و افتراق سے زیر و بالا کے احکام پیدا ہوں گے طہارت بالا کی اگر کوئی صورت نہ پائی جائے دونوں حصے مطلقاً نجس ہیں کہ اس مسئلہ میں نجاست بالا و طہارتِ زیریں معقول نہیں اور اگر اُن میں سے کوئی صورت متحقق ہو اور اُس کے ساتھ صغیر مستقل نہ ہو یا ہو تو اُس کی تینوں شرطیں جمع ہوں تو سب پاک ہے اور اگر طہارت بالا کی کوئی صورت پائی گئی اور صغیر مستقل ہے اور اس کی کوئی شرط منتفی ہُوئی تو اسفل ناپاک اعلیٰ پاک۔

ضابطہ بروجہ سوم کہ توزیع احکام کرے حکم تین ہیں:

۱۔ سب پاک

۲۔ سب ناپاک

۳۔ صرف حصۂ بالا پاک۔ اس ضابطہ میں ہر حکم کی صورتیں جُدا کی جائیں گی۔

فاقول اگر آب طاہر آب نجس سے نہ کثیر ہو کر ملا نہ بعد کو اُبلا نہ نجاست غیر مرئیہ میں صغیر کو بہایا

نہ باقیہ میں بہاکر دہ در دہ پر ٹھہرا تو ان[1] اٹھائیس ۲۸ صورتوں میں دونوں حصّے مطلقاً ناپاک ہیں اور[2] اگر حوض قسم دوم سے ہو یا چہارم میں صغیر تابع قابل اجرا نہ ہو اور دونوں صورتوں میں آب طاہر کثیر ہو کر نجس سے ملا یا[3] بعد کو اُبلا، یا[4] آب نجس حوض صغیر تابع خواہ مستقل میں قابل اجرا تھا اور نجاست غیر مرئیہ[2] رہ گئی تھی اگرچہ دہ در دہ سے کم پر ٹھہرا، یا[5] مرئیہ میں وہ صغیر تابع تھا اگرچہ راسبہ ہو اور اُسے بہاکر[3] کثرت پر ٹھہرایا[2] بعد کو اُبلا، یا[4] صغیر مستقل تھا اور نجاست طافیہ اور بہاکر کثرت پر ٹھہرا[6]، ان ۶۰ ساٹھ صورتوں میں دونوں حصے مطلقاً پاک ہیں اور اگر صغیر مستقل تھا اور آنے والے پانی نے اُسے نہ بہایا کہ جگہ نہ تھی خواہ نجس پانی اس کی حدود سے باہر تھا یا بہایا تو نجاست راسبہ تھی اور ان دونوں صورتوں میں پانی اُس نجس سے کثیر ہو کر ملا خواہ صورت اخیرہ میں بہاکر کثرت پر ٹھہرایا دونوں صورتوں میں بعد کو اُبلا یا نجاست طافیہ تھی اور قلت پر ٹھہر کر آخر میں اُبلا ان[4] بائیس صورتوں میں اسفل ناپاک اعلیٰ پاک۔

---

[1] حوض قسم دوم سے ہے یا صغیر نا جاری تابع خواہ مستقل بہر حال مبدء یا مبدء و منتہی دونوں قلیل بہر صورت نجاست چاروں قسم سے کسی قسم کی۔ ۲۴ یہ ہوئیں اور صغیر جاری سے تابع خواہ مستقل اور نہ کثرت پر ٹھہرا نہ بعد کو اُبلا بہر تقدیر نجاست طافیہ ہے یا راسبہ چار یہ ہوئیں جملہ ۲۸ اور ضابطہ میں ایک ۱۲ منہ (م)

[2] غیر مرئیہ رہ جانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ نجاست سرے سے غیر مرئیہ تھی یا تھی مرئیہ اور قبل جریان نکال دی گئی کہ غیر مرئیہ رہ گئی ۱۲ منہ (م)

[3] کثرت پر ٹھہرنا دونوں صورتوں کو شامل ہے ابتدا ہی سے کثیر ہو کر ملا یا کثیر ہو کر جریان پر ٹھہرا ۱۲ منہ (م)

[4] حوض قسم دوم سے یا صغیر نا جاری تابع۔ بہر حال اگر مبدء کثیر ہے تو بعد کو اُبلے نہ اُبلے یا بعد کو اُبلا تو منتہی کثیر یا قلیل۔ یہ آٹھ صورتیں ہوئیں ہر صورت پر نجاست کی ہر قسم حاصل ۳۲۔ اور ضابطہ میں دو۔ اور اگر صغیر جاری ہے تابع خواہ مستقل اور نجاست غیر مرئیہ خواہ مخرجہ۔ چار ہوئیں۔ بہر صورت مبدء کثیر ہے یا قلیل اور منتہی کثیر یا دونوں قلیل بارہ ۱۲ ہوئیں بہر صورت اُبلا یا نہیں، حاصل ۲۴۔ اور ضابطہ میں ایک اور صغیر جاری تابع میں مبدء کثیر ہے یا منتہی بہر حال اُبلا یا نہیں چار یہ اور پانچویں یہ کہ دونوں قلیل اور اُبلا بہر صورت نجاست طافیہ یا راسبہ حاصل ۱۰۔ اور ضابطہ میں دو صغیر جاری مستقل اور نجاست طافیہ اور منتہی کثیر اس میں ممکن کہ مبدء کثیر تھا یا قلیل بہر حال اُبلا یا نہیں حاصل ۴۔ اور ضابطہ میں ایک مجموع ۶۰ اور ضابطہ میں چھ۔ ۱۲ منہ (م)

[5] صغیر مستقل نا جاری میں اگر مبدء کثیر ہے تو اُبلے خواہ نہیں اور اُبلا ہے تو منتہی کثیر ہو یا قلیل۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

اقول اولاً یہیں سے ظاہر ہُوا کہ کلام علمائے کرام حوض قسم دوم میں ہے ورنہ بانوے[92] صورتوں سے نقض وارد ہو جن میں سے ستّر میں طہارت کل یقینی ہے اور بائیس میں طہارتِ اعلٰی۔ تردّد ہے تو نجاست اسفل میں اور حوض قسم دوم میں بیشک حکم یہی ہے کہ اعلٰی اسفل سب ناپاک صرف دو استثنا ہیں جن میں سب پاک ہوگا ایک یہ کہ بھر کر اُبل جائے یہ صراحۃً اُن کے کلماتِ عالیہ میں مذکور حلیہ و بدائع و فتح سے گزرا امتلأ و لم یخرج منہ شیئ (وہ بھر گیا اور اس سے کوئی چیز خارج نہ ہوئی۔ ت) دُوسرے یہ کہ آنے والا پانی کثیر ہو کر اُس نجس سے ملے یہ بجائے خود معلوم و معہود کہ کثیر بے تغیر نجاست قبول نہیں کرتا تو اطلاق علمائے کرام صحیح و بے غبار رہے اور تحقیق بازغ و تنقیح بالغ یہ ہے جو بتوفیقہ عزّوجل قلبِ فقیر پر القا ہُوئی۔

ثانیاً نیز یہ بھی واضح ہُوا کہ قول دوم بھی بے وجہ نہیں بلکہ وہ اُن ستّر صور پر محمول جن میں سب پانی پاک رہتا ہے و باللہ التوفیق۔

ثالثاً یہ بھی لائح ہُوا کہ یہ محل ایک قول کی تصحیح دوسرے کی تضعیف کا نہیں بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں،

وللہ الحمد کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا و یرضی، وصلی اللہ تعالٰی وبارك وسلم علی المصطفٰی الارضی، والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ ما علت سماء ارضا، والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اللہ ہی کے لیے بہت پاکیزہ حمد ہے اس میں برکت ہو جتنی ہمارے رب کو پسند ہے اور اتنے درود وسلام ہوں محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی آل اصحاب اولاد، گروہ سب پر جب تک آسمان زمین سے بلند رہے، والحمد للہ رب العالمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

تنبیہ جلیل

تنبیہ جلیل

وتشیید التفریع والتاصیل، و علی اللہ ثم علی رسولہ التعویل، جل وعلا

اور اصل بیان کرنے اور فروعی مسائل کا استنباط کرنے کی بنیاد، اور بھروسا اللہ عزّوجل پر ہے پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ چار ہوئیں اور بہر تقدیر نجاست کی ہر قسم۔ حاصل ۱۶ اور صغیر[10] مستقل جاری میں مبدء کثیر ہو یا منتہی بہر حال اُبلے یا نہیں اور نجاست خاص راسبہ۔ یہ چار ہوئیں اور[11] اگر دونوں قلیل ہیں اور اُبلا تو نجاست راسبہ ہو خواہ[12] طافیہ یہ دو مل کر چھ ہوئیں، حاصل ۲۲، اور ضابطہ میں ۵۔ مجموع ۱۲۰، اور ضابطہ میں ۱۲۔ ۱۲ منہ (م)

وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالتبجیل ؎ اس کے رسول پر ہے، اللہ تعالٰی ان پر عظمت والا درود بھیجے۔ (ت)

اصل سوم میں گزرا کہ دخول وخروج دونوں اس جریان کے رکن ہیں اُن میں سے جو نہ پایا جائیگا جریان نہ ہوگا اور اصل نہم میں ردالمحتار و ضیاء و جامع المضمرات و بزازیہ و خلاصہ و فتاوٰی سے گزرا کہ لوٹے کی دھار جب تک ہاتھ پر نہ پہنچی جاری ہے حالانکہ یہ محض خروج بلا دخول ہے۔

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (اللہ ہی کی توفیق سے میں کہتا ہوں اور اسی کی مدد سے تحقیق کی گہرائی تک پہنچنا ہے۔ت) اس کی تنقیح وتطبیق ایک اور خلافیہ کی توضیح و توفیق پر مبنی ہے علما مختلف ہوئے کہ جاری ہونے کے لیے اوپر سے مدد آنا بھی ضرور ہے یا بلا مدد کسی مانع کا آپ بہنا بھی جریان ہے محقق علی الاطلاق نے اول کو ترجیح دی فتح میں فرمایا:

الحقوا بالجاری حوض الحمام اذا کان الماء ینزل من اعلاہ حتی لو ادخلت القصعۃ النجسۃ اوالید النجسۃ فیہ لا ینجس وھل یشترط مع ذلك تدارك اغتراف الناس منہ فیہ خلاف ذکر فی المنیۃ ثم لابد من کون جریانہ لمدد لہ کما فی العین والنہر ھو المختار اھ ثم ذکر مسألۃ الاستنجاء بالقمقمۃ ونقل عن التجنیس النظر فیہ بعین ما نظر الامام حسام الدین ثم قال قال ای المصنف فی التجنیس ونظیرھا اوردہ المشایخ فی الکتب ان المسافر اذا کان معہ میزاب واسع (ای یسع لان یتوضأ فیہ) واداوۃ ماء یحتاج الیہ ولا یتیقن وجود الماء لکنہ ع علٰی طمعہ قبل

جاری پانی کے ساتھ حمام کے حوض کو بھی شامل کیا گیا ہے، جبکہ پانی اس کے اُوپر سے اُتر رہا ہو یہاں تک کہ اگر اس میں ناپاک پیالہ یا ناپاک ہاتھ ڈالا تو ناپاک نہ ہوگا اور آیا اس میں یہ شرط بھی ہے کہ لوگ پے در پے اس میں سے چُلّو بھر کر پانی نکالتے ہوں؛ اس میں اختلاف ہے، اس کو منیہ میں ذکر کیا، پھر اس کے جاری رہنے کے لیے اس کو مدد دینے والی چیز ضروری ہے جیسا کہ چشمہ اور نہر میں ہوتا ہے یہی مختار ہے اھ پھر استنجاء ٹونٹی کے ساتھ کا مسئلہ نقل کیا اور پھر تجنیس سے نقل کیا کہ اس میں نظر ہے یہ وہی نظر ہے جو حسام الدین نے کی تھی، پھر کہا کہ مصنف نے تجنیس میں کہا ہے اور اس کی نظیر مشایخ کا یہ قول ہے کہ مسافر کے پاس جب واسع پرنالہ ہو (یعنی اس میں اتنی گنجائش ہو کہ اس میں وضو کیا جاسکے)

ع **اقول** لعل وجہ التقیید بہ التنصیص علی انہ یجوز ھذا الاحتیال وان کان علی ظن الماء فعند عدمہ اولٰی ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اس قید کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس بات پر نص کرنا مقصود ہو کہ یہ حیلہ جائز ہے اگرچہ پانی ملنے کی امید ہو تو جب امید نہ ہو تو بدرجہ اولٰی جائز ہوگا۔ (ت)

؎ فتح القدیر بحث الماء الجاری نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۹

ینبغی ان یأمر احدا یصب الماء فی طرف المیزاب وھو یتوضؤ وعند الطرف الاٰخر اناء طاھر یجتمع فیہ الماء فانہ یکون الماء طاھرا وطھورا لانہ جار قال بعضھم ھذا لیس بشیئ لان الجاری انما لایصیر مستعملا اذا کان لہ مدد کالعین والنھر و ما اشبھہ وممااشبھہ حوضان صغیران یخرج الماء من احدھما ویدخل فی الاٰخر فتوضأ فی خلال ذلک جاز لانہ جار وکذا اذا قطع الجاری من فوق وقد بقی جری الماء کان جائزا ان یتوضأ بما یجری فی النھر قبل استقرارہ[1] اھ بالتقاط۔

اور پانی کا برتن ہو جس کی ضرورت ہو، اور پانی کا پایا جانا یقینی نہ ہو لیکن ملنے کی امید ہو، تو ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی کو حکم دے کہ وُہ پرنالے کے ایک کنارے سے پانی بہائے اور وہ شخص وضو کرے اور پرنالے کی دوسری طرف ایک پاک برتن ہو جس میں پانی جمع ہوتا ہو تو وُہ پانی طاہر اور طہور ہوگا کیونکہ وہ جاری ہے، بعض علمائنے فرمایا یہ کچھ نہیں کیونکہ جاری پانی مستعمل نہیں ہوتا ہے جبکہ اس میں نیا پانی شامل ہو رہا ہو جیسے چشمہ اور نہر اور اس کے مشابہ چیزیں، اور اس کے مشابہ دو چھوٹے حوض ہیں جن میں سے ایک میں سے پانی نکل کر دُوسرے میں داخل ہو رہا ہو تو کسی نے اس کے درمیان کے پانی سے وضو کیا تو جائز ہے کیونکہ یہ جاری ہے اور اسی طرح اگر اوپر سے جاری پانی کو قطع کیا اور پانی کا جاری بہنا باقی ہو تو یہ جائز ہے کہ جو پانی نہر میں جاری ہو اس سے وضو کرلے اس کے استقرار سے قبل اھ (ت)

اور علامہ حدادی نے سراج وہاج اور علامہ سراج ہندی نے توشیح میں دوم کی تصحیح کی بحر و تنویر و دُر وغیرہا میں اسی پر اعتماد کیا بحر میں بعد نقل ترجیح فتح فرمایا:

وفی السراج الوھاج ولایشترط فی الماء الجاری المدد ھو الصحیح[2] اھ ثم ذکر فی البحر عن التجنیس والمعراج وغیرھما مسألۃ جواز الوضوء بما یجری فی نھر سد من فوقہ[3]

اور السراج الوہاج میں ہے کہ جاری پانی میں مدد کی شرط نہیں اور یہی صحیح ہے اھ پھر بحر میں تجنیس اور معراج وغیرہ سے یہ مسئلہ منقول ہے کہ وُہ نہر جو اُوپر سے بند ہو اس میں جاری پانی سے وضو جائز ہے۔ (ت)

---

[1] فتح القدیر بحث الماء الجاری نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۹
[2] بحر الرائق " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۸۶
[3] ایضاً

اقول ای فیہ اوبہ اذا وقع فیہ نجس کما لایخفی ثم رأیت فی الحلیۃ اخذ بمثلہ علی متنہ اذقال ظاھر عبارتھم فی ھذہ المسألۃ کما فی الذخیرۃ والواقعات الناطفی اذا سد من فوق فتوضأ بما یجری فی النھر جاز اھ ان یکون الوضوء فی النھر فکان علی المصنف ان یذکر فیہ لان من الواضح جدا جواز الوضوء بہ جاریا کان اوغیر جار خارجہ اما باغتراف او اخذ منہ باناء فلا یقع التقیید ببقاء جریان الماء موقعا ثم ھم اعلی کعبا من ذکر مثلہ[1] اھ

میں کہتا ہُوں یعنی اس میں یا اُس سے جبکہ اس میں نجاست گر جائے کمالایخفٰی، پھر میں نے حلیہ میں دیکھا کہ متن میں انہوں نے اسی کو اختیار کیا ہے وُہ فرماتے ہیں ان کی عبارت کا ظاہر اس مسئلہ میں جیسا کہ ذخیرہ اور واقعات ناطفی میں ہے کہ جب نہر کو اُوپر سے بند کر دیا جائے اور پھر کوئی شخص اس پانی سے وضو کرے جو نہر میں جاری ہے تو جائز ہے۔ اور یہ کہ وضوء نہر میں ہو، تو مصنّف پر لازم تھا کہ "فیہ" کا ذکر کرتے کیونکہ اس سے وضو کا جواز بہت واضح ہے، خواہ وہ جاری ہو یا نہ ہو، وضو کرنیوالا نہر سے باہر چلّو کے ذریعے نہر سے پانی لے کر یا کسی برتن کے ذریعے حاصل کرکے وضو کرے بہرصورت بقائے جریان کی قید درست نہیں پھر اُن کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ اس قسم کی چیزیں وہ ذکر کریں اھ (ت)

اقول ای عتب علی المصنف اذا کانوا ھم المعبرین بالباء دون فی فھذا محل التفسیر لا الاخذ کما فعل الفقیر قال البحر فھذا الیشھد لما فی السراج[2] اھ

میں کہتا ہوں جب وہ خود "باء" سے تعبیر کرتے ہیں تو مصنّف پر کیا اعتراض ہے، تو یہ تفسیر کا محل ہے نہ کہ گرفت کرنے کا، جیسا کہ فقیر نے کیا ہے، بحر نے فرمایا یہ اس چیز کی شہادت دیتا ہے جو سراج میں ہے اھ (ت)

اقول نعم لکن لاینبغی عزوہ للتجنیس فانہ لیس جانحا الیہ بل ھو فی عداد ماردعلیہ کما یظھر من عبارۃ الفتح حیث نقل عن التجنیس فی مسئلۃ القھقھۃ

میں کہتا ہوں، ہاں، لیکن اس کو تجنیس کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں، کیونکہ وہ اس کی طرف مائل نہیں ہیں بلکہ وہ اس پر رد کرتے ہیں، جیسا کہ فتح کی عبارت سے ظاہر ہے کیونکہ انھوں نے تو نٹ

---

[1] حلیہ

[2] بحرالرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۶

هذا ليس بشیئ ثم قال ونظيره فذكر مسألة الميزاب ثم قال وما اشبهه وجعل منه مسألة الحوضين وهذه المسألة ثم قال فی البحر وذكر السراج الهندی عن الامام الزاهد ان من حفر نهرا من حوض صغير واجری الماء فی النهر وتوضأ بذلك الماء فی حال جريانه فاجتمع ذلك الماء فی مكان فحفر رجل اٰخر نهرا من ذلك المكان واجری الماء فيه وتوضأ به حال جريانه فاجتمع فی مكان اٰخر ففعل رجل ثالث كذلك جاز وضوء الكل لان كل واحد انما توضأ بالماء حال جريانه والجاری لايحتمل النجاسة مالم يتغير[1] اھ

کے مسئلہ میں تجنیس سے نقل کیا ہے "یہ کچھ نہیں" پھر فرمایا اور اس کی نظیر اس کے بعد انھوں نے پرنالہ کا مسئلہ ذکر کیا، پھر فرمایا و ما اشبھہ اور اس میں دو حوضوں کے مسئلہ کو شامل کیا اور اس مسئلہ کو بھی، پھر فرمایا بحر میں "اور ذکر کیا سراج ہندی نے امام زاہد سے کہ اگر کسی شخص نے چھوٹے حوض سے ایک نہر نکالی اور نہر میں پانی چھوڑ دیا، اور جب پانی جاری ہوگیا تو اس سے وضو کیا، پھر وہ پانی ایک جگہ جمع ہوگیا تو پھر کسی دوسرے شخص نے اس جگہ سے نہر نکالی اور اس میں پانی چھوڑ دیا اور اس پانی سے وضو کیا اس حال میں کہ پانی جاری تھا پھر وہ پانی کسی دوسری جگہ پر جمع ہوگیا پھر کسی تیسرے شخص نے بھی یہی عمل کیا تو سب کا وضو جائز ہے کیونکہ ہر ایک نے جاری پانی سے وضو کیا ہے اور جاری اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا ہے جب تک اس میں تغیر پیدا نہ ہوا اھ (ت)

اقول ای ان وقعت اوالحکمیۃ ان توضأ فيه بغمس الاعضاء فلا يبتنی علی نجاسۃ المستعمل ثم هذه مثل مسألۃ الحوضين بل هی بعبارۃ ابسط وقد ذكرها صاحب المنية عن المحيط وفی الذخيرة عن القاضی الامام علی السغدی وفی الخانيۃ وغيرها وقال فی الحلیۃ المصنف نقل عن المحيط تقييد الجواز بما اذا كان بين المكانين مسافۃ وان كانت قليلۃ يوافقه ما فی الخانيۃ تاويله اذا كان بين المكانين قليل مسافۃ وفی مسألۃ الحفرتين (ای يخرج من احدهما الماء و

میں کہتا ہوں یعنی اس صورت میں جبکہ نجاست حقیقیہ یا حکمیہ اس میں گر گئی ہو، اگر اس نے اس میں اعضاء ڈبو کر وضوء کیا تو اس کی بناء مستعمل کی نجاست پر نہ ہوگی یہ دو حوضوں کے مسئلہ کی طرح ہے بلکہ مختصر عبارت کے ساتھ یہ بعینہ وہی مسئلہ ہے اس کو صاحب منیہ نے محیط سے نقل کیا ہے اور ذخیرہ میں قاضی علی السغدی سے اور خانیہ وغیرہ میں، اور حلیہ میں کہا کہ مصنف نے محیط سے جواز کی قید کو اس صورت میں نقل کیا ہے جبکہ دونوں جگہوں میں مسافت ہو خواہ کم ہی کیوں نہ ہو، خانیہ میں بھی اسی کی موافق عبارت موجود ہے، اس کی تاویل یہ ہے کہ جبکہ دونوں جگہوں

[1] بحر الرائق الماء الجاری سعید کمپنی کراچی ۱/۸۶

يدخل في الاخرى وهي مسألة الفتح) لوكان بينهما قليل مسافة كان الماء الثاني ذاء المجتمع في الحفرة الاخرى) طاهرا كذا قاله خلف بن ايوب ونصير بن يحيى وهذا لانه اذا كان بين المكانين مسافة فالماء الذي استعمله الاول يرد عليه ماء جار قبل اجتماعه في المكان الثاني فلا يظهر حكم الاستعمال (اي لايثبت) اما اذا لم تكن بينهما مسافة فالماء الذي استعمله الاول قبل ان يرد عليه ماء جار يجتمع في المكان الثاني فيصير مستعملا فلا يطهر بعد ذلك انتهى وهذا كله بناء على نجاسة المستعمل اھ[1]

کے درمیان کم درجہ کی مسافت موجود ہو، اور دو گڑھوں کے مسئلہ میں (یعنی ایک گڑھے سے پانی نکلا اور دوسرے میں داخل ہوا اور یہ فتح کا مسئلہ ہے) اگر دونوں کے درمیان کم مسافت ہے تو دوسرا پانی (یعنی جو دوسرے گڑھے میں اکٹھا ہے) پاک ہوگا، خلف بن ایوب اور نصیر بن یحیٰی نے ایسا ہی کہا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب دونوں جگہوں میں مسافت ہو تو وہ پانی جس کو پہلے نے استعمال کیا ہو اس پر دوسرا جاری پانی وارد ہوگا قبل اس کے کہ وہ دوسری جگہ جمع ہو، تو استعمال کا حکم ظاہر نہ ہوگا (یعنی ثابت نہ ہوگا) اور جب اُن دونوں کے درمیان مسافت نہ ہو تو وہ پانی جس کو پہلے نے استعمال کیا دوسرے جاری پانی کے وارد ہونے سے پہلے وہ دوسری جگہ اکٹھا ہو جائیگا تو مستعمل ہو جائیگا اور اب طاہر نہیں ہو سکتا ہے انتہی، اور یہ تمام اُس صورت میں ہے جب مستعمل پانی کو ناپاک قرار دیا جائے اھ (ت)

اقول حوض يكرى منه نهر فيجرى فيه ماء فيجتمع في مكان اٰخر كيف يتصور هذا من دون مسافة بينهما نعم يمكن في الحفرتين ان تكونا متجاورتين يكون خروج الماء من احدهما دخوله في الاخرى۔

میں کہتا ہوں ایک ایسا حوض جس سے نہر نکالی جائے اور اس میں پانی چھوڑ دیا جائے، پھر وہ پانی دوسری جگہ جمع ہو جائے، یہ عمل دونوں میں مسافت کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ ہاں دونوں گڑھوں میں اس امر کا امکان ہے کہ قریب قریب ہوں، کہ ایک سے پانی نکلتے ہی دوسرے میں داخل ہوتا ہو۔ (ت)

فان قلت المراد مسافة فوق مايغمس فيها المتوضئ اعضاءه ليتحرك

اگر یہ کہا جائے کہ مسافت سے مراد ایسی مسافت ہے کہ جو وضوء کرنے والے کے اعضاء کے ڈوبنے

---

[1] حلیہ

على الارض بعد انفصاله عن اعضائه فيأتى عليه ماء اٰخر قبل دخوله فى المكان الثانى۔

اقول اذ هو جار فلا يتأثر ولا يفتاق الى ان يجريه جار اٰخر فلو اجتمع من فوره فى المكان الثانى لكان طهورا فالوجه ان لا يجعل هذا تقييدا ولا تاويلا بل بيانا لفائدة التصوير بكرى النهر ويوجه بانه لولا ذلك لانقطع جريانه بدخوله فى بطن الثانى كما قدمنا تحقيقه ان الحركة فى البطن سيلان لا جريان فيقع الوضوء فى الراكد فيفسد ثم البناء على مسألة فرق الملاقى كما فعلنا فلا حاجة الى البناء على مهجور لكن صاحب الحلية مال الى التسوية ثم ذكر السراج مسألة الميزاب وعزاها للشيخ الزاهد ابى الحسن الرستغفنى وقال فيها وهو يتوضؤ فيه اھ[1]

سے زائد ہو تاکہ پانی اس کے اعضاء سے جُدا ہونے کے بعد حرکت کرے، اور اس کے دوسری جگہ داخل ہونے سے پہلے دوسرا پانی اس پر آجائے۔ (ت)

میں کہتا ہوں چونکہ وہ جاری ہے اس لیے متاثر نہ ہوگا اور نہ محتاج ہوگا اس بات کا کہ اسکو کوئی دوسرا جاری پانی جاری کرے اب اگر وُہ فوراً ہی دُوسری جگہ جمع ہوجائے تو طہور ہوگا تو وجہ یہ ہے کہ اس کو قید نہ بنایا جائے اور نہ ہی اس کو تاویل قرار دیا جائے بلکہ وہ نہر کھودنے کے فائدے کا بیان ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کا جاری ہونا دوسرے بطن میں داخل ہونے کے سبب منقطع ہوجاتا، جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق کی ہے کہ حرکت بطن میں سیلان کہلاتی ہے نہ کہ جریان، اور اس طرح وضو ٹھہرے ہوئے پانی میں ہوگا اور پانی فاسد ہوجائیگا، پھر ملاقی کے فرق کے مسئلہ پر اس کی بنا ہے جیسا کہ ہم نے کیا ہے، تو کسی مہجور و متروک چیز پر بنا کی حاجت نہیں، لیکن صاحبِ حلیہ کا میلان برابری کی طرف ہے، پھر سراج نے پرنالہ کا مسئلہ بیان کیا اور اس کو شیخ زاہد ابوالحسن الرستغفنی کی طرف منسوب کیا اور اس میں کہا" اور حالانکہ وہ اس میں وضو کررہا ہے اھ (ت)

اقول اى بالغمس وبه يتضح ما اجمل فى الفتح قال لان استعماله حصل حال جريانه والماء الجارى لا يصير مستعملا باستعماله ثم قال السراج ومن

میں کہتا ہوں یعنی وُہ اعضاء کو ڈبو کر وضو کررہا ہے، اور اسی سے وہ چیز واضح ہوتی ہے جس کا انہوں نے فتح میں اجمال کیا ہے۔ فرمایا کہ اس کا استعمال پانی کے جاری رہنے کی صورت میں ہوا ہے اور جاری پانی

---

[1] بحرالرائق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۶

المشایخ من انکر هذا القول وقال الماء الجاری انما لایصیر مستعملا اذا کان له مدد کالعین والنهر قال والصحیح القول الاول بدلیل مسألة واقعات الناطفی فذکر مسألة سد النهر من فوق قال فان هناك لم یبق للماء مدد ومع هذا یجوز التوضؤ به اهـ[1]

کسی کے استعمال سے مستعمل نہیں ہوتا ہے، پھر سراج نے فرمایا "اور بعض مشایخ نے اس قول کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جاری پانی اس وقت مستعمل نہیں ہوتا ہے جبکہ اس کا سوتا ہو جیسے چشمہ یا نہر، فرمایا اور صحیح پہلا قول ہے، اس پر دلیل واقعات الناطفی کی عبارت ہے، پھر انھوں نے نہر کو بند کرنے کا مسئلہ ذکر کیا کہ اس صورت میں پانی کی مدد باقی نہ رہی لیکن اس کے باوجود اس سے وضو جائز ہے۔ (ت)

اقول ولا تنس ما قدمناہ (ہم نے جو پہلے ذکر کیا ہے اُسے نہ بھولیے۔ت) علامہ نے ردالمحتار میں اور مسائل سے اس قول دوم کی تائید کی فقال ویؤیدہ ایضا ما مر من انه لو سال دم رجله مع العصیر لا ینجس خلافا لمحمد[2] (فرمایا اور اس کی تائید یہ عبارت کرتی ہے کہ اگر کسی شخص کا خون پھلوں کے رس کے ساتھ جاری ہُوا تو نجس نہ ہوگا، اس میں محمد کا خلاف ہے اھ ت)

قلت المسألة فی الدر عن الشمنی وغیرہ وفی المنیة عن المحیط وفی الحلیة عن المجتبٰی وعن مختارات النوازل وهی مقیدة بان کان العصیر یسیل ولم یظهر فیه اثر الدم کما نصوا علیه قال وفی الخزانة (فذکر ما قدمنا فی الاصل العاشر من مسألة اختلاط ماء الانائین فی الهواء او اجرائه فی الارض قال ونظمها المصنف فی تحفة الاقران قال وفی الذخیرة فذکر ما مر فی العاشر عن الحسن بن ابی مطیع.

میں کہتا ہوں مسئلہ دُرّ میں شُمنی وغیرہ سے اور منیہ میں محیط اور حلیہ میں مجتبٰی سے اور مختارات النوازل سے ہے، اور یہ اس امر سے مقید ہے کہ عصیر بہ رہا ہو اور اس میں خون کا اثر ظاہر نہ ہو، جیسا کہ علماء نے صراحت کی ہے فرمایا، اور خزانہ میں ہے پھر انھوں نے وہ عبارت نقل کی جو ہم نے اصل عاشر میں ذکر کی یعنی دو برتنوں کا پانی جو ہوا میں آپس میں مل گیا یا زمین پر جاری کیا، فرمایا مصنف نے اس کو تحفۃ الاقران میں ذکر کیا فرمایا اور ذخیرہ میں ہے پھر وہ ذکر کیا جو فصل عاشر میں حسن ابن ابی مطیع سے ہے۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق بحث الماء جاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۸۶
[2] ردالمحتار باب الانجاس مصطفی البابی مصر ۱/۲۳۹

یہاں تک تائیدِ قولِ دوم میں سات مسئلے ہوئے :

۱ - حوضِ صغیر میں سے نہر کھود کر پانی بہا کر اُس میں وضو۔

۲ - پرنالے میں پانی ڈلوا کر اس میں وضو۔

۳ - نہر کہ اوپر سے اُس کا مینڈھا باندھ دیا ہے اُس میں وضو۔

۴ - شیرۂ انگور نچوڑ رہا ہے اور وُہ جاری ہے کچھ خون اس میں ٹپک گیا جس کا اثر ظاہر نہ ہوا نجس نہ ہوگا۔

۵ - پاک ناپاک برتنوں کے پانی ہوا میں ملا کر چھوڑے۔

۶ - یا زمین میں بہائے دونوں پاک ہوگئے۔

۷ - ناپاک زمین پر پانی بہایا یا ہاتھ بھر بہ گیا زمین بھی پاک پانی بھی پاک۔

اقول ان سب سے صاف تر وہ مسئلہ ہے کہ برف پگھلا اور ایسے راستہ پر بہا جس میں گوبر وغیرہ نجاسات ہیں اگر نجاسات کا اثر اس میں ظاہر نہ ہوا اس سے وضو ہوسکتا ہے،

وھو ماقدمناہ فی الاصل العاشر عن المنحۃ عن الھدیۃ عن الخزانۃ وعن البزازیۃ وعن الخلاصۃ عن الفتاوٰی۔

یہ وہ ہے جو ہم پہلے اصل عاشر میں ذکر کر آئے ہیں منحہ سے ہدیہ سے، خزانہ سے، بزازیہ سے، خلاصہ سے اور فتاوٰی سے۔ (ت)

شرح ہدیہ میں فرمایا :

ھذا مبنی علی عدم اشتراط المدد فی الماء الجاری[1] اھ۔

یہ اس بنا پر ہے کہ جاری پانی میں مدد کی شرط نہ ہو۔ (ت)

ثم اقول اولا ھذہ الفروع متنوعۃ علی انحاء منھا ماھو مؤید ولا شك وھی مسألۃ نھر سد من فوق والتی زدت ومنھا مالا تأیید فیہ اصلا وھما المسألتان الاولیات ولا ادری کیف اتفق الفریقان علی جعلھما مما لامدد لہ فانہ انما

پھر میں کہتا ہوں اوّلاً یہ فروع کئی قسم کی ہیں، بعض تو وہ ہیں جن کی تائید موجود ہے اور جس میں شک نہیں، اس میں وہ فرع ہے جس میں ایسی نہر کا ذکر ہے جس کو اوپر سے بند کردیا گیا ہو اور اس کے ساتھ وہ اضافے جو میں نے کئے ہیں اور کچھ وُہ ہیں جن کی تائید بالکل نہیں ملتی ہے اور

---

[1] بحوالہ منحۃ الخالق بحث الماء الجاری ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۵

يتوضوء في النهر بين الحوضين او في الميزاب
ولا شك ان الحوض الاعلى والاداوة يمد
ماءهما الا ترى كيف اتفقوا على الحاق
حوض الحمام بالماء الجاري اذا كان
الماء من الانبوب نازلا والغرف متداركا
وقد جزم به في الفتح ههنا كما رأيت و
نظيره ما قدمنا عن العلامة ش في
الاصل الرابع ان طهارة الدلو اذا افرغ
فيه ماء حتى سال مبني على عدم اشتراط
المدد ومنها ما للنزاع فيه مجال في وان
اومى الى التأييد فمن طرف خفي فان
الماء الممتزج في الهواء او الجاري على
الارض في الخامسة والسادسة يمده
الصب بل وكذلك في السابعة وان كان
لفظ الذخيرة صب عليها الماء فجرى
قدر ذراع لا حتى جرى كي يدل ظاهرا على
عدم انقطاع الصب الى هذه الغاية
فان الفاء وان لم تدل دلالة
حتى غير انها لا تدل ايضا على الانقطاع
والاحتمال يقطع الاستدلال وكذلك
فرع العصير فان له مددا ما دام العصر
قائما فان قلت المسألة مرسلة فيشمل
ما اذا انقطع العصر قلت قالوا فيها و
العصير لبيل فالاستشهاد بها يتوقف
على كون السيلان الباقي بعد انقطاع

یہ پہلے دو مسئلے ہیں، اور میں نہیں سمجھتا کہ دونوں فریق
ان دونوں مسئلوں کو مدد نہ ملنے والے پانی سے بنا دیتے پر کیونکر
متفق ہو گئے ہیں؟ کیونکہ وضو کرنے والا یا تو
نہر میں وضو کرے گا جو دو حوضوں کے درمیان ہے
یا پرنالہ سے کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ اوپر
والا حوض اور برتن دونوں پانی کو مدد پہنچاتے ہیں،
پھر مقامِ غور ہے کہ وہ حمّام کے حوض کو جاری پانی
سے لاحق کرنے پر کیوں راضی ہُوئے جبکہ پانی
نالی کے ذریعہ اوپر سے اُتر رہا ہو اور چُلّو سے
مسلسل پانی لیا جا رہا ہو، اور فتح نے یہاں جزم کیا
جیسا کہ آپ نے دیکھا اور اس کی نظیر وہ ہے جو
ہم نے علامہ "ش" سے چوتھی اصل میں نقل کیا کہ
ڈول کی پاکی جب اس میں پانی بہایا جائے یہاں تک
کہ اس کے اوپر سے بہہ نکلے مدد کے شرط نہ ہونے
پر مبنی ہے اور ان فروع میں سے بعض وہ ہیں جن
میں نزاع کی گنجائش کافی ہے اور اس میں تائید کی طرف
ہلکا سا اشارہ ہے کیونکہ ہوا میں ملا ہوا پانی،
یا زمین پر جاری پانچویں چھٹی صورت میں اس کو
بہانا مدد دیتا ہے بلکہ ساتویں میں بھی ایسا ہی ہے
اگرچہ ذخیرہ کے الفاظ "صب علیہا الماء فجری قدر ذراع"
ہیں نہ کہ حتی جری، اگر حتی کہا ہوتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ
بہانا اس غایت تک منقطع نہیں ہوا، کیونکہ فا "اگرچہ حتی" کے مفہوم
پر دلالت نہیں کرتی تاہم وہ انقطاع پر بھی دلالت نہیں
کرتی اور جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال ختم
ہو جاتا ہے اور اسی طرح عصیر کی فرع کیونکہ اس کو

المدد جریانا وھو اول الکلام فان قلت نعم ھو جریان بالاتفاق الم تسمع ما نقل فی الفتح والتوشیح عن شارط المدد ان الماء الجاری انما لایصیر مستعملا اذا کان لہ مدد زاد السراج اما اذا لم یکن لہ مدد یصیر مستعملا اھ فقد سماہ جاریا قلت جعلہ فی حکم الراکد والمقصود الحکم فلا شك ان المراد بسیلان العصیر وجریان الماء مالایقبل بہ اثر النجاسۃ ویطھر بعضہ بعضا نعم قد یقال فی الخامسۃ والسادسۃ ان الامتزاج فی الھواء او علی الارض انمایکون بعد الصب فقدر مایخرج بالصب یمتزج فیحصل المزج الاخیر بعد تمام الصب فلو لم یبق جاریا بعدہ نجس الممتزج الاخیر کلہ۔

اس وقت تک مدد ملتی رہتی ہے جب تک نچوڑنا برقرار رہتا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ مسئلہ تو مطلق ہے یہ اُس صورت کو بھی شامل ہے جبکہ نچوڑنا ختم ہوجائے، اس کے جواب میں میں کہوں گا کہ اس میں فقہاء نے فرمایا ہے اور عصیر بہہ رہا ہو تو اس سے استدلال اس امر پر موقوف ہے کہ باقی کا بہنا انقطاع مدد کے بعد جاری ہو اور یہی پہلی بات ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہاں یہ تو بالاتفاق جاری ہوتا ہے، کیا تم نے وہ نقل نہیں سُنی جو فتح اور توشیح میں مدد کے شرط کرنے والے سے منقول ہے کہ جاری پانی اس وقت مستعمل نہ ہوگا جبکہ اس کے لیے مدد ہو سراج نے اتنا اور اضافہ کیا کہ اگر اس کے لیے مدد نہ ہوتی تو وہ مستعمل ہوجائیگا اھ تو اس کو انہوں نے جاری ہی کہا، میں کہتا ہوں انھوں نے اس کو ٹھہرے ہُوئے کے حکم میں کیا ہے اور مقصود حکم ہے تو اس میں شک نہیں کہ عصیر کے بہنے اور پانی کے جاری ہونے سے مراد وُہ ہے جو اثر نجاست کو قبول نہ کرے اور جس کا بعض حصہ بعض کو پاک کرے، ہاں پانچویں چھٹی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ ہوا میں ملنا یا زمین پر جاری ہونا بہنے کے بعد ہی ہوگا تو جس قدر بہانا ہوگا وہ مل جائے گا اور آخری ملنا مکمل بہانے کے بعد ہی متحقق ہوگا تو اگر وہ جاری نہ رہا اس کے بعد تو آخری ملنے والا مکمل طور پر نجس ہوجائے گا۔ (ت)

وثانیا الاشھر فی حد الجاری مایذھب بتبنۃ والاظھر مایعد جاریا کما فی الدر وھو الاصح کما فی البدائع و التبیین والبحر والنھر ولاشك انھما صادقان علی نھر سد من فوقہ فانہ یذھب بحزمۃ فضلا عن تبنۃ ولا یسوغ لاحد

اور ثانیاً جاری کی جو مشہور تعریف ہے وہ یہ ہے کہ جاری پانی وہ ہے جو تنکا بہا کر لے جائے اور اظہر یہ ہے کہ جس کو جاری سمجھا جائے جیسا کہ دُر میں ہے اور وہ ہی صحیح ہے جیسا کہ بدائع، تبیین، بحر اور نہر میں ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دونوں تعریفات اُس نہر پر صادق ہیں جو اوپر سے

من اهل العرف ان يقول انه راكد فمن العجب بعد ذكره اختيار اشتراط المدد الا ان يقال ان الوضوء بغمس الاعضاء انما يكون فيما بعد السد منفصلا عنه لا فی الاجزاء الملاصقة له وما انفصل عن السد فله من فوقه مدد فتامل۔

بند کر دی گئی ہو کیونکہ یہ تو پورا ایک گھٹا بہا کر لے جائے گی چہ جائیکہ تنکا اور اہل عرف میں سے کسی کو روا نہیں کہ وہ اس پانی کو ٹھہرا ہوا کہے، تعجب ہے کہ یہ بات ذکر کرنے کے بعد انہوں نے مدد کے شرط ہونے کو اختیار کیا ہے، تاہم یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ اعضاء ڈبو کر وضو اسی پانی سے ہو سکتا ہے جو بندش کے بعد اس سے جدا ہوا، اس پانی میں نہیں ہو سکتا جس کے اجزاء بندش کے ساتھ ملے ہوئے ہوں، اور جو بندش سے جدا ہے اسکو اوپر سے مدد مل رہی ہے تامل۔

وثالثا يظهر لی واللہ تعالی اعلم ان ليس جريان الماء الا حركته بطبعه فی فضاء وبقاؤه جاريا علی محل واحد هو الذی يحتاج الی المدد لان الجاری لا يقف فلو لم يمد لاخلی المحل وبالمدد يتجدد عليه امثاله فيستمر جاريا عليه ما دام المدد غير ان الجريان دافع لاثر النجاسة عن الماء ما استمر جاريا لا رافع له عنه فلو جری الماء المتنجس بنفسه بان كان فی صبب سد مجراه ففتح ففاض لم يطهر ابدا بل لا بد للطهارة من جريانه مع الطاهر فجريان الطاهر لا يحتاج الی المدد كنهر سد من فوقه و كما تری اذا اشتد المطر ووقف لا يزال الماء الواقع علی الارض والسطوح جاريا مدة بعده ولا يصح لاحد ان يقول وقف الواقع فور وقوف المطر وجريان النجس المطهر له يحتاج الی مدد من طاهر فليكن محمل

اور ثالثاً، جو اللہ کے فضل سے مجھ پر منکشف ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پانی کے جاری ہونے سے فضا میں اس کی طبعی حرکت مراد ہے اور اس کا محل واحد پر جاری رہنا مدد کا محتاج ہے کیونکہ جو جاری ہے وہ ٹھہرے گا نہیں، تو اگر اس کو مدد نہ ملے تو وہ جگہ خالی ہو جائے گی اور مدد کی وجہ سے اس پر اس کے امثال کا تجدد ہوگا تو وہ اس پر جاری رہے گا جب تک مدد ملتی رہے گی، البتہ جریان پانی سے نجاست کے اثر کو دفع کرنے والا ہے جب تک کہ وہ جاری ہے اس سے رفع کرنے والا نہیں ہے تو اگر ناپاک پانی از خود جاری ہوا مثلاً کسی ڈھلوان میں تھا جو بند تھا پھر اس کو کھولا گیا تو وہ پانی جاری ہو گیا تو اس طرح وہ کبھی پاک نہ ہوگا بلکہ پاکی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پاک پانی کے ساتھ جاری ہو، تو پاک کا جاری ہونا مدد کا محتاج نہیں جیسے کوئی نہر کہ اوپر سے بند کر دی جائے، اور جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ شدید

القولین وباللہ التوفیق۔ بارش کے بعد چھتوں وغیرہ پر جمع شدہ پانی بہت دیر تک بہتا رہتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ گرنے والا پانی بارش کے ٹھہرنے کے فوراً بعد ٹھہر گیا اور ناپاک پانی کا بہنا جو اس کو پاک کردے، پاک پانی کی مدد کا محتاج ہے تو دونوں قولوں کا یہ محمل ہے و باللہ التوفیق۔ (ت)

ثم اقول ف۱ ھذا اذا کان الماء فی فضاء اما اذا کان فی جوف کحوض او ظرف فلابد مع ذلک من خروجہ عنہ لان الماء کان واقفا فیہ والماء لایقف ما صادف منحدرا فدل وقوفہ علی عدمہ فاذا دخلہ ماء اٰخر فلا یدفعہ الی منحدر بل یعلیہ الی فوق فلا یکون جاریا الی ان یقطع العوائق بامتلاء المحل فیجد متسعا فینحدر فعند ذلک یصیر جاریا فمن اجل ھذا شرط فیہ مع الدخول الخروج ف۲ فاذا کان حوض فی حوض والماء وراء الصغیر او ماؤہ کان واقفا فیہ لانعدام المنحدر فلا یجری مالم یخرج من الاعلی لما علمت اما اذا لم یکن الا فی الصغیر ووراءہ مسیل فدخل الطاھر وملأہ وجعل الماء یخرج منہ ویسیل فقد جری الی ان یصل الی ما یحاذیہ من سطح الکبیر فیقف لانعدام المنحدر فما یدخل الیہ بعدہ لایجریہ بل یعلیہ الی ان یملأ الاعلی ثم یفیض۔

پھر میں کہتا ہوں یہ اُس صورت میں ہے جبکہ پانی فضا میں ہو، لیکن پانی اگر کسی تہ میں ہے جیسے حوض یا برتن تو ضروری ہے کہ وہ اس برتن سے خارج بھی ہو کیونکہ پانی اس میں ٹھہرا ہوا تھا اور پانی اترتی ہوئی چیز سے متصل ہونے کے وقت ٹھہر نہیں سکتا ہے، تو اس کا ٹھہرنا اس کے عدم کی دلیل ہے تو اب جب اس میں دُوسرا پانی داخل ہوا تو اس کو ڈھلوان کی طرف دھکا نہیں دے گا بلکہ اس کو اوپر کی طرف بلند کرے گا تو وہ اس وقت تک جاری نہ ہوگا جب تک کہ وُہ رکاوٹوں کو محل کے پُر کرنے سے دُور نہ کردے، پھر وُہ کشادگی پائیگا اور اُترے گا اُس وقت وُہ جاری ہوگا، اسی وجہ سے اس میں دخول کے ساتھ ہی خروج کی شرط بھی رکھی گئی ہے، تو جب ایک حوض دوسرے حوض میں ہو اور پانی چھوٹے حوض کے پیچھے ہو یا اس کا پانی ٹھہرا ہوا ہو کیونکہ اس میں ڈھلوان موجود نہیں تو جب تک اوپر سے خارج نہ ہو جاری نہ ہوگا جیسا کہ آپ نے جانا اور اگر پانی صرف چھوٹے میں ہو اور اس کے پیچھے پانی کے بہنے کا راستہ ہو اور پاک اس میں داخل ہوگیا ہو اور اس کو بھر دیا ہو یہاں تک کہ پانی اُس میں سے بہہ کر نکل رہا ہو تو اب جاری ہوگا یہاں تک کہ بڑے حوض کی متابل سطح تک جا پہنچے، اب ٹھہر جائیگا کیونکہ ڈھلوان موجود نہیں ہے

تو اب اس کے بعد جو آئے گا وہ اس کو جاری نہ کرے گا بلکہ اس کو بلند کرے گا یہاں تک کہ اُوپر والے کو بھر دے گا پھر بہے گا۔ (ت)

ثم اقول هذا كله فى الجريان الحقيقى اما ما الحقوابه كحوض صغير للحمام اوللوضوء يدخل فيه الماء من الانابيب والميازيب ويخرج بالغرف المتدارك والبئر ينبع فيها[عه] الماء من تحت ويخرج بالاستقاء المتوالى او بفتح منفذ فيها ان امكن كما مر عن الهندية عن الظهيرية وعن المنحة عن الخير الرملى وفى البحر عن البدائع عن الامام الحسن بن زياد عند تكرار النزح ينبع الماء من اسفله ويؤخذ من اعلاه فيكون كالجارى[1] اھ وھو عندى محمل ما فى الحلية عن الامام محمد قال اجتمع رأيى ورأى ابى يوسف على ان ماء البئر فى حكم الماء الجارى لانه ينبع من اسفل ويؤخذ من اعلاه فلا يتنجس بوقوع النجاسة فيه[2] اھ ونقله فى العناية بلفظ قال محمد الخ ثم رأيت الامام ملك العلماء نقله فى البدائع بعين لفظ الحلية وذكر تمامه كحوض الحمام

پھر میں کہتا ہوں یہ سب بحث جریان حقیقی میں ہے، لیکن فقہاء نے اس کے ساتھ جس کو لاحق کیا ہے جیسے چھوٹا حوض نہانے کے لیے یا وضو کے لیے جس میں پانی نلوں یا پرنالوں سے آتا ہے اور مسلسل چُلّو بھرنے سے نکلتا ہے، اور یا وہ کنواں جس میں نیچے پانی کے سوتے ہیں، اور مسلسل بھرنے سے وُہ پانی نکلتا رہتا ہے یا اس میں کوئی سوراخ کھول دیا گیا ہے اگر ممکن ہو، جیسا کہ ہندیہ سے ظہیریہ سے اور منحہ سے خیر رملی سے گزرا، اور بحر میں بدائع سے امام حسن بن زیاد سے منقول ہے کہ پانی بار بار نکالا جائے تو نیچے سے نکلتا ہے اور اوپر سے لے لیا جاتا ہے، تو یہ مثل جاری کے ہوگا اھ اور میرے نزدیک یہ اس چیز کا محل ہے جو حلیہ میں امام محمد سے منقول ہے، انھوں نے فرمایا میری اور ابو یوسف کی یہ رائے ہے کہ کنویں کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے کیونکہ وہ نیچے سے نکلتا ہے اور اوپر سے لے لیا جاتا ہے تو اس میں نجاست کے گرنے سے نجس نہ ہوگا اھ اور عنایہ میں اس کو "قال محمد" کے لفظ سے ذکر کیا الخ پھر بدائع میں اس کو بعینہٖ انہی الفاظ میں ذکر کیا جو حلیہ کے ہیں فرمایا

عہ نشر علی ترتیب اللف ۱۲ (م)

اجمال کی ترتیب پر تفصیل ہے۔ (ت)

---

[1] بحوالہ بدائع الصنائع فصل فی بیان مقدار الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۷

[2] ایضاً ۱/۷۵

اذا کان یصب الماء فیه من جانب و یغترف من جانب اٰخر انه لاینجس بادخال الید النجسة فیه[1] وکذلك فی الفتح الی قوله کحوض الحمام اھ[2] فاکد ذلك ما ذکرته من المحمل۔

جیسے حمام کا حوض کہ اس میں ایک جانب سے پانی ڈالا جائے اور دوسری جانب سے چُلّو کے ذریعہ نکالا جائے تو ناپاک ہاتھ کے ڈالے جانے سے نجس ہوگا اھ اور اسی طرح فتح میں "کحوض الحمام" تک ہے اھ تو اس نے تاکید کردی اُس محل کی جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

اقول وعند ھذا فھو فرع جید مقبول ولا وجه لرده کما یعطیه کلام الحلیة تبعا للبدائع انه کان القیاس فی البئر ان لا تتنجس اصلا کما نقل عن محمد او لا تطھر ابدا کما قاله بشر المریسی الا ان اصحابنا ترکوا القیاسین بالاٰثار ھذا حاصل مافیھما حملا منھما ایاہ علی الاطلاق ولیس الاولی بنا ان نرد ما جاء عن الائمة مع وجود محمل له صحیح فقد تظافرت کلماتھم علی قبول ھذا المعنی فی الحوض الصغیر فلولا یقبل فی البئر ولا تخالفه الا فی ھیاٰۃ ولا مدخل لھا فی الحکم فکل صغیر سواء اوان الماء یدخل فیه من اعلاہ و فیھا من اسفلھا ولا یختلف به الحکم فقد قال فی الفتح لو تنجست بئر فاجری ماؤھا بان حفر لھا منفذ فصار الماء یخرج

میں کہتا ہوں اور اس وقت یہ اچھی فرع ہے مقبول ہے، اور اس کے رد کی کوئی وجہ نہیں جیسا کہ حلیہ میں بدائع کی تبعیت میں ہے کہ کنویں میں قیاس یہ تھا کہ کبھی ناپاک نہ ہو جیسا کہ محمد سے منقول ہے یا یہ کبھی پاک نہ ہو جیسا کہ بشر مریسی سے منقول ہے، مگر ہمارے اصحاب نے دونوں قیاسوں کو آثار کی وجہ سے ترک کردیا، یہ اُن دونوں کتابوں کا حاصل ہے کہ انھوں نے اس کو اطلاق پر محمول کیا ہے، اور جو چیز ائمہ سے منقول ہو اور اس کا مناسب محمل بھی موجود ہو تو اس کو رَد کردینا مناسب نہیں، کیونکہ چھوٹے حوض میں وہ اس حکم کو قبول کرتے ہیں تو پھر اس کو کنویں میں کیوں نہ قبول کیا جائے حالانکہ کنواں چھوٹے حوض سے صرف صورت میں مختلف ہے، یا صورت کا حکم میں کیا دخل ہے؟ ہر چھوٹا برابر ہے، اور یہ کہ حوض میں پانی اوپر سے آتا ہے اور اس میں نیچے سے آتا ہے، تو اس سے حکم مختلف نہ ہوگا، چنانچہ

---

[1] بحوالہ بدائع الصنائع فصل فی بیان مقدار الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷۵/۱
[2] فتح القدیر فصل فی البئر نوریہ رضویہ سکھر ۸۶/۱

منه حتی خرج بعضه طهرت لوجود سبب
الطهارة وھو جریان الماء وصار کالحوض
اذا تنجس فاجری فیه الماء حتی خرج
بعضه اھ[1] واغترف منه فی البحر واقره
وفی الدر لکفی نزح ما وجد وان قل و
جریان بعضه اھ[2] قال ش بان حفرلها
منفذ یخرج منه بعض الماء کما فی الفتح[3]
اھ وقدمنا فی الاصل الثالث عن البحر فی
مسألة جریان الحوض الصغیر بدخول ماء
اٰخر فیه وخروج البعض منه حال دخوله
قال السراج الهندی وکذا البئر[4] اھ ومثله
فی البزازیة وقدمناه عن الخلاصة فلولا
انهم اعتبروا نبع الماء من اسفله لم یکن
له معنی فان الجریان دافع لا رافع
فالنجس لا یطهر به ابدا مالم یجر مع
الطاهر هذا وبالجملة کل ما الحق
بالجاری علی هذا المنوال اعنی اقامة الاخراج
مقام الخروج فقد زید فیه قید اٰخر و
هو توالی الاخراج واستمرار تحرکه به
حتی لو سکن لم یلتحق وذلك لان لازم
الجریان شان تعاقب الاجزاء

فتح میں فرمایا کہ اگر کنواں ناپاک ہوجائے اور اس کا پانی
جاری کیا جائے مثلاً اس میں کوئی سوراخ کردیا جس
سے کنویں کا کچھ پانی نکل گیا تو کنواں پاک ہوگیا، کیونکہ
سببِ طہارت پایا گیا اور وہ پانی کا جاری ہونا ہے
اور یہ حوض کی طرح ہُوا کہ ناپاک ہوجائے اور اس میں
پانی جاری کیا جائے یہاں تک کہ کچھ پانی نکل جائے
اھ اس کو بحر میں ذکر کیا اور برقرار رکھا اور دُر میں ہے
کہ جو پانی اس میں ہے اس کا نکال دینا کافی ہے
خواہ کم ہی ہو اور جاری ہونا بعض کا اھ "ش"
نے کہا کہ مثلاً کنویں میں کوئی سوراخ کردیا جس سے کچھ
پانی نکال دیا جیسا کہ فتح میں ہے اھ اور ہم نے
تیسری اصل میں بحر سے چھوٹے حوض کے جاری ہونے
کے مسئلہ میں بیان کیا کہ اس میں نیا پانی داخل ہو
اور اس کے داخل ہوتے وقت کچھ اس سے خارج
ہو، سراج ہندی نے کہا کہ اسی طرح کنویں کا
حال ہے اھ اور اسی کی مثل بزازیہ میں ہے اور ہم نے
اس کو پہلے خلاصہ سے نقل کردیا ہے تو اگر وہ پانی
کے نیچے سے پھُوٹنے کا اعتبار نہ کرتے تو یہ بے معنی
بات ہوتی کیونکہ جاری ہونا دافع ہے رافع نہیں تو
جب تک وہ نجس طاہر کے ساتھ جاری نہ ہو کبھی بھی
پاک ہونے کا نہیں، اس کو اچھی طرح سمجھئے خلاصہ

[1] فتح القدیر آخر فصل فی البئر نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۹۳
[2] الدرالمختار فصل فی البئر مجتبائی دہلی ۱/ ۹۳
[3] ردالمحتار " مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۶۰
[4] بحرالرائق بحث عشر فی عشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۷۸

یزول منه جزء فیخلفه اٰخر وعدم الاستقرار بدوام التحرك فاذا دخل الماء فی الحوض والبئر من جانب واخرج من اٰخر بالغرف والاستقاء وجد الاول واذا استمر ذلك حصل الثانی فتم الشبه فساغ الالحاق ولذا اعتبروا تدارك الغرفات بان لایسکن وجه الماء بین الغرفتین لا الموالاة الحقیقیة اذ بهذا القدر یحصل دوام التحرك المحصل للشبه ھذا ما عندی واللہ سبحٰنه وتعالیٰ اعلم۔

یہ کہ ہر وہ پانی جس کو جاری کے حکم میں کیا گیا ہے اور اس میں اخراج کو خروج گردانا گیا ہے تو اس میں ایک اور قید کا اضافہ کیا گیا ہے اور وہ تسلسل کے ساتھ اخراج کی قید ہے اور اس کی وجہ سے اس کا مسلسل متحرک رہنا، اور اگر وہ ٹھہر گیا تو جاری کے حکم میں ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جاری ہونے کو دو چیزیں لازم ہیں ایک تو اجزاء کا تعاقب کہ ایک جزء زائل ہو اور دوسرا جزء اس کے پیچھے آئے، اور مسلسل حرکت کی وجہ سے ایک جگہ نہ ٹھہرنا، تو جب حوض اور کنویں میں پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے چلّوؤں اور ڈولوں یا نالیوں کے ذریعہ نکالا جائے تو پہلی چیز حاصل ہوگی اور یہ سلسلہ جاری رہے تو دوسری چیز حاصل ہوگی اور مشابہت مکمل ہوجائیگی اور اس کا لاحق کیا جانا جائز ہوگا اور اس کے لیے چلّوؤں کا پے درپے ہونا معتبر ہوگا، اور پے درپے کا مطلب ہے کہ دو چلّوؤں کے درمیان پانی میں ٹھہراؤ نہ آئے حقیقی موالات مراد نہیں ہیں کیونکہ اس مقدار سے تحرک کا دوام حاصل ہوجاتا ہے جس سے مشابہت پوری ہوتی ہے ھذا ما عندی واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

اس تقریر سے واضح ہوا کہ ندی[1] کا پانی جس کا مینڈھا اوپر سے باندھ دیا ہو اور[2] گلا ہوا برف کہ زمین پر بہ رہا ہو اور[3] مینہ کا پانی کہ بارش تھمنے پر ہنوز رواں ہو اور[4] دو پانیوں کی دھار جو ہوا میں مل کر اتر رہی ہے یا[5] زمین پر ایک ہوکر بہ رہی ہے اور[6] انگور کا شیرہ کہ ابھی رواں ہے اگرچہ ان کی مدد منقطع ہوگئی ہو جب تک کسی ایسی شئے تک نہ پہنچیں جو آگے مرور کو مانع ہو سب جاری ہیں تو لوٹے کی دھار کہ ابھی ہاتھ تک نہ پہنچی بدرجہ اولٰی اور دخول وخروج دونوں کی شرط اس مائع میں ہے جو کسی جوف میں رکا ہوا ہے اور پانی ایک طرف سے آنا اور دوسری طرف سے جلد جلد کھینچا جانا کہ جنبش تھمنے نہ پائے یہ ملحق بہ آب جاری ہیں ہے والحمد للہ علی توالی الائه ﴿ وافضل صلوٰته واکمل تسلیمات علی افضل انبیائه ﴿ وعلی اٰله وصحبه وابنه واحبائه ﴿ والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔

تجدید النظر بوجہ اٰخر، وابانۃ ماھو احلٰی وازھر، واجلٰی واظھر۔

ایک اور طریقہ سے نظرِ ثانی، اور عمدہ، روشن اور اظہر طریقہ پر وضاحت

اللھم لک الحمد، والیک الصمد، امر عبیدک الصواب، وقہ التباب، فی کل باب، یا وھاب، وصل وسلم وبارک علی السید الاواب، الذی تحکی نفحۃ من کرمہ الریح المرسلۃ ورشحۃ من فیضہ ھامر السحاب، وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ خیر حزب واٰل واصحاب، اٰمین۔

اے اللہ تیرے لیے یہ حمد ہے اور تُو بے نیاز ہے، اے وہاب! اپنے بندوں پر ہر معاملہ میں اچھا راستہ کھول اور ہلاکت سے بچا، اور صلٰوۃ وسلام اور برکتیں ہوں رجوع لانے والے آقا پر جس کے کرم کا ایک جھونکا چلتی ہُوئی ہوا کے مشابہ ہے اور جس کے فیض کا ایک چھینٹا بہت برسنے والے بادل کی طرح ہے اور آپ کی آل، اصحاب، اولاد اور گروہ سب پر سلامتی ہو، آمین۔ (ت)

جماہیر مشاہیر کتب معتمدہ متداولہ مستندہ کی تصریحات واضحہ وتلویحات لائحہ کا یہی مفاد کہ جو پانی یا مائع کسی جوف میں ہو تازہ آمد کتنی ہی ہو اُسے جاری نہ کرے گی جب تک بھر کر اُبلے حوض وغیرہ کے بطن میں پانی کا بہنا اُس کے پانی کے لیے جریان نہیں کتب کثیرہ سے فروع متکاثرہ وتصریحاتِ متوافرہ اس معنی پر جوابات سابقہ میں گزریں، جواب سوم کے بعض احکام اور آخر چہارم کی تقریر اور پنجم کے اکثر مباحث اسی پر مبنی تھے اور اصل سوم تو خود یہی تھی اور یہی اصل پنجم کی تمہید اور ششم کا حصّہ اولیں اور نہم کا اول و اخیر پھر تفریعات میں جو کچھ ان پر متفرع ہے لیکن یہاں ایک قول یہ ہے کہ جریان کے لیے خروج شرط نہیں، حوضِ کبیر جس کی تہ میں نجاستیں یا نجس پانی تھا مجرد بھر جانے سے پاک ہو جائیگا غنیہ[1] میں اگرچہ اس قول کو بصیغہ ضعف نقل کیا کہ وقیل لا یصیر نجسا (اور ایک قول یہ ہے کہ نجس نہیں ہوگا۔ ت) اور حلیہ[2] میں اُس کا ضعف اور مستجل کر دیا کہ اس کی کچھ وجہ ظاہر نہیں غنیہ[3] میں اس کے خلاف کی تصریح تصحیح[4] کی امام ابوالقاسم صفار[5] و امام فقیہ ابوجعفر[6] و امام فقیہ ابو اللیث[7] و امام صدر شہید[8] و امام ابوبکر اعمش[9] و امام علی سغدی[10] و امام نصیر بن یحیٰی و امام خلف[11] بن ایوب وغیرہم اجلّہ اکابر قدست اسرارہم ورحمنا اللہ تعالٰی بہم فی الدارین کے ارشادات واختیارات اور ظہیریہ[12] و ملتقی[13] و محیط[14] برہانی ورضوی[15] وغنیہ کی تصحیحات اس کے خلاف پر ہیں ان کتابوں اور ان کے سوا بدائع[16] و فتح القدیر[17] و تبیین[18] و توشیح[19] و بحر[20] و تاتارخانیہ[21] و خانیہ[22] و خلاصہ[23] و ذخیرہ[24] و فتاوٰی[25] اہلِ سمرقند وغیاثیہ[26] و علمگیریہ[27] و خزانۃ[28] المفتین و جواہر[29] اخلاطی و شرح[30] ہدیہ ابن العماد وغیرہا عامہ کتب جلیلہ نے فروع

کثیرہ وافرہ میں اصلاً اس کی طرف التفات بھی نہ کیا یہ امور بتاتے ہیں کہ وہ قول مہجور جمہور و نامقبول و نامنصور ہے ولہٰذا ہم نے بھی باتباع ائمہ اُس کی طرف میل نہ کیا مگر انصافاً وہ ساقط محض نہیں بجائے خود ایک قوت رکھتا ہے متعدد مشایخ اور کثیر یا اکثر فقہائے بخارا و بعض ائمہ بلخ نے اُسے اختیار کیا اور امام یوسف ترجمانی نے اسے بہ یفتی کہا۔ امام کردری نے وجیز میں اسے مقرر رکھا اور یہ آکد الفاظ فتوٰی سے ہے غنیہ کی عبارت کہ ابھی مذکور ہوئی اس کے متصل ہی ہے:

حوض کبیر وفیہ نجاسات فامتلأ قیل ھو نجس وقیل لیس بنجس وبہ اخذ اکثر مشایخ بخاری رحمھم اللہ تعالٰی ذکرہ فی الذخیرۃ[1]۔

حوض کبیر جس کی تہ میں نجاستیں ہوں پھر وہ بھر جائے تو ایک قول کے مطابق نجس ہے اور ایک قول یہ ہے کہ نجس نہیں بخارا کے اکثر مشائخ (اللہ ان پر رحم کرے) نے اسی کو اختیار کیا ہے اس کو ذخیرہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

غنیہ میں قولِ اول کی تعلیل کی،

لتنجس الماء شیأ فشیأ[2]

کیونکہ پانی تھوڑا تھوڑا کرکے نجس ہوتا جاتا ہے۔ (ت)

اور دوم کی:

لکونہ کبیرا فصار کما لوکان ممتلأ فوقعت فیہ النجاسات[3]

کیونکہ بڑا حوض ہے تو اسی حکم میں ہوگا کہ پہلے وہ بھر گیا ہو پھر اس میں نجاستیں واقع ہوئی ہوں۔ (ت)

حلیہ میں ذخیرہ کا نص یوں ذکر کیا:

وفی نظم الزندویسی اذا کان الحوض کبیرا وفیہ نجاسات فدخل الماء فامتلأ قال اھل بلخ و ابوسھل الکبیر البخاری ھو نجس وقال الفقیہ ابوجعفر البلخی و الفقیہ اسمٰعیل وابن الحسن الزاھدی البخاری الکل طاھر وبہ اخذ کثیر من

اور نظم زندویسی میں ہے کہ جب حوض بڑا ہو اور اس میں نجاسات ہوں، پھر پانی داخل ہوکر اس کو بھرئے تو بلخ والوں اور ابوسہیل کبیر بخاری کا قول ہے کہ یہ نجس ہے اور فقیہ ابوجعفر البلخی، فقیہ اسمٰعیل اور ابن الحسن الزاہدی البخاری نے کہا کہ سب پاک ہے اور اس قول کو بخارا کے کثیر فقہائے نے

---

[1] منیۃ المصلی فصل فی الحیاض مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۷۰
[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۱
[3] ایضاً

فقہاء بخاری وھکذا افتی عبد الواحد مرارا وھکذا کان یفتی الفقیہ ابو بکر العیاضی وکان یقول الماء الکثیر فی حکم الماء الجاری انتہی۔[1]

اختیار کیا ہے، اور عبد الواحد نے بھی اس پر کئی بار فتوٰی دیا اور ابو بکر عیاضی بھی اسی طرح فتوٰی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ کثیر پانی جاری پانی کے حکم میں ہے انتہی۔ (ت)

پھر فرمایا:

ونقل الزاھدی عن یوسف الترجمانی انہ قال وبہ یفتی۔[2]

زاہدی نے یوسف الترجمانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اور اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

بزازیہ میں ہے:

تنجس الحوض ثم دخل فیہ ماء کثیر وخرج منہ ایضا قیل طھر الحوض وان قل الخارج وقیل لا حتی یخرج مثل ما فیہ وقیل مثلاہ او ثلثۃ امثالہ وقیل یطھر وان لم یخرج شیئ قال یوسف الترجمانی رحمہ اللہ تعالٰی وبہ یفتی اھ۔[3]

حوض ناپاک ہوگیا پھر اس میں بہت سا پانی داخل ہوگیا اور نکل گیا تو ایک قول ہے کہ حوض پاک ہوگیا خواہ نکلنے والا پانی کم ہی ہو اور ایک قول یہ ہے کہ جب تک اتنا پانی نہ نکلے جتنا کہ حوض میں تھا پاک نہ ہوگا جبکہ ایک قول یہ ہے کہ جب تک حوض کا دوگنا یا تین گنا پانی نہ نکلے پاک نہ ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ پاک ہوجائے گا خواہ کچھ بھی نہ نکلے، یوسف الترجمانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

اقول تفرد بشیئین احدھما قید الکثیر فی الماء الداخل وھم قاطبۃ ارسلوہ وقال ش وان قل الداخل اھ[4] وکانہ واللہ تعالٰی اعلم رعایۃ للقول الاخیر اذ یختص بالحوض الکبیر فدل علی کبرہ بدخول الماء الکثیر والاٰخر زیادۃ

میں کہتا ہوں وہ دو چیزوں میں متفرد ہیں ایک تو داخل ہونے والے پانی میں کثرت کی قید لگانے میں، جبکہ تمام فقہاء نے یہ قید نہیں لگائی ہے اور "ش" نے فرمایا اگرچہ داخل ہونے والا پانی قلیل ہو اھ اور گویہ واللہ تعالٰی اعلم آخری قول کی رعایت ہے کیونکہ یہ بڑے حوض کے ساتھ خاص ہے،

---

[1] حلیہ
[2] حلیہ
[3] بزازیہ علی الہندیۃ نوع فی الحیض نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۸
[4] رد المحتار باب المیاہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۳۸

مثلیه وانّما یذکرون مثلاً وثلاثا فالثانی
لتثلیث الغسل والاول قیاسا علی البئر
فان نزح ما فیها لها تطهیر افاده فی البدائع
اما التثنیة فلا وجه لها هذا ثم قال فی
الحلیة لکن فی الذخیرة قبل هذه
المسألة وفی فتاوی اهل سمرقند
غدیر کبیر لایکون فیه ماء فی الصیف
ویروث فیه الناس والدواب (فذکر
ما قدمنا عن الخانیة وغیرها عشرة
کتب فی الاصل الثامن) قال فعلی قیاس
الجواب فی هذه المسألة یکون الجواب
ایضا فی المسألة التی ذکرها المصنف انکان
الماء الذی یدخل اولا یدخل علی ماء
نجس او مکان نجس فهو نجس وان کان
یدخل علی طاهر ویستقر فیه حتی یصیر
عشرا فی عشر ثم یتصل بالنجس فهو طاهر
قال فهذا قول ثالث فی المسألة
المذکورة تخریجا کما یمکن ان یتأتی
القولان المذکوران فیها نصا فی هذه
المسألة التی ذکرناها نحن عن الذخیرة
ایضا تخریجا اھ [1]

تو کثیر پانی کا داخل ہونا حوض کی بڑائی پر دلالت
کرے گا اور دوسری چیز دگنا ہونے کی زیادتی، اور
دوسرے فقہا ایک گنا اور تین گنا کا ذکر کرتے ہیں،
تو دوسرا دھونے میں تثلیث کے لیے ہے اور پہلا
کنویں پر قیاس کرتے ہوئے ہے، کیونکہ کنویں میں
جو کچھ ہے وہ اگر نکال لیا جائے تو کنواں پاک ہو جائیگا'
بدائع میں یہی ہے، اور دگنا ہونے کی کوئی معقول
وجہ موجود نہیں، ہذا۔ پھر حلیہ میں فرمایا" اور لیکن
ذخیرہ میں اس مسئلہ سے قبل اور اہلِ سمرقند کے
فتاوٰی میں ہے کہ اگر کوئی بڑا تالاب ایسا ہو جو
گرمیوں میں سُوکھ جاتا ہو اور اس میں انسان اور
چوپائے بول و براز کرتے ہوں (تو اس کا حکم وہ بیان
کیا جو ہم نے آٹھویں اصل میں خانیہ وغیرہا
دس کتب سے نقل کیا) فرمایا اس مسئلہ کے جواب
پر قیاس کرتے ہوئے مصنّف نے جو مسئلہ ذکر کیا ہے
اس کا بھی جواب ہوگا، اور وہ یہ کہ اگر داخل ہونے
والا پانی پہلے نجس پانی پر داخل ہوتا ہے یا نجس جگہ
پر تو وہ نجس ہے اور اگر پاک پر داخل ہوتا ہے اور
اس میں ٹھہرتا ہے یہاں تک کہ وہ دَردہ ہو جائے
پھر نجس سے متصل ہو تو وہ پاک ہے فرمایا یہ مسئلہ
مذکورہ میں بطور تخریج تیسرا قول ہے اور دو مذکور قول
اس میں بطور نص ہیں جس کو ہم نے ذخیرہ سے بطور تخریج نقل کیا ہے اھ (ت)

اقول رحم اللہ المحقق لا تثلیث

میں کہتا ہوں اللہ محقق پر رحم کرے نہ تو

---

[1] حلیہ

ف۱
ولاتخریج اما الثالث فظاهر فان المسألة
المذکورة مسألة المتن حوض کبیر وفیه
نجاسات فامتلأ والتی اوردتموها عن
الذخیرة غدیر کبیر لایکون فیه ماء فی
الصیف ویروث فیه الناس والدواب و
ای فرق بینهما الا فی اللفظ فلا قیاس ولا
تخریج بل القولان المذکوران فی المتن
منصوص علیهما فی مسألة الذخیرة والتفصیل
المذکور فیها منصوص علیه فی مسألة المتن
ف۲
واما الاول فلانه لیس لاحد ان یقول الماء
وان کثر فی بطن الحوض قبل وصوله
الی النجس یتنجس حین یصل الیه وکیف
یتنجس وقد فرض کثیرا هذا خلاف الاجماع
فالتفصیل المذکور فی الذخیرة هو
المراد قطعا فی القول الاول وانما طووا ذکره
للعلم به کما قلتم ههنا ان من المعلوم حیث
قلنا فی هذه المسألة او امثالها ان الماء
طاهر فهو مشروط بکونه لا اثر للنجاسة
فیه فترك التقیید به فی ذلك للعلم به و
ایاك والذهول عنه فیذهب بك الوهم
الی تخطئتهم فی ذلك وهم من ذلك براء[1]
ف۳
اھ فهل یسوغ لاحد ان یجعل التقیید
بعدم ظهور الاثر قولا رابعا فی المسألة
وقد اشرنا الیه بعد ذکر الضابط الثالث
فما ثم الا قولان التفصیل المذکور

تثلیث ہے اور نہ تخریج ، دوسرا تو ظاہر ہے کیونکہ مسئلہ
مذکورہ متن کا مسئلہ ہے کہ ایک بڑا حوض ہو جس میں
نجاستیں ہوں اور بھر جائے ، اور جس کو تم نے ذخیرہ
سے نقل کیا ہے یعنی بڑا تالاب جو گرمیوں میں خشک
ہوجاتا ہے اور اس میں انسان اور جانور بول و براز
کرتے ہوں ، ان دونوں میں لفظی فرق کے علاوہ اور
کیا فرق ہے ، تو نہ قیاس ٹھیک ہے اور نہ تخریج
درست ہے بلکہ دونوں قول جو متن میں مذکور ہیں اور
ان کو ذخیرہ میں صراحت سے ذکر کیا ہے اور اس میں
جو تفصیل ہے وہ متن میں منصوص ہے لیکن پہلا تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا جبکہ
پانی حوض میں کثیر ہو نجس تک پہنچنے سے پہلے ، تو وہ نجس
ہوجائیگا جب وہ نجاست تک پہنچے گا ،
اور نجس کیسے ہوگا حالانکہ اس کو کثیر فرض کیا گیا ہے
یہ اجماع کے خلاف ہے تو جو تفصیل ذخیرہ میں ہے
وہی قطعاً مراد ہے پہلے قول میں اور اس کو ذکر
اس لیے نہیں کیا کہ وہ پہلے ہی معلوم ہے ، جیسا
کہ تم نے یہاں کہا ہے کہ یہ بات معلوم ہے جبکہ ہم
نے اس مسئلہ میں اور اس جیسے مسائل میں کہا کہ
پانی پاک ہے ، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ نجاست
کا اثر اس میں ظاہر نہ ہو تو اس قید کو معلوم ہونے
کی بنا پر چھوڑ دیا گیا ہے ، اس سے آپ غافل
نہ ہوں ورنہ آپ ان کو خطا کار قرار دیں گے حالانکہ
وہ بے قصور ہیں اھ تو کیا کوئی اثر کے ظاہر نہ ہونے
کی قید لگانے کو چوتھا قول قرار دے سکتا ہے

[1] حلیہ

فی الکتب العشرۃ واطلاق الطہارۃ و باللہ التوفیق۔

اور ہم نے تیسرے ضابطہ کے بعد اس کی طرف اشارہ کیا ہے، تو وہاں صرف دو ہی قول ہیں مذکورہ تفصیل دسوں کتب میں ہے اور طہارت کا اطلاق ہے۔ (ت)

ثم اقول و بہ استعین (اللہ سے مدد چاہتے ہوئے میں کہتا ہوں) یہاں دو بحثیں ہیں:

بحث اوّل ہم اوپر بیان کر آئے کہ جریان آب نہیں مگر فضا میں اس کا اپنے میل طبعی سے رواں ہونا اور فضائے غیر محدود، غیر مقصود اور محدود و لطیف حوض میں بھی موجود بارش یا سیل وغیرہ کا پانی کہ اوپر سے بہتا ہوا آیا اور لطیف حوض میں داخل ہوا وہ قطعاً اب بھی بہ رہا ہے جب تک کنارۂ مقابل پر جا کر رک نہ جائے۔

اوّلاً جاری کی دونوں تعریفیں اشہر و اظہر اس پر صادق ہیں وہ ایک تنکا کیا ایک گٹھا بہالے جائیگا اور بے شک جب تک اُس کا بہاؤ نہ ٹھہرے بہتا ہی کہا جائیگا اہل عرف میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سیلاب حوض کے کنارے تک پہنچتے ہی تھم گیا اب اس میں روانی نہ رہی جب تک بھر کر اُبال نہ دے پہلے کنارے پر تھم جائے تو حوض کو بھرے کون اور اُبالے کیوں کر۔

ثانیاً نہر جاری میں سیلاب کی دھار آکر گری اب چاہئے کہ وُہ نہر جاری نہ رہے جب تک بھر کر اُبل نہ جائے کہ اعتبار وسطے آب کا ہے اور اب وسطے آب یہ سیلاب ہے جسے جوفِ نہر میں داخل ہوتے ہی ساکن مان لیا گیا۔

ثالثاً مینہ کا پانی کہ چھت پر بہتا پرنالوں سے گرتا صحنِ خانہ میں رواں ہو قطعاً آب جاری ہے اگرچہ ابھی مکان کی نالی سے بھی نہ نکلے مکان کو چھت تک لبریز کرکے دیواروں پر سے اُبال دینا تو قیامت ہے، بدائع میں ہے:

ان کانت الانجاس متفرقۃ علی السطح ولم تکن عند المیزاب ذکر عیسٰی بن ابان (ای تلمیذ محمد رحمہما اللہ تعالٰی) انہ لایصیر نجسا مالم یتغیر و حکمہ حکم الماء الجاری وقال محمد ان کانت النجاسۃ فی جانب من السطح او جانبین لاینجس الماء و یجوز التوضؤ بہ وان کانت فی ثلثۃ جوانب ینجس اعتبارا

اگر نجاستیں چھت پر پراگندہ ہوں اور پرنالہ کے پاس نہ ہوں، تو عیسٰی بن ابان نے ذکر کیا (یعنی محمد کے شاگرد نے) کہ وہ نجس نہ ہوگا جب تک کہ متغیر نہ ہو اور اس کا حکم جاری پانی کی طرح ہے اور محمد نے فرمایا کہ اگر نجاست چھت کی ایک جانب یا دو جانب ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور اس سے وضوء جائز ہے اور اگر نجاست تین کناروں پر ہو تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے پانی

للغالب[1] اھ — ناپاک ہوجائیگا اھ (ت)

ہندیہ میں ہے:

لوکان علی السطح عذرۃ فوقع علیہ المطر فسال المیزاب ان کانت النجاسۃ عند المیزاب وکان الماء کلہ یلاقی العذرۃ او اکثرہ او نصفہ فھو نجس والا فھو طاھر وان کانت العذرۃ علی السطح فی مواضع متفرقۃ ولم تکن علی رأس المیزاب لایکون نجسا وحکمہ حکم الماء الجاری کذا فی السراج الوھاج وفی بعض الفتاوی قال مشایخنا المطر مادام یمطر فلہ حکم الجریان حتی لو اصاب العذرات علی السطح ثم اصاب ثوبا لایتنجس الا ان یتغیر المطر اذا اصاب السقف وفی السقف نجاسۃ فوکف واصاب الماء ثوبا فالصحیح انہ اذا کان المطر لم ینقطع بعد فما سال من السقف طاھر ھکذا فی المحیط وفی الغیاثیۃ اذا لم یکن متغیرا کذا فی التاتارخانیۃ واما اذا انقطع المطر وسال من السقف شیئ فما سال فھو نجس کذا فی المحیط وفی النوازل قال مشایخنا المتأخرون ھو المختار کذا

اگر چھت پر پاخانہ پڑا ہو اور بارش ہوجائے پھر پرنالہ بہے تو اگر نجاست پرنالہ کے پاس ہو اور کل پانی پاخانہ سے لگ کر آرہا ہو یا اکثر یا نصف تو وہ ناپاک ہے ورنہ پاک ہے اور اگر نجاست چھت پر متفرق جگہوں پر ہو اور پرنالہ کے سرپہ نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا اور اس کا حکم جاری پانی کا سا ہے۔ اسی طرح سراج الوہاج میں ہے اور بعض فتاوٰی میں ہے، کہ ہمارے مشایخ نے فرمایا اگر بارش ہو رہی ہو تو جاری پانی کے حکم میں ہے یہاں تک کہ اگر یہ پانی چھت پر پڑے ہوئے پاخانہ سے لگ کر بھی آئے اور پھر کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے، ہاں اگر بارش متغیر ہوجائے جبکہ چھت پر پہنچے اور چھت پر نجاست ہو اور پھر چھت ٹپکنے لگے اور یہ پانی کسی کپڑے پر لگ جائے تو صحیح یہ ہے کہ اگر بارش ابھی منقطع نہیں ہوئی ہے تو جو پانی چھت سے بہا وہ پاک ہے، ھکذا فی المحیط۔ اور غیاثیہ میں ہے کہ جبکہ متغیر نہ ہو اور اسی طرح تاتارخانیہ میں ہے اور اگر بارش بند ہونے کے بعد چھت سے پانی ٹپکے تو جو بہا ہے وہ ناپاک ہے کذا فی المحیط، اور نوازل میں ہے کہ ہمارے متأخر مشایخ نے فرمایا یہی

---

[1] بدائع الصنائع — فصل فی بیان المقدار — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ١/٧١

فی التاتارخانیۃ اھ[1]

مختار ہے کذا فی التاتارخانیہ اھ (ت)

اقول سال من السقف ای وکف کما قدمنا اما السائل من المیزاب فجار قطعا وان وقف المطر کما قدمنا۔

میں کہتا ہوں چھت سے بہنے کا مطلب چھت سے ٹپکنا ہے جیسا کہ گزرا اور جو پرنالے سے بہتا ہے وہ قطعاً جاری ہے خواہ بارش ٹھہری ہوئی ہو۔ (ت)

بالجملہ آنے والے پانی کے بطن حوض میں جاری ہونے سے انکار ظاہر نہیں، ہاں جب حد مقابل پر پہنچے جہاں جاکر رُک جائیگا یا تحریک پہنچی تو آگے نہ بڑھے گا بلکہ اُوپر چڑھے گا یہ حرکت طبعی نہ ہوگی بلکہ قسری خلاف طبع تو اُس وقت بیشک جریان جاتا رہے گا۔

بحث دوم آب نجس کی تطہیر کو آب طاہر سے مل کر اُس کا جاری ہونا درکار ہے یا آب طاہر جاری کا اُس پر آنا کافی اول نص محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے منقول ہے،

فی ردالمحتار عن جامع الرموز عن التمرتاشی عن محمد المائع کالماء والدبس وغیرھما طہارتہ باجرائہ مع جنسہ مختلطا بہ[2]

اور ردالمحتار میں جامع الرموز سے تمرتاشی سے محمد سے ہے کہ بہنے والا جیسے پانی اور شیرہ وغیرہ اس کی طہارت اس کو اسی کی جنس کے ساتھ ملا کر جاری کر دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ (ت)

اقول اور اسی کے مؤید ہے اُسے قول دارو سائر الماء الجاری یطہر بعضہ بعضا (کہ بعض جاری پانی بعض دوسرے پانی کو پاک کر دیتا ہے۔ ت) کے تحت میں لانا،

فانھما اذا جریا مختلطین کان بعض الجاری طاھرا وبعضہ نجسا فیطھر الاول الاٰخر بخلاف ما اذا لم یجر النجس وقد یمکن ان یستأنس للثانی بما قدمنا فی الاصل الرابع عن الحلیۃ عن المحیط الرضوی ان الماء الجاری لما اتصل بہ صار فی الحکم جاریا اھ[3] لکنہ ذکرہ

کیونکہ وہ دونوں جب مل کر بہیں تو بعض جاری پاک اور بعض نجس ہوگا تو پہلا دُوسرے کو پاک کر دے گا بخلاف اس صورت کے جبکہ نجس جاری نہ ہو اور دوسرے کے لیے جو ہم نے چوتھی اصل میں حلیہ سے محیط رضوی سے نقل کیا ہے استدلال ہوسکتا ہے کہ جب جاری پانی اس میں مل گیا تو جاری کے حکم میں ہوگا اھ لیکن اس کا تذکرہ انہوں نے وہاں کیا ہے جہاں

[1] فتاوٰی ہندیۃ — الفصل الاول فیما یجوز — نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۷

[2] ردالمحتار — مطلب یطہر الحوض بمجرد الجریان — مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۳

[3] حلیہ

فی اشتراط الخروج من الجانب الأخر وان قل فالمراد الاتصال فی الجریان و معلوم ان الجاری بعضہ لاکل ما فیہ و یحکم بطہارۃ الکل فلذا قال صار فی الحکم جاریا فافہم۔

دوسری جانب سے نکل جانے کی شرط لگائی ہے خواہ کم ہی ہو تو مراد جاری ہونے میں اتصال ہے اور یہ معلوم ہے کہ جاری بعض ہی ہے کل نہیں ہے، اور حکم کل کی طہارت کا لگایا جائیگا اور اسی لیے فرمایا کہ یہ جاری کے حکم میں ہو گیا۔ (ت)

فقیر کے نزدیک منشاء اختلاف یہی ہے اُن بعض نے جبکہ دیکھا کہ نیا آنے والا پانی بہتا ہوا اس آب نجس سے ملا اس کی طہارت کا حکم دیا پھر اگر نجاست غیر مرئیہ ہے یا مرئیہ تھی اور نکال دی گئی جب تو ظاہر ہے کہ ان کے طور پر سب پانی پاک رہنا چاہیے اگرچہ حوض صغیر ہو کہ جاری میں کثیر کی شرط نہیں اور آب جاری جب نجاست غیر مرئیہ پر وارد ہو اُسے فنا کر دیتا ہے کما حققناہ فی الاصل العاشر (جیسا کہ اسکی تحقیق ہم نے اصل عاشر میں کی ہے۔ ت) تو بعد وقوف اگرچہ محل قلیل میں ٹھہرا نجاست ہی معدوم ہے ہاں نجاست مرئیہ باقیہ میں ضرور کبیر محل درکار کہ وقت وقوف بوجہ کثرت عود نجاست نہ ہو سکے اور جمہور نے یہ نظر فرمائی کہ آب داخل اگرچہ جاری ہو مگر آب نجس کو جاری نہ کیا کہ بطنِ حوض میں رُکا ہوا تھا اور اُس کا رُکنا ہی دلیل واضح تھا کہ اُسے آگے بڑھنے کو جگہ نہیں تو آب داخل اُسے آگے نہ بڑھائے گا بلکہ اوپر چڑھا ئیگا تو اُس کا اجرا نہ ہوگا جو اُس کی طہارت کو درکار ہے مگر یہ کہ حوض بھر جائے اُس وقت تک تو سب ناپاک ہے اب جو اُبلے گا پاک ہو جائے گا کہ اب آگے بڑھنے اور منحدر میں اُترنے کو جگہ وسیع ہے اگر کہیے مانا کہ بطن حوض میں آب نجس کا اجرا نہ ہوگا مگر غسل یعنی دھونا تو ہو جائیگا کہ آب جاری بہتا ہوا آکر اُس کے تمام اجزا پر چھا گیا۔

اقول اولاً پانی کو دھونا شرع سے معہود نہیں مگر وہی طاہر سے ملا کر اُس کا اجرا۔

ثانیاً غسل ہوگا تو فقط سطح بالائے آب نجس کا اور وہ کوئی جامد شئی نہیں کہ ضرورۃً غسل سطح قائم مقام غسل کل ہو،

وھذہ فائدۃ استنبطہا الفقیر مما فی فتح القدیر فی بیان مذھب الصاحبین انکانت الانفحۃ جامدۃ تطہر بالغسل[1] اھ ای اذا اخذت من بطن جدی میت

یہ فائدہ خود فقیر نے جہاں صاحبین کا مذہب فتح القدیر میں بیان ہوا ہے میں نے مستنبط کیا ہے، اگر وہ خشک ہو تو دھونے سے پاک ہو جائیگا اھ یعنی مُردہ بکری کے بچّے کے پیٹ سے نکالے گئے ہوں کیونکہ

---

[1] فتح القدیر الماء الذی یجوز بہ الوضوء سکھر ۱/۸۳

لتنجسهما عندهما بوعائها المتنجس بالموت واستظهرہ فی مواھب الرحمٰن وذکر طہارتہا جامدۃ بالغسل کالفتح وعند الامام طاھرۃ لانہ لا اثر للتنجس شرعا مادامت فی الباطن النجاسۃ فضلا عن غیرھا فتح وھو الراجح درو الانفحۃ اللبن فی بطن الجدی الراضع۔

صاحبین کے نزدیک وہ ظرف کے ناپاک ہونے کی وجہ سے نجس ہوجائیں گے کیونکہ اس کا ظرف موت کی وجہ سے ناپاک ہوگیا، اور مواھب الرحمٰن میں اس پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خشک پنیر (یعنی دودھ جم جائے) تو دھونے سے پاک ہوجائیں گے، جیسا کہ فتح میں ہے، اور امام صاحب کے نزدیک پاک ہیں کیونکہ جب باطن میں کوئی نجاست ہو تو شرعاً وہ نجاست نہیں چہ جائیکہ اور کوئی چیز فتح، اور یہی راجح ہے در۔ اور انفحہ اس دُودھ کو کہتے ہیں جو بکری کے شیرخوار بچے کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ (ت)

ثالثاً علی التسلیم (غسل (دھونا) اگر تسلیم کربھی لیا جائے تو۔ ت) غسل کے لیے تثلیث درکار ہوتی یا ذہاب نجاست پر غلبۂ ظن۔ بہرحال ماءِ غاسل کا مغسول پر سے زوال ضرور کہ جب تک جُدا نہ ہوا مغسول سے زوال نجاست نہ ہوا تو حکمِ طہارت نہ ہوا۔ یُوں بھی خروج لازم ہوگیا ظاہراً ان وجوہ سے جمہور نے حکمِ نجاست دیا۔

اقول مگر جس طرح قول دوم پر بحث دوم وارد ہوئی یونہی قول اوّل پر بحث اول وارد ہوگی۔ ان اکابر نے بطن حوض میں سیلانِ آب کو جریان ہی نہ ٹھہرایا شرط خروج کی تصریحات وتصحیحات کہ جوابِ دوم میں غنیہ[1] وظہیریہ[2] اور جواب پنجم اصل دوم میں ملک العلماء[3] وفقیہ ہندوانی[4] وفقیہ سمرقندی[5] اور اصل سوم میں تبیین[6] وفتح[7] وبحر[8] ومحیط[9] وتوشیح[10] وامام حسام[11] شہید وتاتارخانیہ[12] وظہیریہ[13] وہندیہ[14] اور اصل چہارم میں ملتقی[15] ومحیط رضوی[16] وحلیہ[17] وخلاصہ[18] ورد المحتار[19] ودو عبارت ظہیریہ[20][21] وامام ابوبکر اعمش[22] وغیرہ[23] اور اصل ششم میں شرح ہدیہ[24] ومنحہ[25] سے گزریں ان کی تو یہ توجیہ واضح ہے کہ جو نجس پانی حوض میں تھا اس کے جریان وتطہیر کے لیے خروج ضرور ہے تازہ پانی کہ اُوپر سے آیا ان سے اس کے جریان کی نفی نہیں ہوتی مگر ان نصوص کثیرہ کا کیا جواب جو صراحۃً اس آبِ داخل ہی کے جریان کا ابطال کرتے ہیں اگرچہ بطنِ حوض میں کتنی ہی دُور حرکت کرتا جائے مثلاً:

اولاً وہ تصریحیں کہ پانی اگر بطنِ حوض میں دہ در دہ ہونے سے پہلے نجاست سے ملے گا جتنا آتا جائیگا ناپاک ہوتا جائے گا جیسا کہ جواب چہارم میں امام صفار[1] سے گزرا امام ملک العلماء[2] نے اُسے مقرر رکھا اصل ہشتم فتاوٰی[3] امام قاضی خان وجواہر[4] اخلاطی سے اور ایسا ہی خزانۃ[5] المفتین وفتاوٰی[6] ذخیرہ میں ہے حلیہ میں اس پر تقریر ہے غنیہ[7] میں اس کے معنے ہیں اگر جاری مانا جاتا وہ دہ در دہ ہونا کیا شرط ہوتا کہ جاری کتنا ہی قلیل ہو ناپاک

نہیں ہوسکتا جب تک نجاست سے اس کا کوئی وصف نہ بدلے لوٹے کی دھار کا مسئلہ اصل ۹ میں گزرا۔

ثانیاً یہ تعلیل وشرط نہ بھی ہوتی تو اس مسئلہ دوارہ کا نفس حکم کہ کتب معتمدۂ جماہیر مشاہیر میں دائر وسائر ہے خود اُسے جاری نہ ماننے پر برہان ظاہر ہے جواب چہارم میں منیہ[9] و بدائع[10] وصغار[11] وحلیہ[12] اور پنجم میں حلیہ[13] و غنیہ[14] اور اس کی اصل ہشتم میں خانیہ[15] وخزانۃ المفتین[16] و محیط[17] وحلیہ[18] وخلاصہ[19] و فتح[20] و فتاوٰی سمرقند[21] و مجتبٰی[22] و ہندیہ[23] وغیاثیہ[24] وذخیرہ[25] و فرع آخر قاضی خان[26] وجواہر الاخلاطی[27] سے تصریحیں اور تصحیحیں گزریں کہ حوض کتنا ہی کبیر ہو جب اس میں قلیل پانی ناپاک تھا پھر پانی آیا اور لبالب بھر گیا ناپاک ہی رہا۔ بھلا جب تک حد قلت میں تھا یہ کہہ سکتے تھے کہ آنے والا پانی اگرچہ اپنے داخل ہونے سے دوسری جانب پہنچنے تک جاری رہا مگر وہاں جاکر تو رُک گیا اور ہے قلیل اور نجاست یا آب نجس سے متصل تو اب ناپاک ہوجائے گا اسی طرح جو پانی آتا جائے گا حدِ قلت تک یہی حکم پائیگا وھم انما قالوا کل ما دخل صار نجسا لا کما دخل تنجس مگر حوض تو کبیر ہے جب حدِ قلت سے آگے بڑھے گا کیا کہا جائے گا۔ آیا بہتا ہُوا اور ٹھہرا کثیر ہو کر تو کسی وقت قابلِ قبول نجاست نہ ہُوا پھر یہ حکم کیوں ہے کہ لبالب بھرنے پر بھی سب ناپاک۔ بلکہ لازم تھا کہ یا تو حصۂ بالا کو جہاں سے حدِ کثرت ہے (اور ممکن ہے کہ حوض کبیر کا معظم حصہ وہی ہو) پاک کہیں اور حدِ قلت سے نیچے تک ناپاک یا نظر بآں کہ حصہ زیریں ممتاز صورت نہ رکھنے کے باعث بالا کا تابع ہے سب پاک۔

اقول اور ظاہراً یہی اقیس ہوتا آخر نہ دیکھا کہ حوض کتنا ہی عمیق[ف۱] ہو بلکہ گہرے سے گہرا کنواں اگر لبالب بھر کر اُبل جائے اوپر سے نیچے تک سب پاک ہوگیا کہ آب جاری ہوگیا حالانکہ یقیناً حرکت جریانی صرف اوپر کے قلیل حصہ کو پہنچے گی آنے والا پانی جہاں تک کے پانی کو دبا کر ساتھ بہا کر اُبلے اُبالے گا اُتنے ہی پر جریان واقع ہوگا نیچے[ف۲] گزوں تک کے پانی کو خبر بھی نہ ہوگی اور ٹھہرا سب پاک۔ اُسی لیے کہ صورت واحدہ وشئ واحد ہے، یُوں ہی آب کثیر کہ صورتِ واحدہ رکھتا اور اوپر قلیل حصہ کثیر اور نیچے سب قلیل ہے اور نجاست راسبہ پڑی کہ تہ تک پہنچی سب پاک رہے گا رُوئے آب کی کثرت وطہارت تہ تک عمل کرے گی کذا ھذا۔

فان قلت فی الجواب عنہما ان العبرۃ فی الکثرۃ والقلۃ لاوان الوقوع وھذا کان قلیلا عندہ والمستشھد بہ کثیرا فافترقا اما الجریان فمعتبر بنفسہ لالحاظ فیہ لکثرۃ اوقلۃ وقت الوقوع فاذا اجری وجہہ وھو شیئ واحد

اگر تم ان دونوں کی طرف سے جواب میں یہ کہو کہ کثرت وقلت میں اعتبار گرنے کے وقت کا ہے اور یہ گرتے وقت قلیل تھا اور جس سے استدلال کیا جارہا ہے وہ کثیر ہے تو دونوں میں فرق ہوگیا، اور جاری ہونا تو وہ بنفسہٖ معتبر ہے اس میں کثرت وقلت کا کوئی اعتبار نہیں، وقوع کے وقت میں، تو جب وُہ جاری

فقد جری کلہ فلا یقاس علیہ طھارۃ الاعلٰی لاستقرارہ علی الکثرۃ فانہا غیر الجریانؔ

اقول اولا اذا حکمنا بطھارۃ الکل لاجل الجریان انقطع حکم وقت الوقوع فاذا وقف فکانما الاٰن وقع وھو حینئذ کثیر اذ العبرۃ للوجہ وما تحتہ تبعہ فما وقع الا فی الکثیر والفصل الاٰن بین الاعلٰی والاسفل بالکثرۃ والقلۃ خروج عن حکم الوحدۃ وعلی ھذا یلزم تنجس الاسفل المستشھد بہ ایضا لان النجس الراسب لم یصل الیہ الا حین قلتہ ھف۔

وثانیا لئن سلم فھذا مضر سیعود نافعا فان الماء الداخل حیث کان جاریا حتی الوصول الی المنتھی والصورۃ واحدۃ فقد جری الکل فانتفت النجاسۃ راسا ان کانت غیر مرئیۃ وکذا لو مرئیۃ وقد اخرجت فلا معنی لعودھا حین استقرارہ ولو علی القلۃ وانتقلت الی الاعلی الکثیر لو باقیۃ طافیۃ فلم یتنجس اذا استقر کثیرا وقد طھر ما تحتہ بالجریان فلا یبقی الا ما اذا کانت مرئیۃ باقیۃ راسبۃ وکلامھم مطلق حاو للصور قاطبۃ۔

ہوا اسکی سطح سے حالانکہ وہ شیئ واحد ہے تو گویا کل جاری ہوا، تو اس پر اوپر والے کی طہارت کو قیاس کرنا درست نہ ہوگا کہ وہ کثرت پر مستقر ہے کیونکہ یہ جریان نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں اولاً جب ہم نے کل کی طہارت کا حکم لگایا جاری ہونے کی وجہ تو گرنے کے وقت کا حکم منقطع ہوگیا، تو جب ٹھہرا تو گویا وہ ابھی گرا ہے اور اس وقت وہ کثیر ہے کیونکہ اعتبار سطح کا ہے، اور جو اس کے نیچے ہے وہ اُس کے تابع ہے تو کثیر ہی میں واقع ہوا اور اعلٰی اور اسفل میں اب کثرت وقلت کے اعتبار سے فرق کرنا وحدتِ حکم سے خروج ہوگا اور اس بنا پر نیچے والے کا نجس ہونا لازم آئیگا جس سے استشہاد بھی کیا گیا ہے کیونکہ نجاست راسبہ اس تک نہیں پہنچی ہے مگر قلت کے وقت یہ خلاف مفروض ہے۔

اور ثانیاً اگر تسلیم کرلیا جائے تو یہ ہمارے لیے مضر ہے اور عنقریب نافع ہوجائے گا، کیونکہ داخل ہونے والا پانی جاری تھا یہاں تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچا اور صورتِ واحد ہے تو کل جاری ہوگیا اور نجاست اگر غیر مرئیہ ہو اور اس طرح اگر مرئیہ نکال دی گئی ہو تو سرے سے ختم ہوجائیگی تو اس کے لوٹنے کے کوئی معنی نہیں جب کہ پانی ٹھہرا ہوا ہو اگرچہ کم ہی ہو اور وہ نجاست اوپر والے کثیر پانی کی طرف منتقل ہوگئی، اگرچہ وہ اوپر تیر رہی ہو، تو جب کثیر پانی ٹھہرا ہو تو وہ ناپاک نہ ہوگا اور اس کا نچلا حصہ پانی کے جاری ہونے کی وجہ سے پاک ہوگیا تو باقی نہ رہے گا مگر جو مرئی ہو اور تہ میں باقی ہو اور ان کا کلام مطلق ہے اور تمام صورتوں کو شامل ہے۔ (ت)

ثالثا جواب چہارم میں عبارت فتح القدیر[28] دربارۂ حوضِ صغیر کہ بھر کر بھی ناپاک رہے گا اُسی عدم تسلیم جریان پر دال ورنہ نجاست غیر مرئیہ یا مرئیہ کہ نکال دی ضرور زائل ہوجاتی۔

رابعا تنبیہ جلیل میں منیہ[29] و محیط[30] و حلیہ[31] و خانیہ[32] و ہندیہ[33] و ذخیرہ[34] کی عبارات ائمہ اجلہ علی سغدی[35] و نصیر[36] بن یحیٰی وخلف[37] بن ایوب رحمہم اللہ تعالٰی کے ارشادات کہ ایک حوض سے دوسرے میں انتقال آب کے جریان ہونے کو اُن میں کچھ مسافت ہونا ضرور ورنہ اس میں سے نکل کر اُس کے جوف میں جاتے ہوئے اُس میں وضو کیا جائے تو وضو نہ ہوگا اگر بطن میں حرکت کو جریان مانتے توجس وقت پانی اول سے دوم میں گر رہا اور یہاں سے منتہی تک بہہ رہا ہے اُس میں وضو ضرور آبِ جاری میں وضو ہوتا بیچ میں فاصلۂ مسافت کی ضرورت نہ ہوتی کما اشرنا الیہ ثمہ ان ۳۷ عبارتوں سے روشن کہ جمہور اس سیلان کو خود اُس آب داخل ہی کا جریان نہیں مانتے اور یہ اُنھیں وجوہ سے کہ بحث اول میں گزریں اشکال سے خالی نہیں۔

اگر کہیے آبِ راکد کے کثیر و ناقابل نجاست ہونے کے لیے صرف مساحت سطح آب یا طول وعرض دہ در دہ کافی نہیں بلکہ اتنا عمق بھی درکار ہے کہ اس میں سے پانی ہاتھ سے لیں تو زمین کُھل نہ جائے یہی صحیح ہے ہدایہ وغیرہا کتب کثیرہ اسی پر فتوٰی ہے ظہیریہ خلاصہ درایہ جوہرہ وغیرہا ولہذا فتاوی امام اجل قاضی خان پھر ہندیہ وغنیہ میں فرمایا: (واللفظ لہا یعنی الفاظ غنیہ کے ہیں:)

ان علا الماء من ثقب الجمد وانبسط علی وجہ الجمد وکان عشرا فی عشر فان کان بحیث لو غرف منہ لا ینحسر ما تحتہ من الجمد لم[عه] یفسد بوقوع المفسد وان کان ینحسر اوکان دون عشر فی عشر یفسد[له] بہ۔

جب پانی برف کے سوراخ سے اوپر چڑھے اور پھیل جائے برف کی سطح پر اور پانی دہ در دہ ہو اس طور پر کہ اگر کسی نے چُلّو بھر کر اس سے پانی لیا اور اس کے نیچے برف نہ کھلی تو مفسد کے گرنے سے فاسد نہ ہوگا اور اگر نیچے والی برف کھل گئی یا وہ پانی دہ در دہ نہ تھا تو وہ پانی فاسد ہوجائے گا۔ (ت)

عه ولفظ الاولین جاز فیہ الوضوء والافلا اھ فلیتنبہ فستأتیک فائدتہ فی الرسالۃ الاٰتیۃ ان شاء اللہ تعالٰی ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م).

پہلی دو کتابوں کے الفاظ یہ ہیں کہ اس میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں اھ خبردار اس کا فائدہ آئندہ رسالہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالٰی ۱۲ منہ غفرلہ۔ (ت)

له غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث عشر فی عشر سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۰

تحفۃ الفقہا و بدائع میں امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی اور تبیین الحقائق میں دربارۂ آب جاری امام ابو یوسف سے اور عبدالحلیم علی الدرر و جامع الرموز میں تصریح کی کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لینا مراد ہے یعنی لپ بھر کر لینے میں نہ کھلے اور قہستانی سے مفہوم کہ اُس کا اندازہ پانچ انگل دَل ہے۔

حیث قال (انکان) وجہ الماء (عشرا فی عشر ولا ینحسر ارضہ بالغرفۃ) ای برفع الماء بالکفین وھذا قول بعض المشایخ فی تقدیر العمق وعلیہ الفتوی کما فی الخلاصۃ وھو علی ما اختارہ من المقادیر والعمق الذی ھو خمس اصابع تقریباً الخ[1]

قہستانی نے کہا کہ اگر پانی کا بالائی حصہ ایسا دہ در دہ ہو کہ چُلّو بھرنے سے پانی کی زمین نہ کھلے یعنی دونوں ہاتھوں سے پانی اٹھانے سے۔ اور عمق کی مقدار میں یہ بعض مشائخ کا قول ہے اور اسی پر فتوٰی ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے، اور یہ وہ ہے جس کو مقداروں میں سے اختیار کیا ہے، اور عمق تقریباً پانچ انگل ہے الخ (ت)

اقول وھو تقریب قریب مشھود لہ بالتجربۃ (یہ اچھی تقریب ہے تجربہ اس پر گواہ ہے۔ ت) تو آب کثیر ہونے کو یہ چاہیے کہ سو ہاتھ مساحت میں تقریباً پانچ انگل دَل کا پانی پھیلا ہوا ہو کہیں اس سے کم دَل نہ ہو تالاب یا حوض کہ بارش کے بہاؤ یا چرخ وغیرہ سے بھرتے ہیں ان کی دھار کبھی اتنی نہیں ہوتی کہ تالاب یا حوض میں گر کر تمام سطح مطلوب پر اُس کنارے تک معاً پانچ اُنگل پانی چڑھا دے پانی بالطبع طالب مرکز ہے اُس کے اجزاء زیروبالا اُسی وقت تک رہ سکتے ہیں کہ اوپر کے اجزاء ڈھلکنے کی جگہ نہ پائیں جب محل پائیں گے فوراً اتر کر پھیل جائیں گے پرنالے سے جتنے دَل کی دھار اُتر رہی ہے زمین پر آکر ہرگز اُتنے دل پر نہ رہے گی معاً پھیلے گی یہی سبب ہے کہ مثلاً حوض میں ایک پورے کنارے سے پانی جس حجم کا اتار یے باآنکہ مدد برابر جاری اور حوض کے سارے عرض میں معاً ساری ہے تو چاہیے تھا کہ یہی حجم آخر تک محفوظ رہتا اور دوسرے کنارے پر معاً اُتنے دَل کا پانی ہو جاتا مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ اُس کنارے پر بتدریج بڑھتا ہے اور اوپر گزر کر دوسرے کنارے پر پہنچ کر یہ جریان ٹھہر جاتا ہے تو مساحت کی کثرت کیا نفع دے گی جبکہ معاً پانچ انگل دَل نہ ہو بتدریج ہوا تو ہر وقت آب قلیل ہے اتنا ناپاک ہو گیا اور آیا وہ بھی یونہی کم تھا یونہی ناپاک ہوا یہاں تک کہ حوض کبیر بھر گیا اور ناپاک ہی رہا۔ ہاں عظیم سیلابوں میں اتنے اور اس سے زیادہ حجم کا پانی اُس کنارے پر معاً چڑھتا ہے مگر وہ دم کے دم میں

---

[1] جامع الرموز بحث عشر فی عشر مطبعہ کریمیہ قزان، ایران ۱/۴۸

تالاب کو بھر کر اُبال دیں گے تو اس صورتِ نزاع میں رہے گا ہی نہیں اور بالفرض اگر کبھی ایسی صورت ہو کر اُتنے عظیم بہاؤ کا پانی آئے اور کنارے ہی پر رک رہے تو یہ بغایت نادر ہے اور احکامِ فقہیہ میں نادر کا لحاظ نہیں ہوتا۔ یہ ہے اُس حکم دائر سائر کا منشا اور یہ ہے اُس تعلیل کا مفاد کہ کل ما دخل صار نجسا یہ ہے وہ غایت عذر کہ تالاب میں باہر سے آنے والے پانی کو جاری مان کر بھی بحال نجاست مرئیہ باقیہ تمام تالاب کو ناپاک ٹھہرائے کتنا ہی کبیر ہو اگرچہ مسئلہ حوضین و مسئلہ نجاست غیر مرئیہ یا مرئیہ مُخرجہ کا اب بھی جواب نہ ہوا۔

اقول مگر اس تقریر پر وہ صورت وارد ہے کہ اگر پانی تالاب میں داخل ہو کر پہلے وہ دردہ ہو لیا پھر نجاست سے ملا تو ناپاک نہ ہوگا کہ وہ دردہ سہی پانچ اُنگل دَل بھی تو درکار۔

اگر کہیے ملنے سے پہلے اُس پُوری مساحت میں اُتنا دَل پیدا ہونا بعید نہیں کہ پھیلنا تو بہنے میں ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ ملنے سے پہلے کہیں ٹھہر کر دَل پیدا کرلے پھر ملے۔ یہی سر ہے کہ صورتِ مذکورہ خانیہ میں ان لفظوں سے ارشاد ہوئی:

واجتمع الماء فی مکان طاھر وھو عشر فی عشر[1]	اور پانی پاک جگہ اکٹھا ہوگیا اور وہ دہ دردہ ہے۔ (ت)

خلاصہ میں:

انکان الماء الذی یدخل فی الغدیر یستقر فی مکان طاھر حتی صار عشرا فی عشر[2]	اگر وُہ پانی جو تالاب میں داخل ہو رہا ہے پاک جگہ ٹھہر گیا یہاں تک کہ دہ دردہ ہوگیا۔ (ت)

فتح القدیر و بحر الرائق میں:

انکان دخل فی مکان طاھر واستقر فیہ حتی صار عشرا فی عشر[3]	اور اگر پاک جگہ پانی داخل ہو کر ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ دردہ ہوگیا۔ (ت)

ذخیرہ و حلیہ میں:

انکان الماء الذی یدخل الغدیر اولا	اگر وُہ پانی جو تالاب میں داخل ہوتا ہے داخل ہوتے ہی پاک

---

[1] فتاوٰی قاضی خان — فصل الماء الراکد — نولکشور لکھنؤ ۱/۴

[2] خلاصۃ الفتاوٰی — فصل فی الحیاض — " ۱/۵

[3] فتح القدیر — الغدیر العظیم — نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱

یستقر فی مکان طاھر حتی یصیر عشرا فی عشر[1] | جگہ نہیں ٹھہرتا ہے یہاں تک کہ دہ در دہ ہوجائے۔ (ت)

ورنہ صرف دہ در دہ ہونے کے لیے کسی مکان میں ٹھہر کر جمع ہو لینا کیوں درکار ہوتا۔

اقول اس وقت کا ڈول کیا فائدہ دے گا جبکہ اُسے آگے بڑھ کر نجاستوں سے ملنا ہے بڑھے گا پھر اُسی بہنے پھیلنے سے جو اُس میں وہ حجم نہ رہنے دیں گے۔

اگر کہیے انصال نجاست یوں بھی ممکن کہ آبِ نجس بڑھ کر اُس سے ملے۔

اقول یہ تصویر مفروض کے خلاف ہے اور خانیہ میں الفاظ مذکورہ کے بعد تصریح ہے: ثم تعدی الی موضع النجاسۃ[2] (پھر نجاست کی جگہ تک تجاوز کر جائے۔ ت) بقیہ کتب مذکورہ میں ہے: ثم انتھی الی النجاسۃ[3][4] (پھر نجاست تک پہنچ جائے۔ ت) بالجملہ کلمات جمہور پر کسی طرح اُس آنے والے پانی کا بھی بطن حوض میں جریان درست نہیں آتا۔

وانا اقول وباللہ التوفیق تحقیق یہی ہے کہ وہ جاری نہیں ورنہ اگر مثلاً نصف لوٹے میں ناپاک پانی ہو جس میں نجاست غیر مرئیہ تھی یا مرئیہ ہو یا اور نکال دی اُس کے بعد لوٹا بھر دیا اور کناروں سے کچھ نکلا بلکہ بھرا بھی نہیں کچھ پانی ڈال دیا جو اُس کے ایک کنارے سے دوسرے تک بہ گیا تو چاہیے کہ سب پانی اور لوٹا پاک ہوجائے کہ جریان ہوگیا اور وہ نجاست غیر مرئیہ کو فنا کر دیتا ہے اور اُس میں کوئی مساحت شرط نہیں اور بعد فنائے نجاست قلت پر استقرار کیا مضر حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں یہ مشایخ کہ خروج اصلاً شرط نہیں کرتے اُن کا کلام بھی حوض کبیر میں ہے ولہذا تتمہ و ذخیرہ و نظم زندویسی میں فرمایا اذا کان الحوض کبیرا[ع]

ع: تنبیہ اس مسئلہ کی تحقیق جلیل رسالہ ھبۃ الحبیر میں آتی ہے وہاں سے بتوفیق الٰہی یہ توفیق ظاہر ہوگی کہ پانی کے فی نفسہ کثیر ہونے کے لیے عمق درکار نہیں صرف اتنا ہو کہ زمین کہیں کھل نہ ہو اور یہ جو اتنا عمق شرط کیا گیا کہ پانی لینے سے زمین نہ کھلے اُس حالت میں ہے کہ اُس کے اندر وضو و غسل کریں اس تقدیر پر توجیہ مذکور کی گنجائش ہی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

---

[1] حلیہ

[2] قاضی خان | الماء الراکد | نولکشور لکھنؤ | ۱/۴

[3] بحرالرائق | ابحاث الماء | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۷۷

[4] منیۃ المصلی | فصل فی الحیض | مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور | ص ۶۷

بزازیہ میں بظاہر حوض کو صفت کثرت سے مطلق رکھ کر فرمایا : ثم دخل ماء کثیر[1] (پھر کثیر پانی داخل ہو۔ ت) غنیہ میں اُن کے حکم کی تعلیل یوں فرمائی :

(قیل لیس بنجس) لکونہ کبیرا[2] کما تقدم کل ذلک۔

(کہا گیا ہے کہ یہ نجس نہیں ہے) کیونکہ یہ بڑا ہے الخ جیسا کہ یہ سب کچھ پہلے گزر چکا ہے۔ (ت)

تو یہ اعتراض بھی اسی قول دوم پر رہا مگر یہ کہ اُن کا کلام مرئیہ باقیہ سے مخصوص کیا جائے۔ اب رہے وجوہ ثلثہ مذکورۂ بحث اول **اقول** وبہ استعین جو ظرف حبس و حفظ آب کے لیے ہو اُس میں پانی کی حرکت عرفاً جریان نہیں کہلاتی مشک کی تہ میں کٹورا بھر پانی ہو اُسے دہانہ باندھ کر زیر و بالا کیجئے کہ پانی اِدھر سے اُدھر اُدھر سے اِدھر جائے اسے کوئی جاری ہونا نہ کہے گا۔ جب دہانے سے نکل کر بہے گا اب کہیں گے کہ پانی بہا یہاں سے تینوں وجوہ کا جواب ہو گیا کہ بطن ظرف میں متحرک کو عرفاً جاری نہیں کہتے اور مکان اور اس کی دیواریں کوئی ظرفِ آب نہیں اور نہر ظرف ہے مگر نہ ظرف حبس بلکہ محلِ جریان بخلاف "تالاب اور حوض کے" اگرچہ کبیر ہو، تو بحمد اللہ تعالٰی قول جمہور ہی پر عرش تحقیق مستقر ہوا اور کیوں نہ ہو کہ :

العمل علی قول الاکثر ویداللہ علی الجماعۃ ھذا کلہ ما فاض علی قلب الفقیر ۖ من فیض اللطیف الخبیر ۖ مع تشتت البال ۖ وتراکم البلبال ۖ وھجوم الحساد ۖ بانواع الفساد ۖ واللہ المستعان ۖ وعلیہ التکلان ۖ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۖ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ۖ نعم المولٰی ونعم النصیر ۖ

؎ عدت العادون وجاروا
ورجوت اللہ مجیرا
وکفٰی باللہ ولیا
وکفٰی باللہ نصیرا

عمل اکثر کے قول پر ہی ہوتا ہے، اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہی ہوتا ہے، یہ سب کچھ فقیر کے دل پر اُترا، مہربان باخبر خدا کے فیض کرم سے ہے، حالانکہ طبیعت پراگندہ اور پیہم مصائب میں گرفتار ہوں اور حاسدوں نے الگ الگ قسم کے فساد برپا کر رکھے ہیں اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسی پر بھروسا کیا جاتا ہے اور طاقت و قوت اللہ ہی سے ملتی ہے جو بلند اور باعظمت ہے، ہمیں اللہ کافی ہے اور معتبر کارساز ہے، بہترین آقا اور بہترین مددگار ہے دشمنوں نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔ اور میں اللہ کے کرم کی امید کرتا ہوں حالتِ انکساری میں اور اللہ کافی کارساز ہے اور اللہ کافی مددگار ہے

---

[1] بزازیہ مع الہندیہ　نوع فی الحیض　نورانی کتب خانہ پشاور　۴/۸

[2] غنیۃ المستملی　عشر فی عشر　سہیل اکیڈمی لاہور　ص ۱۰۱

ومما قلت فیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستجیرا بذیلہ الاکرم ؎

رسول اللہ انت المستجار
فلا اخشی الاعادی کیف جاروا

بفضلک ارتجی ان عن قریب
تمزق کیدھم والقوم باروا

وقلت ؎

رسول اللہ انت بعثت فینا
کریما رحمۃ حصنا حصینا

تخوفنی العدی کیدا متینا
اجرنی یا امان الخائفینا

ومما قلت قدیما فی ربیع الاٰخر سنۃ الف وثلثمائۃ فرأیت الاجابۃ فوق العادۃ وفوق المطلب والارادۃ سریعا فی الساعۃ وللہ الحمد ابدا وارجو مثلہ سرمدا ؎

الحمد للمتوحد | بجلالہ المتفرد
وصلاتہ دوما علی | خیر الانام محمد
والاٰل والاصحاب ھم | مأوای عند شدائدی
فالی العظیم توسلی | بکتابہ وباحمد
وبمن اتی بکلامہ[1] | وبمن ھدی وبمن ھدی
وبطیبۃ وبمن ثوت | وبمنبر وبمسجد

میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں آپ کے دامن کی پناہ حاصل کرنے کے لیے یہ اشعار کہے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے، تو اب مجھے دشمنوں کا کچھ خوف نہیں کہ وہ کیا ظلم ڈھائیں گے، مجھے آپ کے فضل سے امید ہے کہ عنقریب ان کا مکر پارہ پارہ ہو جائیگا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

اور عرض کیا ہے اے اللہ کے رسول! آپ ہم میں مبعوث کئے گئے رحمت بنا کر اور مضبوط قلعہ بنا کر۔ مجھے دشمن اپنی مضبوط چالوں سے ڈراتے دھمکاتے ہیں اے خوفزدہ لوگوں کی پناہ! مجھے پناہ دیجئے۔

اور اس سے پہلے ربیع الآخر ۱۳۰۰ھ میں کہا تھا تو امید سے فزوں تر حیرت انگیز طور پر میری مرادیں پوری ہو گئیں وللہ الحمد، خدا کرے ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے۔

تمام تعریفیں خدائے یکتا کو سزاوار ہیں جو اپنے جلال میں یکتا ہے، اور اس کی رحمتیں مدام، بہترین مخلوق محمد پر نازل ہوں، اور آل و اصحاب پر، جو سختیوں میں میری پناہ گاہ ہیں، تو خداوند عظیم کی بارگاہ میں، میں وسیلہ لاتا ہوں، اس کی کتاب اور احمد کا۔ اور ان کا جو اللہ کے کلام کو

---

[1] ھو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ونبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحملۃ القرآن من آلہ وصحبہ وامتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اور وہ جبریل علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حاملین قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، اصحاب اور امت میں سے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

وبکل من وجد الرضا   من عند رب واجد

لاھُمّ[1] قد ھجم العدای   من کل شاذٍ ابعد

فی خیلھم ورجالھم   مع کل عاد معتد

ھاوین زلّۃ مثبتٍ   باغین ذلۃ مھتد

لکنّ عبدک اٰمن   اذ من دعاک یؤید

لا اختشی من باسھم   ید ناصری اقوی ید

لاھُمّ فادفع شرھم   وقنی مکیدۃ کائد

وادم صلاتک والسلا   م علی الحبیب الاجود

والاٰل امطار النّدا   والصحب سحب عوائد

ما غرّدت ورقاء علی   بانٍ بخیر مغرّد

واجعل بھا احمد رضا

عبدا بحرز السید

واللّٰہ تعالٰی وتبارک ؏ صلی وسلم وبارک ؏ علی المولی الکریم المبارک ؏ واٰلہ و صحبہ ؏ وابنہ وحزبہ ؏ صلاۃً تحل العقد ؏ تُحِلُّ المدد ؏ وتقینا شر حاسد اذا حسد ؏ ومکرحاقد اذا حقد ؏ وضرعاند اذا عند ؏ بحرمۃ قل ھو اللّٰہ احد ○ اللّٰہ الصمد ○ لم یلد ولم یولد ○ ولم یکن لہ کفوا احد ○ والحمد للّٰہ رب العالمین الی الابد ؏ واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

لائے اور جنھوں نے ہدایت دی اور جن سے ہدایت لی جاتی ہے، اور مدینہ منورہ کو اور ان کو جو مدینہ میں رہتے ہیں، اور منبر اور مسجد شریف کو اور ان تمام کو جنھیں خوشنودی میسر آئی رب کی جانب سے۔ اے اللہ! دشمنوں نے مجھ پر ہلّہ بول دیا ہے ہر دُوری سے ان کے پیادوں اور ان کے سواروں نے، ہر حد سے تجاوز کرنے والے ظالم نے، جو ثابت قدم کی لغزش کی امید کرتے ہیں، اور ہدایت یافتہ کی ذلت کے خواہاں ہیں، مگر آپ کا غلام بے خوف ہے کیونکہ جو آپ کو پکارتا ہے اس کی تائید کی جاتی ہے، میں ان کی طاقت وقوت سے خوفزدہ نہیں۔ میرے مددگار کا ہاتھ مضبوط تر ہے۔ یا اللہ! ان کے شر کو دفع کر دے اور مکار کے مکر سے مجھے بچا لے، اور اپنے صلٰوۃ وسلام کو سخی تر حبیب پر ہمیشہ نازل فرما، اور اُن کی آل پر جو جُود وسخا کی بارش ہیں، اور اصحاب پر جو فوائد کے بادل ہیں، جب تک قمریاں بان کے درخت پر بہترین گانے گاتی رہیں۔

اور اس صلٰوۃ وسلام کے طفیل احمد رضا کو، آقا کا امان یافتہ غلام بنا دے۔

اور اللہ تبارک وتعالٰی صلٰوۃ وسلام اور برکتیں نازل فرمائے آقا، کریم اور مبارک پر، اور ان کی آل واصحاب اور بیٹے اور ان کی جماعت پر، وہ صلٰوۃ جو گرہوں کو کھول دے اور مدد عطا کرے، اور ہمیں حاسدوں کے حسد سے اور کینہ پروروں کے کینوں سے اور سرکشوں کی شرارت سے بچائے بطفیل قل ہو اللہ احد الخ کے، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] لغۃ فی اللّٰھم ۱۲ منہ غفر لہ (م)

اَللّٰھُمّ میں ایک لغت ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)